مرزا

غلام احمد قادیانی کا

فقہی مذہب

حنفیت یا غیر مقلدیت

0433-521644

ابوالحسن معاویہ سلفی

فہرست عنوانات

خاندانی پس منظر کے آئینہ میں

اپنے افکار و اعمال کے آئینہ میں

کفریہ دعاوی کے آئینہ میں

اکابرین جماعت کے آئینہ میں

کردار غیر مقلدین کے آئینہ میں

انتساب

مناظر اسلام، محقق اہل سنت، وکیل احناف، ترجمانِ مسلکِ علمائے دیوبند

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ

کے نام ــــــــــــــــــــ جنہوں نے

اٹھارہ سال ترکِ تقلید کی گمراہیوں میں بھٹکنے کے بعد بالآخر مذہب حق قبول کرتے ہوئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی عالمگیر ''فقہ حنفی'' کے دامن تقلید میں پناہ لی۔ اور پھر ترکِ تقلید کے تمام محاذوں پر ایک ایسی آہنی دیوار بن گئے کہ قادیانیت، مماتیت، پرویزیت، رافضیت، خارجیت اور یزیدیت سمیت غیر مقلدیت کے تمام گروہوں کی فکری بنیادیں زمیں بوس ہو کر رہ گئیں۔ خدائے وحدہ لاشریک اس مرد قلندر کی قبر کو منور فرمائے۔ اور اسے کروٹ کروٹ اپنی خصوصی رحمتوں سے نوازے۔ آمین یارب العالمین.

خاکپائے احناف

حافظ عبدالحق خان بشیر نقشبندی

(مدرسہ حیات النبی محلّہ حیات النبی گجرات)

حرف آغاز

محترم قارئین کرام: آج سے تقریباً ۲۰ ،سال قبل ۱۹۸۴ میں بعض غیر مقلدین اور بریلوی حضرات کی طرف سے قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ پر عائد کیے گئے ایک الزام کے جواب میں ہم نے ''فتویٰ امام ربانی بر مرزا غلام احمد قادیانی'' کے نام سے ایک رسالہ تالیف کیا تھا۔جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف حضرت گنگوہیؒ کے چند ''فتاویٰ'' نقل کیے گئے تھے۔اور یہ ثابت کیا گیا تھا کہ حضرت گنگوہیؒ مرزا قادیانی کو کافر اور کاذب تسلیم کرتے تھے۔ان پر یہ الزام سراسر بے بنیاد ہے کہ وہ تکفیر مرزا کے بارہ میں کسی شبہ یا بے یقینی میں مبتلا تھے۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو............شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ............اور سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمتہ اللہ علیہ جیسے اکابر نے بہت پسند فرمایا۔

اس رسالہ میں جزوی طور پر مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت کا بھی سرسری تذکرہ آیا۔ تو ہم نے اس پر بھی چند ٹھوس حوالے نقل کر دیئے۔کیونکہ غیر مقلدین کی طرف سے مرزا قادیانی کو حنفی ثابت کرنے کے لئے مسلسل پروپیگنڈہ جاری تھا۔ہماری طرف سے اس ہلکے سے ردعمل نے غیر مقلدین کے متعصب حلقوں میں ایک کھلبلی مچادی۔اور وہ بدحواس ہو کر چیخ اٹھے۔چنانچہ ان کی طرف سے ہمارے اس رسالہ کے جواب میں تین کتابیں منظرِ عام پر آ گئیں۔

(۱) مطرقۃ الحدید بر فتوی مولوی رشید

مؤلفہ مولانا محمد یحییٰ گوندلوی..........

(۲) حنفیت اور مرزائیت.........

مؤلفہ مولانا عبدالغفور اثری سیالکوٹی..........

(۳) علماء دیوبند کا ماضی.........

مؤلفہ حکیم محمود احمد سلفی مرحوم..........

مذکورہ تینوں کتب میں تقریباً ایک ہی جیسے دلائل کے ساتھ مرزا قادیانی کو حنفی ثابت کرنے کی بھرپور مگر ناکام کوشش کی گئی۔ ان تینوں کتب کے جواب میں ہم نے ۱۹۹۰ء میں ''سیف حنفی .... بر گردن .... فتنہ اثری .... گوندلوی .... سلفی'' کے نام سے تقریباً ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب شائع کی۔ جسے علمی اور عوامی دونوں حلقوں میں خاصی پذیرائی حاصل ہوئی۔ اسمیں ہم نے مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت پر ۵۰، ایسے ٹھوس دلائل پیش کیے، جن کا جواب بحمد اللہ تعالیٰ غیر مقلدین آج تک نہ دے سکے۔ اور نہ انشا اللہ العزیز آئندہ دے سکیں گے۔

ہماری اس کتاب میں مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت کے علاوہ مذکورہ تینوں غیر مقلد علماء کے ان اعتراضات کا جواب بھی موجود تھا جو اصل اور بنیادی موضوع سے متعلق نہ تھے۔ اس لئے بعض احباب کو اس میں اصل موضوع سے غیر متعلق بحثیں سخت ناگوار گزریں۔ ان کا تقاضا یہ تھا کہ ان غیر متعلق اعتراضات کا جواب الگ اور مستقل کتاب میں دیا جانا چاہیے تھا۔ چونکہ اس وقت ہمارے خیال میں ان اعتراضات کا فوری جواب ناگزیر تھا۔ اس لئے ہم اس پہلو کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ اور ایک ہی کتاب کے اندر سارے جوابات جمع کر دیئے۔ لیکن اب ان مخلص احباب کی رائے کے احترام میں ہم اپنی مذکورہ کتاب کو دو مختلف ناموں سے دو حصّوں میں تقسیم کرتے ہوئے دو مستقل کتابوں کی صورت میں شائع کر رہے ہیں۔

﴿۱﴾ مرزا غلام احمد قادیانی کا فقہی مذہب!

جس میں مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت پر بحث کی گئی ہے۔

﴿۲﴾ منکرین تقلید اپنے اعتراضات کے آئینہ میں!

جس میں غیر مقلدین کے دیگر اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ان دونوں حصوں کے اندر ہم نے بحمد اللہ تعالیٰ کثیر تعداد میں اضافے کیے ہیں۔ پہلے حصے میں مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت پر پہلے سے دو گنا یعنی ایک سو سے زائد دلائل پیش کیے گئے

ہیں.اور دوسرے حصہ میں غیر مقلدین کی مذکورہ تینوں کتب کے علاوہ ان کی دیگر کتب میں بھی ''فقہ حنفی'' پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں۔ان میں سے بیشتر کے جوابات بھی اس میں شامل کردیئے گئے ہیں.تا کہ اس عنوان سے بھی قارئین کرام زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔

(پہلا حصہ) مرزا غلام احمد قادیانی کا فقہی مذہب ......آپ کے ہاتھوں میں ہے.جب کہ دوسرا حصہ انشا اللہ العزیز بشرطِ صحت و زندگی بہت جلد قارئین کی خدمت میں پیش کردیا جائے گا.خدا تعالیٰ ہم سب کو ترکِ تقلید کی خطرناک گمراہیوں سے محفوظ فرمائے .اور اتباع سلف کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے.آمین یارب العالمین۔

پھر نہ دینا طعنہ ناکامی ذوق نظر
حوصلہ ہے کچھ تو آ جاؤ نظر کے سامنے

خادمِ اہل سنت
حافظ عبدالحق خان بشیر نقشبندی۔

مقدمہ

محترم قارئین کرام!

اصل موضوع ''مرزا غلام احمد قادیانی کی غیر مقلدیت'' پر بحث ہم انشا اللہ العزیز آئندہ اوراق میں بالتفصیل کریں گے لیکن اس سے قبل ہم بطور تمہید مختصر طور پر تقلید کی تعریف واہمیت اور ترکِ تقلید کے نقصانات پر ہلکی پھلکی بحث ضرور کرنی چاہیں گے. تاکہ معلوم ہو جائے کہ مرزا قادیانی کی ترکِ تقلید پر ہمیں بحث کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

مقلد اور غیر مقلد میں فرق!

سب سے پہلے ہم اپنے قارئین پر مقلد اور غیر مقلد کا فرق واضح کرنا چاہیں گے. تاکہ ان کے لئے مسئلہ تقلید کے مرکزی نکتہ کو سمجھنا آسان ہو جائے. اور عوام کے اندر جو تقلید کا غلط مفہوم شائع ومشہور ہو چکا ہے، اس کا ازالہ کیا جاسکے. عام طور پر عوام کے اندر یہی مشہور ہے کہ صرف آئمہ مجتہدین کے قیاس واجتہاد کا منکر ومخالف ہی غیر مقلد کہلاتا ہے. حالانکہ یہ غیر مقلدیت کی انتہائی ناقص ونامکمل تعریف ہے. علوم دینیہ سے ضروری واقفیت رکھنے والا ہر ذی شعور اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہے کہ اصولِ اہل سنت والجماعت کی روشنی میں دلائل شرعیہ چار ہیں۔

(۱) قرآن حکیم....(۲) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم..........(۳) اجماع امت

(۴) قیاس مجتہد..........ان ہی دلائل اربعہ کو اصول فقہ کہا جاتا ہے۔

اہل سنت کے مسلمہ اصول کے تحت مذکورہ چاروں دلائل کو قبول کرنے والا ہی اہل سنت والجماعت کہلاسکتا ہے. اور ان کا منکر ومخالف اہل سنت والجماعت سے خارج ہے. چونکہ مقلدین کو جو

فقہ پڑھائی اور سکھائی جاتی ہے.(قطع نظر اس سے کہ وہ فقہ حنفی ہو یا فقہ مالکی، فقہ شافعی ہو یا فقہ حنبلی. کیونکہ اصولِ فقہ چاروں کے ایک ہی ہیں) اسمیں ان کو اصول فقہ کی حیثیت سے یہی دلائل اربعہ (قرآن وسنت اور اجماع وقیاس) دیئے جاتے ہیں. اور ان کی مکمل فقہ کے تمام مسائل انہی چاروں دلائل میں محدود ہوتے ہیں. اگرچہ ہر مجتہد کے اصول اجتہاد مختلف ہیں. اس مختصر بحث سے اتنی بات تو پوری طرح واضح وآشکارا ہو چکی کہ مذکورہ چاروں دلائل کو قبول کرنے والا ہی مقلد ہے. اور ان میں سے کسی ایک دلیل کا بھی منکر ومخالف غیر مقلد ہوگا.

گویا یہی دلائل اربعہ اصول اہلسنت بھی ہیں اور اصول فقہ بھی. ان میں سے کسی ایک دلیل کا بھی منکر ومخالف نہ مقلد کہلا سکتا ہے اور نہ سُنّی۔

اس حقیقت سے بھی ہر ذی شعور واقف ہے کہ مذکورہ دلائل اربعہ میں ترتیب واہمیت کے اعتبار سے سب سے کم درجہ کی دلیل قیاس مجتہد ہے. کیونکہ پہلے تینوں دلائل میں سے کسی دلیل کے ساتھ ثابت ہو جانے والے مسئلہ میں قیاس مجتہد کی قطعی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی. اب اس پہلو پر اگر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو یہ حقیقت خوب نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ جو شخص (یعنی مقلد) سب سے کم درجہ کی دلیل (یعنی قیاس) پر اتنی پختگی سے قائم ہے، کہ اپنے امام ومجتہد کا دامن چھوڑنے پر آمادہ نہیں، اس سے برتر وبالائی دلائل سے انکار وانحراف کا تصور کیونکر ممکن ہے؟

اس کے برعکس جو شخص (یعنی غیر مقلد) سب سے کم درجہ کی دلیل (یعنی قیاس) سے انکار وانحراف کرتا ہے، تو اس کے لیے بالائی دلائل سے بغاوت وسرکشی کا راستہ صاف وآسان ہو جاتا ہے.

اور وہ رفتہ رفتہ اس سرکشی میں قدم آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے. کیونکہ فرمان نبوی ﷺ کا ترجمہ ہے کہ

صغیرہ گناہوں سے بے اعتنائی برتنے والے کا کبیرہ گناہوں کے لئے حوصلہ بڑھتا چلا جاتا ہے. اور مشکوک ومشتبہ اشیاء سے پرہیز نہ کرنے والا بالآخر حرام کا مرتکب بھی ہو سکتا ہے.

جب یہ معلوم اور واضح ہو چکا کہ مقلد اپنی فقہ اور اصول فقہ کی روشنی میں دلائل اربعہ کے دائرہ میں بند رہنے کا پابند ہوتا ہے. اور ان سے باہر نکلنے کی صورت میں وہ مقلد رہتا ہی نہیں تو اس پہلو سے صورت حال کا جائزہ لینے سے غیر مقلدیت کا مفہوم بڑا وسیع اور کشادہ ہو جاتا ہے. مثلاً

☆ قیاس مجتہد کا قائل مقلد..........اور.......... منکر غیر مقلد.

☆ اجماعِ امت کا قائل مقلد..........اور.......... منکر غیر مقلد.

☆ اجماعی عقائد کا قائل مقلد..........اور.......... منکر غیر مقلد.

☆ سنت رسول ﷺ کا قائل مقلد..........اور.......... منکر غیر مقلد.

☆ سنت رسول ﷺ کے اجماعی مفہوم کا قائل مقلد.....اور.......... منکر غیر مقلد.

☆ قرآن حکیم کا قائل مقلد..........اور.......... منکر غیر مقلد.

☆ قرآن حکیم کے منصوص احکام کا قائل مقلد..........اور.......... منکر غیر مقلد.

غرضیکہ غیر مقلدیت کا مفہوم اس حد تک وسیع ہوتا چلا جاتا ہے کہ۔۔۔ توحید ورسالت کے منکر ہوں یا معجزات وکرامات کے۔۔۔۔ مقام صحابہؓ کے منکر ہوں یا شان اہل بیتؓ کے۔۔۔۔ خلافتِ راشدہ کے منکر ہوں یا قیامت وعذابِ قبر کے۔۔۔۔ اصول اہلسنت اور اصولِ فقہ کی روشنی میں یہ سب غیر مقلد قرار پائیں گے۔

غیر مقلدیت کے اس وسیع تر مفہوم کے حوالے سے اگر غیر مقلدیت کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ خاصی قدیم اور بڑی پرانی ہے. کیونکہ یہ حقیقت آفتاب نصفِ النہار کی طرح واضح و آشکارا ہے کہ غیر مقلدانہ طرزِ عمل کے اعتبار سے کائنات کا سب سے پہلا غیر مقلد ''ابلیس لعین'' ہے. اس لئے کہ سب سے پہلے منصوص حکم الٰہی کا انکار کر کے وہی ترک تقلید کا مرتکب ہوا. اور پھر جوں جوں سلسلہ انبیاء کرام علیہم السلام دراز ہوتا گیا، غیر مقلدیت کا دائرہ بھی وسیع ہوتا چلا گیا. کیونکہ اصولِ فقہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ سنت رسولؐ کا مخالف ومنکر بھی غیر مقلد ہوتا ہے. لہٰذا انبیاء کرام علیھم السلام کی مخالفت ونافرمانی کرنے والے یقینی طور پر غیر مقلد ہی تھے۔

غیر مقلدیت کے اس وسیع تر مفہوم کو ذہن نشین کرنے کے بعد یہ حقیقت پیش نظر رکھنی ضروری ہے کہ ہم جب غیر مقلد کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور کسی شخص کو غیر مقلد قرار دیتے ہیں تو وہ مذکورہ مفہوم کی روشنی میں ہی غیر مقلد ہوتا ہے البتہ اس غیر مقلدیت کے درجات اپنے اپنے

اجماعِ امت کا ۔۔۔۔۔ منکر و مخالف تھرڈ کلاس غیر مقلد ہے ۔۔۔۔۔ قیاسِ مجتہد کا منکر و مخالف فرسٹ ہیں مثلاً ۔۔۔۔۔ سنت رسول علیہ ﷺ کا منکر و مخالف مڈل و سیکنڈ کلاس غیر مقلد ہے ۔۔۔۔ اور قرآن و احکام قرآن کا منکر و مخالف سپیشل اور وی، آئی، پی اور ہائی کلاس غیر مقلد ہے ۔۔۔ علیٰ ھذا القیاس۔ کلاس کا غیر مقلد ہے ۔۔۔

اس مقام پر غیر مقلدین کی طرف سے پیدا کردہ اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ ائمہ اربعہ (یعنی امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ تعالیٰ) کی تقلید منصوص احکام میں داخل نہیں۔ حالانکہ ان کا یہ دعویٰ سراسر خلافِ حقیقت ہے۔ کیونکہ جب مطلق مجتہد کی تقلید کا حکم قرآن وسنت میں منصوص ہے۔ تو پھر اس حکم کا اطلاق ہر اس شخص کے حق میں ثابت ہوگا، جس کا مجتہد ہونا مسلّم جائے۔ اب کون بدبخت و بدنصیب ہے جو ائمہ اربعہؒ کے مجتہد ہونے سے انکار کر سکے؟ جبکہ ان کے مجتہد ہونے پر پوری امت متفق ہے، حتیٰ کہ انصاف پسند غیر مقلد علماء بھی ان کا مجتہد ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ تو جب ان کا مجتہد ہونا اجماعِ امت سے مسلّم ہے تو پھر ان کی تقلید سے انکار و انحراف گمراہی نہیں تو کیا ہے؟ پھر جب اجماعِ امت بالاتفاق منصوص ہے تو اجماعِ امت کے ذریعہ ثابت ہونے والی تقلید ائمہ اربعہ کیوں منصوص نہیں ہوگی؟ یہی وجہ ہے کہ امت کے اندر ہمیشہ صرف دو ہی اصطلاحات متعارف رہی ہیں۔ اہلیت اجتہاد رکھنے والوں کیلئے مجتہد کی ..... اور اہلیت اجتہاد نہ رکھنے والے کے لئے مقلد کی .... غیر مقلد اور نیم مقلد (یہ اصطلاح تنظیم اسلامی پاکستان کے بانی جناب ڈاکٹر اسرار احمد کی ایجاد کردہ ہے) کی اصطلاحات ماضی قریب کی پیداوار ہیں۔ اس اعتبار سے من حیث الفکر تو غیر مقلدیت قدیم زمانہ سے چلی آرہی ہے۔ البتہ من حیث الجماعت، ایک مستقل مکتب فکر کی حیثیت سے یہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد معرض وجود میں آئی جیسا کہ تاریخی حقائق سے ثابت ہے اس مسئلہ پر تفصیلی بحث امام اہلسنت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کی معروف کتاب ''الکلام المفید فی اثبات التقلید'' میں ضرور ملاحظہ کرلی جائے۔

ترکِ تقلید۔۔۔۔۔ہر گمراہی کی۔۔۔۔۔بنیاد ہے

فریقین (مقلدین وغیر مقلدین) کا فیصلہ

مذکورہ بحث سے واضح طور پر یہ معلوم وثابت ہو چکا کہ ہر قسم کی فکری واعتقادی گمراہی کی اصل بنیاد ترک تقلید ہی ہے. کیونکہ کوئی بھی فکری گمراہی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اس فکر کے بنیادی اصول ودلائل سے انحراف و روگردانی کی جائے. اور اسی انحراف و روگردانی کا نام ترکِ تقلید ہے. ہر صاحب علم وعقل اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہے کہ انسان کسی بھی مسئلہ کے بنیادی فکر پر قائم رہتے ہوتے کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا. اس لئے کہ بنیادی اصول ہی گمراہی سے محفوظ رکھتے ہیں. اس اعتبار سے ترک تقلید کا ''ام الضلالۃ'' ہونا اس قدر واضح ہے کہ بہت سے محققین (جن میں بعض غیر مقلد علماء بھی شامل ہیں) اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہیں. آیئے اس پر چند حوالہ جات ملاحظہ فرمالیجے۔

حکیم الہند امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا فیصلہ!

برصغیر پاک وہند کے تمام مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث) کے استاذ الاساتذہ اور بارہویں صدی ہجری کے بالاتفاق مجدد، حکیم الہند حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حنفی المذہب ہونا اظہر من الشمس ہے. اور وہ تقلید ائمہ اربعہؒ سے علیحدگی کو سراسر گمراہی قرار دیتے ہیں. چنانچہ فرماتے ہیں کہ

☆ اگر کوئی جاہل وبے علم انسان ہندوستان یا ماوراء النہر کے علاقہ میں ہو. اور اس مقام پر کوئی شافعی، مالکی، اور حنبلی عالم موجود نہ ہو. اور ان مذاہب والوں کی کوئی کتاب بھی وہاں نہ مل سکے، تو ایسے شخص پر صرف حضرت امام ابو حنیفہؒ ہی کی تقلید واجب ہو گی. اور امام صاحب کے مذہب سے اسکا نکلنا حرام ہو گا. اس لئے کہ اس صورت میں وہ شخص شریعت کی پابندی گلے سے اتار کر بالکل آزاد اور مہمل ہو جائے گا. بخلاف اس کے کہ وہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں ہو...........(انصاف فی بیان سبب الاختلاف.......ص ۷۱)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام ولی اللہ دہلوی " تقلید شخصی کو واجب قرار دیتے ہیں. اور ان کے نزدیک جس مقام پر مذاہب اربعہ میں سے دو یا دو سے زائد مذاہب موجود ہوں، وہاں ان میں سے کسی ایک کی بھی تقلید درست ہے جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ. اور جہاں ان میں سے صرف ایک ہی فقہی مذہب موجود ہو ، وہاں صرف اسی کی تقلید واجب ہوگی ، اور اس سے باہر نکلنا حرام ہوگا قطع نظر اس سے کہ اس مقام پر مذہب حنفی ہو یا مذہب شافعی، مذہب مالکی ہو یا مذہب حنبلی۔ کیونکہ تقلید ائمہ سے نکلنا درحقیقت حدود شرعیہ سے نکلنا اور مذہب کی بندشوں سے آزاد ہونا ہے. جو انتہائی خطرناک ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ علاقوں میں چونکہ تقریباً چاروں مذاہب موجود ہیں. لہذا وہاں کسی بھی ایک امام کی تقلید درست ہوگی. جبکہ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان اور وسط ایشیا وغیرہ علاقوں میں صرف فقہ حنفی موجود ہے۔ لہذا ان مقامات پر صرف فقہ حنفی کی تقلید ہی واجب ہوگی۔

علامہ شبلی نعمانی مرحوم کا فیصلہ!

علامہ شبلی نعمانی مرحوم برصغیر پاک و ہند کے علمی و ادبی حلقوں میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں. وہ بھی غیر مقلدیت کو اسلام اور امت کے لئے زہر قاتل تصور کرتے تھے. چنانچہ شیخ محمد اکرام مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ جن دنوں مولانا شبلی نعمانی پر حنفیت زوروں سے غالب تھی، وہ کہا کرتے تھے کہ ایک مسلمان عیسائی ہو جائے تو ہو جائے، لیکن غیر مقلد کیسے ہو سکتا ہے.............. (موج کوثر... ص ۷۱)

یعنی علامہ شبلی نعمانی مرحوم کے نزدیک ایک مسلمان کا عیسائی یا یہودی مذہب اختیار کر لینا تو قابل فہم ہے. لیکن اس کا غیر مقلد ہونا نا قابل فہم ہے. شائد اس لئے کہ عیسائیت و یہودیت بیرونی فتنے ہیں. اور غیر مقلدیت کی حیثیت اندرونی شورش کی ہے۔ اور اندرونی شورش بہر حال بیرونی فتنوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہے. خدا تعالیٰ محفوظ فرمائے. آمین۔

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کا فیصلہ!

حکیم الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ تحریک آزادی برصغیر کے عظیم جرنیل کی

حیثیت سے کسی بھی قسم کے تعارف سے بے نیاز ہیں. عصری تقاضوں کے تحت ان کے بعض افکار و نظریات میں اجتہادی عنصر جھلکتا نظر آتا ہے. لیکن مجموعی اعتبار سے وہ تقلید کی بندشوں سے آزادی کو گمراہی قرار دیتے ہیں. مولانا آزاد مرحوم نے حنفی گھرانہ میں جنم لیا لیکن خود ان کی اپنی ذات پر حنبلی ذہن غالب رہا. جدت پسندی کے طبعی ذوق نے زندگی کے ایک موڑ پر انہیں نیچرت کے دامن میں ڈال دیا. اور وہ ذہنی ناپختگی کی بناء پر سر سید احمد خان کی نیچری تعلیمات سے متاثر ہو کر نیچری ہو گئے۔

لیکن جب شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگان دیوبند کی علمی وفکری صحبتوں سے فیض یاب ہوئے تو نیچریت کے تمام لادینی نظریات سے رجوع فرمالیا. چنانچہ انہوں نے اپنی فکری و عملی زندگی کے نشیب و فراز کی جو داستان اپنے شاگرد و رفیق مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی مرحوم کو قلمبند کرائی وہ ''آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے. اس میں اپنے زمانہ نیچریت کا نقشہ کھینچتے ہوئے مولانا آزاد مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ والد مرحوم کہا کرتے تھے کہ گمراہی کی موجودہ ترتیب یوں ہے کہ پہلے وہابیت (یعنی ترکِ تقلید) پھر نیچریت اور نیچریت کے بعد تیسری قدرتی منزل جو الحاد قطعی کی ہے. اس کا وہ ذکر نہیں کرتے تھے. اس لئے کہ وہ نیچریت کو ہی الحاد قطعی سمجھتے تھے. لیکن میں تسلیم کرتے ہوئے اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ وہ تیسری منزل الحاد ہے. اور ٹھیک ٹھیک مجھے یہی پیش آیا. سر سید مرحوم کو بھی پہلی منزل وہابیت (یعنی ترکِ تقلید) کی ہی پیش آئی تھی. اصل یہ ہے کہ عقائد و فکر کے توسیع و تطور کے لئے پہلی چیز یہ ہے کہ تقلید کی بندشوں سے پاؤں آزاد ہوں۔ وہابیت اس زنجیر کو توڑتی ہے. اب اگر اس کے بعد آزادیٔ فکر، بے قیدی اور مطلق العنانی کی صورت اختیار کر لے تو بلاشبہ یہ نہایت مضر صورتیں بھی اختیار کر سکتی ہے. زندگی کے اس حصہ میں میری دماغی حالت حسب ذیل تھی. (۱) تقلید رسوم کی بندش ٹوٹ چکی تھی. (۲) تقلید آباؤ اجداد کے تمام نقوش اگر مٹ نہیں چکے تھے تو بہت مدہم پڑ چکے تھے. (۳) لیکن آزادیٔ فکر نے ابھی کوئی مطمئن حالت حاصل نہیں کی تھی. شکوک و شبہات

نئے نئے ابھر رہے تھے گردو پیش میں اس کے دفع کی قوت نہ تھی۔ بلکہ ضعف کی وجہ سے اور برانگیختی ہو رہی تھی۔ اکثر حالتوں میں شکوک فتح مند رہتے تھے۔ مطالعہ کی وسعت انہیں اور بڑھا رہی تھی۔ اور نئے نئے میدان بھی کھل رہے تھے۔ (۴) طبعیت پوری طرح قدرتی طور پر کسی نئی حالت کے لئے تیار و منتظر تھی ......(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی ....ص ۳۶۸)

☆ اب معاملہ تقلید و عدم تقلید اور وہابیت و حنفیت سے گزر چکا تھا۔ اور ایک ایسی بلندی پر اپنی جگہ محسوس ہو رہی تھی جہاں سے یہ تمام جماعتیں، یہ تمام عقائد و افکار اور یہ تمام جھگڑے بالکل حقیر دکھائی دیتے تھے۔ خواہ حنفی ہوں خواہ غیر مقلد، شیعہ ہوں یا سُنّی ، ماتریدی ہوں یا اشعری، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بھی اسلام کی اصلی حقیقت یا سرسید کی اصطلاح میں ٹھیٹھ اسلام سے آشنا نہیں قرآن کے اصلی حقائق و معارف اور مذہب کی اصلی تعلیمات تو وہ ہیں جن کے چہرے پر سے تیرہ سو برس بعد اس مجدد اعظم (جیسا کہ میری اس وقت بول چال تھی یعنی سرسید احمد خان) نے پردہ ہٹایا ہے............ (ایضاً...ص ۳۷۰)

مولانا آزاد مرحوم کے مذکورہ اقتباسات سے ان کی قلبی و ذہنی کیفیت پوری طرح آشکارا ہو رہی ہے۔ وہ علی الاعلان ترکِ تقلید کو گمراہی کی بنیاد، الحاد و زندقہ کی پہلی سیڑھی اور نیچریت کی خشتِ اوّل قرار دے رہے ہیں۔ اور خود اپنی فکری زندگی کے مخفی گوشوں کو بے نقاب و بے حجاب کرتے ہوئے اس بات کا صاف اعتراف فرما رہے ہیں کہ میری وقتی گمراہی اور میرے ذہن و فکر پر نیچری اثرات کے غلبہ کا بنیادی سبب ترکِ تقلید تھا۔ بلکہ خود نیچری فکر کے بانی و مجدد سرسید احمد خان کی گمراہی و نیچریت کا باعث بھی ترکِ تقلید ہی بنی۔ پھر نیچریت میں داخل ہونے کے بعد مولانا آزاد مرحوم کی عملی زندگی میں جو تغیر رونما ہوا، اس کا تذکرہ وہ بایں الفاظ فرماتے ہیں کہ

☆ جب اس بات کا استغراق بڑھ گیا کہ تمام واجبات و فرائض شرعیہ ان مصالح و حکمتوں پر مبنی ہیں۔ اور مقصود صرف ان فوائد کا حصول ہے تو پھر ظاہر ہے کہ طبعیت میں ادائے فرض کا کوئی جذبہ باقی نہیں رہتا۔ اہل مذاہب کے تشدد اور تاکیدات بالکل ایک طرح کی عدالتی تنبیہات معلوم ہونے لگتی ہیں........ (ایضاً......ص ۳۹۴)

☆ جب نئی روشن خیالی کی ہوا لگی، اور سرسید مرحوم کا رنگ چڑھا تو اگر چہ اس کا اثر صرف عقائد وافکار ہی کے دائرہ میں محدود نہ تھا، بلکہ اعمال پر بھی پڑتا تھا۔ اب صوم وصلوٰۃ کی حقیقت ہم وہ نہیں سمجھتے تھے، جو عام لوگ سمجھتے ہیں............... (ایضاً....ص ۳۹۸)

☆ چند دنوں کی فکر وکشمکش کے بعد ایک دن شب کو آخری فیصلہ کر لیا، اور صبح سے نماز ترک کردی. حالانکہ وہ بچپن سے کبھی ترک نہ کی تھی............... (ایضاً....ص ۴۰۰)

☆ اس کے بعد بالالتزام نماز ترک کردی............... (ایضاً....ص ۴۰۱)

مولانا آزاد مرحوم اپنی دینی زندگی پر ترکِ تقلید کے اثرات کھول کھول کر بیان فرما رہے ہیں. کہ ترکِ تقلید کا نتیجہ یہ نکلا کہ...... نیچریت اور الحاد وزندقہ کی دلدل میں پھنسا...... تیرہ سو سالہ امت مرحومہ کے ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین اور محققین کا ادب واحترام دل سے ختم ہوا...... انکی تعلیمات وتحقیقات عدمِ اعتماد کا شکار ہوئیں...... عقائد وافکار متاثر ہوئے...... اعمال میں ضعف پیدا ہوا...... حتیٰ کہ نماز جیسی عبادت کا التزام ترک کر دیا...... حالانکہ وہ بچپن سے کبھی ترک نہ کی تھی........ اور دیگر عبادات کی محبت ورغبت بھی دل سے جاتی رہی۔

یہ ترکِ تقلید اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا۔

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی مرحوم کا فیصلہ!

پنجاب میں تحریک غیر مقلدیت کے پہلے طبقہ (یعنی منکرین تقلید فقہاء) کی ترقی و وسعت میں جو چند نام نمایاں حیثیت رکھتے ہیں ان میں حضرت مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے. میر صاحب غیر مقلدیت کے پہلے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے. اور فقہ حنفی کی مخالفت میں سرگرم تھے. لیکن اس کے باوجود وہ مطلق ترک تقلید کو مادر پدر آزادی سے تعبیر کرتے تھے. چنانچہ فرماتے ہیں کہ

☆ عنوان پنجم. اہل حدیث کا مسلک مبین! کیا ہمارے حنفی بھائی ہم اہل حدیثوں کے

متعلق یہ خیال رکھتے ہیں کہ ہم تقلید سے مطلق انکار کرتے ہیں. اور عوام کو تعلیم کرتے ہیں کہ وہ باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث یا اقوال صحابہؓ نہ ملنے کے اور خود بھی کتب متداولہ مشہورہ میں علمی قابلیت نہ رکھنے کے اقوال ائمہ کو (معاذ اللہ تعالیٰ) ٹھکرادیا کریں. اور مادر پدر آزاد ہو کر جو چاہیں سو کریں؟ اگر ان کا یہی خیال ہے تو ہم صاف الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارا مسلک سمجھنے میں تحقیق سے کام نہیں لیا............................(تاریخ اہل حدیث.....ص ۱۱۸)

غور فرمایئے کہ مولانا میر سیالکوٹی مرحوم برملا اس کا اعتراف فرما رہے ہیں کہ ہم مطلقاً تقلید ائمہ سے انکاری نہیں. بلکہ جہاں قرآن وسنت اور اقوال صحابہؓ سے کوئی دلیل نہ ملے وہاں تقلید ائمہ کو ضروری خیال کرتے ہیں. اور اس کے ترک کو مادر پدر آزادی سمجھتے ہیں. اور وہ ایسے افراد کو جو کتبِ متداولہ مشہورہ میں علمی قابلیت نہیں رکھتے ان کو بھی ترکِ تقلید کی اجازت نہیں دیتے۔

مولانا عبدالاحد خانپوری مرحوم کا فیصلہ!

تحریک غیر مقلدیت کے طبقہ اولیٰ کے غزنوی گروہ کی روح رواں شخصیات میں مولانا عبدالاحد خانپوریؒ مرحوم کا نام بہت نمایاں حیثیت رکھتا ہے. وہ بھی مطلق ترکِ تقلید کو گمراہی کا دروازہ قرار دیتے ہیں۔ اور عصر حاضر کے تمام فتنوں کی گمراہی کا بنیادی سبب ترکِ تقلید کو ہی تسلیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

☆ پس اس زمانہ کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء الرسول سے جاہل ہیں. وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں شیعہ وروافض کے۔ یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر ونفاق کے تھے اور مدخل (دروازہ) ملاحدہ وزنادقہ کا تھے اسلام سے نکلنے کی طرف۔ اسی طرح یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں. ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے، مثل اہل تشیع کے۔ الیٰ ان قال۔ مقصود یہ ہے کہ رفضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کرکے حضرت علی اور حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غلو کے ساتھ تعریف کرکے سلف کو ظالم کہہ کر گالی دیدیں. اور پھر جس قدر الحاد وزندقہ پھیلائیں کچھ پرواہ نہیں. اسی طرح ان جہال، بدعتی، کاذب اہل حدیثوں میں ایک دفعہ

رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے، اور سلف کی ہتک کرے، مثل امام ابوحنیفہؒ کی جن کی امامت فی الفقہ اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور پھر جس قدر کفر اعتقادی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلادے۔ بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ اور ایک ذرہ چیں بچیں بھی نہیں ہوتے۔ اگرچہ علماء اور فقہاء اہل سنت ہزار دفعہ ان کو متنبہ کریں۔ ہرگز نہیں سنتے۔ سبحان الله تعالیٰ ما اشبه الليلة بالبارحة. اور سر (راز) اس کا یہ کہ وہ مذہب وعقائد اہل سنت والجماعت سے نکل کر اتباع سلف سے مستنکف (عار سمجھنے والے) ومتکبر ہوگئے ہیں۔ فافهم و تدبر. الیٰ ان قال. پھر ملاحدہ مرزائیہ قادیانیہ نکلے تو انہوں نے بھی انہی کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہونا اختیار کیا۔ اور جماعات کثیرہ کو ایمان سے مرتد اور منافق بنایا......... اور جب ملاحدہ زنادقہ چکڑالویہ نکلے تو وہ بھی انہی کے دہلیز و دروازہ سے داخل ہوئے، اور ایک خلق کو ان سے مرتد بنایا...... اور جب یہ مولوی ثناء اللہ خاتمۃ الملحدین نکلا تو وہ بھی انہی جُہال اہلحدیث کے باب اور دہلیز سے داخل ہو کر کیا جو کچھ کیا یعنی پہلے اس نے سدِ متین اور حصن حصین اسلام کہ اجماع امت مرحومہ اور اتباع سلف صالحین ہے۔ کہ خیر القرون ہیں۔ اس کو توڑا اور پھر اسلام میں کفر اور نفاق کو داخل کیا۔ اور تحریف کلام الٰہی وقرآن مجید کی، اور پر مذاہب ملاحدہ زنادقہ کے۔ ایسی کہ یہودیوں سے بھی بڑھ گیا۔ اور الحاد جہمیہ، اور نیچریہ اور کفریات فلاسفہ دہریہ کو اسلام میں بذریعہ مکر وفریب اور تحریف کے داخل کیا۔

(کتاب التوحید والسنۃ فی رد اہل الالحاد والبدعۃ .... ص ۲۶۲ ...... ۲۶۳)

مولانا خانپوری مرحوم کے مذکورہ بیان کا ایک ایک جملہ مبنی برحقیقت ہے۔ وہ ترک تقلید اور فقہاء کرامؒ پر تنقید کو گمراہی اور ضلالت کی بنیاد قرار دے رہے ہیں۔ اور کھل کر اس حقیقت کا اعتراف فرما رہے ہیں کہ جس طرح اسلام کے قرون وسط میں رافضیت اصحابِ نبوّت پر تنقید وعدم اعتماد کے ذریعہ ہر قسم کے فتنوں کا دروازہ تھی۔ اسی طرح عصر حاضر میں غیر مقلدیت اسلاف امت پر تنقید وعدم اعتماد کے ذریعہ ہر قسم کے فتنوں کا باب ہے۔ اور عصر حاضر کے تمام فتنے ترکِ تقلید ہی کی وجہ سے معرض وجود میں آئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ قادیانیت اور

مولوی عبداللہ چکڑالوی کا فتنہ انکارِ حدیث ترک تقلید ہی کی پیداوار ہیں. حتی کہ سرسید احمد خان کا فتنہ نیچریت بھی اسی ترک تقلید کا نتیجہ ہے. ہمارے خیال میں غیر مقلدین حضرات اگر مولانا خانپوری مرحوم کی مذکورہ عبارت کو تعصب کی عینک اتار کر دیکھیں تو ان کے لئے اس میں عبرت ونصیحت کا بکثرت سامان موجود ہے.

مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا فیصلہ!

برصغیر پاک وہند کے غیر مقلدین کے لئے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی شخصیت محسن اعظم کی حیثیت رکھتی ہے. کیونکہ انہی کی کوششوں سے غیر مقلدین کو حکومت برطانیہ کی طرف سے اہلحدیث کا نام الاٹ ہوا مولانا بٹالوی مرحوم حنفیت اور تقلید کے خلاف انتہائی متشددانہ ذہن رکھتے تھے. اور فرنگی سامراج کی خوشنودی کی خاطر مجاہدین احناف کے خلاف وہ ہمیشہ سرگرم عمل رہے اسی انگریز دوستی کی وجہ سے وہ ایک طویل عرصہ تک مرزا غلام احمد قادیانی کی حمایت کا بیڑہ بھی صرف اس لئے اٹھائے رہے کہ مرزا قادیانی بھی انگریز دوستی میں ان کا ہم نوالہ وہم پیالہ تھا. جبکہ مرزا قادیانی کے بالمقابل لدھیانہ کے سنی حنفی علماء نہ صرف انگریز دشمن تھے بلکہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ان کا جرات واستقامت پرمبنی مجاہدانہ کردار تاریخ برصغیر کا تابناک حصہ ہے. مولانا بٹالوی مرحوم کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ برصغیر پاک وہند میں بیس رکعت نماز تراویح کے اجماعی ومتواتر عمل کو ترک کر کے انہوں نے آٹھ رکعت نماز تراویح کا غیر مسنون عمل جاری کیا. اوراس کے ذریعہ برصغیر کے اندر مذہبی تصادم کا ایک نیا محاذ کھول دیا. وہ تادم آخر حنفیت کے خلاف برسرپیکار رہے لیکن انکے ترک تقلید کے مشن نے ان کے سامنے جن خطرناک اور تاریک پہلوؤں کو اجاگر کیا وہ آخر عمر میں اس سے بے حد پریشان وپشیمان تھے. چنانچہ فرماتے ہیں کہ

☆ پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں. کفر وارتداد وفسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے. گروہ اہل حدیث میں

جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں، وہ ان نتائج سے ڈریں۔اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۱ مطبوعہ ۱۸۸۸ء۔۔۔۔۔۔۔بحوالہ الکلام المفید۔۔۔۔ص ۱۸۳)

مولانا بٹالوی مرحوم کا یہ تجرباتی تجزیہ اس دور کا ہے، جب وہ نیچریت اور چکڑالویت کی صورت میں غیر مقلدیت کے ترقی یافتہ گروہوں کا باہوش وحواس نظارہ کر چکے تھے۔بلکہ چکڑالویت کے خلاف ان کا تقریری وتحریری دنگل پورے عروج پر تھا۔یہی وہ دور ہے جب مرزا غلام احمد قادیانی بھی اپنے گمراہ کن دعاوی کے ذریعہ امت مسلمہ کے خلاف بحث ومناظرہ کا میدان سجا چکا تھا۔اور غیر مقلدیت کا کثیر حلقہ تیزی سے مرزا قادیانی کی ہمنوائی اختیار کر رہا تھا۔(جیسا کہ اس کی تفصیلات آپ انشاءاللہ العزیز آئندہ اوراق میں بالتفصیل ملاحظہ فرمائیں گے)۔

مولانا بٹالوی مرحوم کو اس صورت حال نے بہت پریشان کر دیا اگرچہ وہ اس وقت تک مرزا قادیانی کے خلاف امت مسلمہ بالخصوص علمائے حرمین شریفین کی ہمنوائی وموافقت اختیار نہ کر سکے تھے۔ لیکن اپنا تیزی کے ساتھ سمٹتا اور سکڑتا غیر مقلد حلقہ ان کی نیندیں حرام کرنے کے لئے کافی تھا۔لہذا انہوں نے اپنے پچیس سالہ تجربہ کی روشنی میں اپنے حلقہ کو آزادی وخود مختاری سے روکنے کے لئے انہیں کسی حد تک تقلید کے دائرہ میں لانے کی کوشش کی، اور انہیں خطرناک نتائج سے ڈرایا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کی پچیس سالہ گذشتہ محنتیں اس قدر بار آور ثابت ہو چکی تھیں کہ ان کی تازہ صدائے بازگشت نقار خانہ میں طوطی کی آواز بن کر رہ گئی۔بہر حال موجودہ غیر مقلدین سے ہماری یہ دست بستہ درخواست ہے کہ انہیں اپنے محسن اعظم مولانا بٹالوی مرحوم کی مذکورہ صدا وفریاد پر کچھ نہ کچھ توجہ ضرور دینی چاہیے۔شائد فتنوں کی مزید پیداوار کا سلسلہ بند ہو سکے۔

اس موضوع پر مزید تفصیلی بحث ہم انشاءاللہ العزیز اپنی اگلی کتاب **"ترکِ تقلید کی خطرناک تحریک، عبرتناک انجام"** میں کریں گے اس مقام پر اسی بحث کو کافی سمجھتے ہیں اس بحث سے قارئین کرام بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ ہمیں مرزا قادیانی کی ترک تقلید پر بحث کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ خداتعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم کی ہدایت نصیب فرمائے اور اس پر استقامت ومداومت کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خاکپائے احناف، عبدالحق خان بشیر نقشبندی۔

مرزا غلام احمد قادیانی پر پہلا فتویٰ کفر

حقائق کے آئینہ میں

غیر مقلدین حضرات نے اس مسئلہ میں بھی شکوک وشبہات کے بیج بو دیئے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی بناء پر سب سے پہلے اس کے خلاف فتویٰ کفر کس نے جاری کیا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جسے موضوع بحث بنا کر انتشار وتفریق کی خلیج وسیع کی جاتی۔ کیونکہ اصل چیز نفس مسئلہ کی وحدت ہے۔ تقدم وتاخر جزوی چیزیں ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے اس مسئلہ میں بھی غیر مقلدین نے اپنا روایتی طرز اختیار کرتے ہوئے نہ صرف اصل واقعات کا انکار کیا بلکہ حقائق میں تغیر وتحریف کے گھناؤنے جرم میں بھی ملوث ہوئے۔ اور ایسی ایسی غیر مقلدانہ بددیانتیوں کا ارتکاب کیا کہ شرافت ودیانت بھی سر پیٹ کر رہ گئیں۔ لہذا ہمیں اصل حقائق کو منظر عام پر لانے اور غیر مقلدین کی بددیانتیوں کو بے نقاب کرنے کے لئے مجبوراً اس بحث پر قلم اٹھانا پڑا۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تحریری سرگرمیوں کا آغاز "براہین احمدیہ" سے کیا۔ اور یہی اس کی پہلی کتاب ہے۔ اسی کتاب کے اندر بعض کشف وبصیرت رکھنے والے بزرگوں نے الحاد وزندقہ کی بو محسوس کرتے ہوئے اس پر فتویٰ کفر جاری کر دیا۔ اگرچہ اکثر محتاط علماء ابھی اس فتویٰ سے متفق نہ تھے۔ لیکن جب مرزا قادیانی اپنے مختلف دعاوی کے ذریعے کھلتا چلا گیا۔ اور اس نے تیزی سے نبوت کی منزلیں طے کرنی شروع کر دیں تو وہ علماء بھی رفتہ رفتہ اس کے خلاف فتویٰ کفر سے متفق ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ قابل ذکر علماء میں سے ایک بھی ایسا باقی نہ رہا جو اس فتویٰ کفر سے اختلاف رکھنے والا ہو۔ اس اعتبار سے مرزا قادیانی کی ابتدائی سرگرمیوں کے پہلے دس سال کے دوران اس کے خلاف جو فتوے جاری ہوئے، ان میں سے تین فتوے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں......... (۱) علماء لدھیانہ" کا فتویٰ کفر........ (۲) مولانا غلام دستگیر قصوریؒ مرحوم کا فتویٰ کفر...... (۳) مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا فتویٰ کفر۔

یہ تینوں فتوے وقت و حالات کے اعتبار سے اپنے اپنے مقام پر انتہائی اہمیت کے حامل ہیں. اوران میں سے کسی کی واقعیت وافادیت سے انکار ممکن نہیں ہے. ہمیں ان فتاوی کی ترتیب وقتی سے قطعاً کوئی غرض نہ تھی. لیکن غیر مقلدین کی بے جاہٹ دھرمی اور پھر حقائق کو چھپانے کے لئے صریح بددیانتی کی وجہ سے ہم اصل حقائق منظر عام پر لانے کے لئے مجبور ہو گئے. امر واقعہ یہی ہے کہ مذکورہ تینوں فتوے اسی ترتیب کے ساتھ منظر عام پر آئے جو ترتیب ہم بیان کر چکے ہیں. یعنی پہلا فتویٰ علماء لدھیانہ کا ہے۔۔۔۔دوسرا مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کا ۔۔۔۔اور تیسرا مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا۔ البتہ غیر مقلدین حضرات کو اس ترتیب سے اختلاف ہے. ان کا دعویٰ ہے کہ پہلا فتویٰ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا ہے. چونکہ وہ صرف ایک مذہبی تعصب کی وجہ سے اس آفتاب نیم روز سے زیادہ واضح تاریخی حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں. اس لئے ہم صرف تاریخ کا ریکارڈ درست رکھنے کی خاطر اس واضح تاریخی حقیقت اور اس پر غیر مقلدین کی طرف سے عائد کئے گئے اعتراضات والزامات کا حقیقت پسندانہ جائزہ تفصیلی طور پر لینا چاہیں گے۔ ؎ آنکھیں کھلیں تو ہم کو بھی حاصل ہو کچھ نمود

کیا پائیں گے رہے جو یونہی محو خواب میں

مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری مرحوم کا بیان!

اپنے مؤقف کے اثبات کے لئے سب سے پہلے ہم مؤرخ اسلام حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ (جو حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کے خصوصی تلامذہ میں سے، اور گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ کے قریبی گاؤں دلاور چیمہ کے رہنے والے تھے) کا حوالہ پیش کرنا چاہیں گے

.مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ مولوی محمد، مولوی عبداللہ اور مولوی اسماعیل صاحبان نے جو تینوں حقیقی بھائی تھے. اور علماء لدھیانہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے. کہیں سے کتاب" براہین احمدیہ" حاصل کر کے اس کا مطالعہ شروع کر دیا اس میں الحاد و زندقہ کے طومار نظر آئے. انہوں نے شہر میں اعلان کر دیا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) مجدد نہیں، بلکہ ملحد و زندیق ہے. اس کے بعد علماء لدھیانہ

نے مرزا کی تکفیر کا فتوی دیا اور اشتہارات چھپوا کر تقسیم کرائے۔۔(ائمہ تلبیس جلد دوم۔ص ۳۱۵)

علماء لدھیانہ کی طرف سے اس فتوی کفر کا واقعہ مرزا قادیانی کے دعوی مجددیت کے بعد اس کے قیام لدھیانہ کے دوران پیش آیا۔ یہ کس سال کا واقعہ ہے، اس کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ قادیانی صاحب ۱۳۰۱ھ میں اپنے دہلوی خسر کے پاس لدھیانہ گئے۔ تو پہنچتے ہی اپنی مجددیت کا نغمہ چھیڑ دیا۔..................(رئیس قادیان جلد۲ ....ص ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ علماء لدھیانہ کی طرف سے مرزا قادیانی پر کفر کا فتوی ۱۳۰۱ ہجری میں جاری ہو چکا تھا۔

علماء لدھیانہ کا اپنا بیان!

اپنے موقف کے اثبات کے لئے ہم دوسری شہادت کے طور پر علماء لدھیانہ کا اپنا تحریری بیان پیش کریں گے۔ جو اس مقصد میں سب سے وزنی اور مضبوط دلیل ہے چنانچہ مولانا محمد لدھیانوی اس واقعہ کی وضاحت کرتے ہوتے فرماتے ہیں کہ

تحریر در تکفیر غلام احمد قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد الحمد والصلوٰۃ! اہل اسلام کو معلوم ہو کہ اکثر جاہل اور نابلد مرزا غلام احمد قادیانی ملحد کو عیسیٰ مسیح گمان کرتے ہیں۔ اور عوام کو بہکا کر بے ایمان بناتے ہیں۔ لہذا اس کے کافر اور مرتد ہونے کا حال بطور اختصار حیز تحریر میں لایا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے شہر لدھیانہ میں آکر ۱۳۰۱ ہجری میں دعوی کیا کہ میں مجدد ہوں۔ عباس علی صوفی، منشی احمد جان مع مریدان، مولوی محمد حسن مع اپنے گروہ، مولوی شاہدین، عبدالقادر اور مولوی نور محمد مہتمم مدرسہ حقانی وغیرہ نے اس کے دعوی کو تسلیم کر کے امداد پر کمر باندھی (بعد رفتہ رفتہ سب نے قادیانی کے گمراہ ہونے پر اتفاق کیا صرف عبدالقادر ہی اس چاہِ ضلالت میں غرق رہا۔ حاشیہ ص ۱) منشی احمد جان نے معہ مولوی شاہدین وعبدالقادر ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صفدر جنگ صاحب کے تھا

بیان کیا کہ علی الصباح مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اس شہر لدھیانہ میں تشریف لائیں گے. اور اس کی تعریف میں نہایت مبالغہ کر کے کہا کہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا گویا وہ اول مسلمان ہوگا. مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادران نے بعد کمال تحمل اور بردباری کے فرمایا. اگر چہ اہل مجلس کو میرا بیان کرنا ناگوار معلوم ہوگا. لیکن جو بات خدا جل شانہ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے. بیان کئے بغیر میری طبیعت کا اضطراب دور نہیں ہوتا. وہ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس کی تم تعریف کر رہے ہو بے دین ہے. منشی احمد جان بولا کہ میں اول کہتا تھا کہ اس پر کوئی عالم یا صوفی حسد کرے گا. راقم الحروف نے مولوی عبداللہ صاحب کو بعد برخاست ہو جانے جلسہ کے کہا کہ جب تک کوئی دلیل معلوم نہ ہو، بلا تامل کسی کے حق میں زبان طعن کی کھولنی مناسب نہیں. مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا لیکن آخر الامر یہ کلام خدا جل شانہ نے جو میرے سے اس وقت سرزد کروایا ہے، خالی از الہام نہیں. اس روز مولوی عبداللہ صاحب بہت پریشان خاطر رہے. بلکہ شام کو کھانا بھی تناول نہ کیا. بوقت شب دو شخصوں سے استخارہ کروایا. اور آپ بھی اس فکر میں سو گئے. کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مکان بلند پر معہ مولوی محمد صاحب و خواجہ احسن شاہ صاحب بیٹھا ہوں. تین آدمی دور سے دھوتی باندھے ہوئے چلے آتے معلوم ہوئے. جب نزدیک پہنچے تو ایک شخص جو آگے آگے تھا، اس نے دھوتی کھول کر ایک تہہ بند کی طرح باندھ لیا. خواب میں غیب سے یہ آواز آئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہی ہے. اسی وقت خواب سے بیدار ہو گئے. اور دل کی پراگندگی یکلخت دور ہو گئی. اور یقین کلی حاصل ہوا کہ یہ شخص پیرایۂ اسلام میں لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے. موافق تعبیر خواب کے دوسرے دن قادیانی معہ دو ہندوؤں کے لدھیانہ میں آیا. استخارہ کنندگان میں سے ایک کو معلوم ہوا کہ یہ شخص بے علم ہے. اور دوسرے شخص نے خواب میں مرزا کو اس طرح دیکھا کہ ایک عورت برہنہ تن کو اپنی گود میں لے کر اس کے بدن پر ہاتھ پھیر رہا ہے جس کی تعبیر یہ ہے کہ مرزا دنیا کو جمع کرنے کے درپے ہے. دین کی کچھ پرواہ نہیں. فی الواقع ان دونوں خوابوں کی صداقت میں بھی کچھ شبہ نہیں۔۔۔۔جس روز قادیانی شہر لدھیانہ میں وارد ہوا تھا۔ راقم الحروف اعنی محمد (لدھیانوی) و مولوی عبداللہ صاحب و مولوی اسماعیل صاحب نے براہین کو دیکھا

تو اس میں کلمات کفریہ انبار در انبار پائے۔ اور لوگوں کو قبل از دوپہر اطلاع کر دی گئی کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے۔............(فتاویٰ قادریہ......ص ۱ تا ۳)

علماء لدھیانہ کے اس بیان سے بھی ظاہر ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر ۱۳۰۱ ہجری میں دیا۔ اگرچہ اس وقت اکثر علماء قادیانی نظریات سے لاعلمی کی بناء پر اس فتویٰ سے اختلاف کر رہے تھے۔ البتہ بعد میں سب اس پر متفق ہو گئے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کا بیان!

اپنے موقف کے اثبات کے لئے ہم تیسری شہادت کے طور پر مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کا حوالہ پیش کرنا چاہیں گے۔ جو کہ غیر مقلدین کے اپنے گھر کی شہادت ہے۔ چنانچہ مولانا امرتسری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ جس زور و شور سے اس کتاب (براہین احمدیہ) کا اشتہار تھا۔ آخر کار نکلی تو صورت اس کی یہ تھی، ایک جلد موٹے حرفوں میں صرف اس کے اشتہار کی تھی۔ باقی جلدوں میں مضامین شروع ہوئے۔ مگر مضامین کی بنیاد زیادہ تر اپنے الہامات اور مکاشفات پر تھی۔ لیکن وہ الہامات ایسے کچھ صاف اور صریح اسلام کے مخالف نہ تھے۔ بعض معاون بعض گول۔ اس لئے حسن ظن علماء اس پر بھی مرزا صاحب سے مانوس ہی رہے۔ اس زمانے میں سب سے بڑے مانوس مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر " اشاعۃ السنۃ " تھے۔ جنہوں نے اس کتاب پر بڑا بسیط ریویو لکھا۔ اور مخالفین کو جوابات دیئے۔ باوجود اس کے دور اندیش علماءِ اسلام مرزا صاحب سے خوفزدہ تھے۔ مولانا حافظ عبدالمنان مرحوم محدث وزیر آبادیؒ سے میں نے خود سنا کہ مجھے شبہ ہوتا ہے، کسی دن یہ شخص (مرزا) نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ ایسا ہی حضرت مولوی ابوعبداللہ غلام العلی صاحب مرحوم امرتسری سے سننے والوں کا بیان ہے کہ مرحوم بھی مرزا صاحب سے خوفزدہ تھے کہ کسی دن نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں مولوی صاحب مرحوم کا نام لیکر رد بھی کیا ہے۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم اور مولوی محمد وغیرہ خاندان علماء لدھیانہ بھی مرزا صاحب سے بدظن تھے۔ ہم حیران ہیں کہ ان علماء کی فراست کس درجہ کی تھی۔ کہ آخر کار وہی ہوا جو ان

حضرات نے گمان کیا تھا.........(تاریخ مرزا ، مولفہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ...ص ۹)

مولانا امرتسری مرحوم نے اپنے اس بیان میں اگر چہ علماء لدھیانہ کی طرف سے مرزا قادیانی کی مخالفت کا سن ذکر نہیں کیا لیکن دو چیزوں سے اس کا زمانہ ظاہر ہو رہا ہے۔اوّل یہ کہ یہ مخالفت '' براہین احمدیہ '' کی اشاعت پر ہوئی اور دوسری یہ کہ یہ اس وقت ہوئی جب مولانا بٹالوی مرحوم مرزا قادیانی کے وکیل صفائی کی حیثیت سے اس کے دفاع پر کمربستہ تھے .مولانا امرتسری مرحوم کے مذکورہ بیان سے یہ بھی انکشاف ہو رہا ہے کہ مولانا حافظ عبد المنان وزیرآبادی مرحوم اور مولانا ابوعبداللہ غلام علی امرتسری مرحوم جیسے غیر مقلد علماء بھی اس دور میں مرزا قادیانی سے بدظن تھے .ہمارے لئے یہ ایک قابل قدر انکشاف ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان غیر مقلد علماء نے مرزا قادیانی سے بدظنی کو صرف اپنی ذات یا اپنے قریبی حلقہ تک محدود رکھا .جب کہ علماء لدھیانہ نے باقاعدہ اشتہارات کے ذریعہ اپنے مؤقف وفتوی کی بھرپور اشاعت کی .غالباً یہی وجہ ہے کہ ان غیر مقلد علماء کی مرزا قادیانی سے بدظنی کا تذکرہ تاریخ کے اوراق میں نہیں بلکہ سینہ بسینہ روایات میں ملتا ہے .جب کہ علماء لدھیانہ کی طرف سے مرزا قادیانی کی مخالفت کی داستان حقیقت تاریخ کے اوراق میں پوری طرح محفوظ ہے۔

مؤلف تاریخ احمدیت کا بیان!

اپنے مؤقف کے اثبات کیلئے چوتھی شہادت ہم تحریک قادیانیت کے قادیانی گروہ کی مصدقہ کتاب '' تاریخ احمدیت '' سے پیش کرنا چاہیں گے .چنانچہ مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ لدھیانہ کے علماء (مولوی محمد صاحب اور مولوی عبد العزیز صاحب وغیرہ) جو '' براہین احمدیہ '' کی اشاعت کے زمانہ سے مخالفت کرتے چلے آرہے تھے اب اس دعوی (مسیحیت) پر پہلے سے بھی زیادہ مشتعل ہو گئے .اور انہوں نے آپ کے ورود لدھیانہ (مارچ ۱۸۹۱ء) پر آپ کے خلاف مخالفت کی آگ لگا دی............(تاریخ احمدیت جلد ۲....ص ۲۰۱)

اس بیان سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی پر فتوی '' براہین احمدیہ '' کی اشاعت کے زمانہ میں دیدیا تھا۔

ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی کا بیان!

اپنے مؤقف کے اثبات کے لئے پانچویں شہادت ہم تحریک قادیانیت کے لاہوری گروہ کے سرگرم رہنما ڈاکٹر بشارت احمد کے بیان سے پیش کرنا چاہیں گے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

☆ اگرچہ آپ (مرزا قادیانی) کی زندگی کا مقصد مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب اور صداقت اسلام کا علمی اور عملی اظہار تھا۔ چاہیے تھا کہ ہر ایک مسلمان اس مقصد کی وجہ سے آپ کی قدر کرتا لیکن اسے کیا کہا جائے کہ ایسے علماء سوء کے وجود سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہا جنہیں حق سے ناحق دشمنی ہوتی ہے۔ لدھیانہ میں مولوی عبدالعزیز، مولوی عبداللہ اور مولوی محمد تین بھائی تھے۔ اور خاص لدھیانہ اور اس کے قرب وجوار کے علاقہ پر ان کا بہت اثر تھا وہ غالی حنفی تھے۔ غدر ۱۸۵۷ء میں ان لوگوں پر انگریز کے خلاف بغاوت کے معاملہ میں کچھ الزامات بھی لگے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ لدھیانہ میں آپ (مرزا قادیانی) کی قدر بڑھتی جاتی ہے تو حسد سے جل مرے۔ ابھی حضرت صاحب لدھیانہ تشریف بھی نہیں لائے تھے کہ حاسدین کے اس گروہ نے اپنی تقریروں میں آپ پر حملے شروع کر دیئے۔............................(مجدد اعظم جلد ۱.....ص ۱۱۸)

ڈاکٹر بشارت احمد بھی علماء لدھیانہ کی طرف سے مرزا قادیانی کی مخالفت کا زمانہ ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت کے بعد مرزا قادیانی کے سفر لدھیانہ کو قرار دے رہے ہیں۔ جو ان کے نزدیک ۱۸۸۴ء میں پیش آیا۔ ملاحظہ فرمایئے (ص ۱۱۶) ان مذکورہ حقائق وشواہد سے صاف ظاہر ہے کہ علماء لدھیانہ کا فتوی کفر ۱۳۰۱ ہجری ۱۸۸۴ عیسوی کے زمانہ کا ہے۔

غیر مقلدین کے اعتراضات اور ان کے جوابات

ہمارے اس آفتاب نیمروز کی طرح واضح مؤقف پر غیر مقلدین کی طرف سے بعض اعتراضات وارد کیے گئے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان اعتراضات کا بھی تحقیقی وتاریخی جائزہ لے لیا جائے۔

﴿پہلا اعتراض﴾ براہین احمدیہ ۱۳۰۲ ہجری میں طبع ہوئی!

ہم نے جب دلائل قاہرہ کے ساتھ یہ ثابت کر دیا کہ علماء لدھیانہ نے براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد ۱۳۰۱ھ میں مرزا قادیانی کے خلاف فتوی جاری کر دیا تھا، تو غیر مقلدین کی طرف سے اس پر پہلا اعتراض یہ وارد کیا گیا کہ براہین احمدیہ ۱۳۰۲ھ میں طبع ہوئی. لہذا ایک سال قبل ۱۳۰۱ھ میں اس پر فتوی ناقابل فہم ہے. چنانچہ مولانا محمد یحیٰ گوندلوی فرماتے ہیں کہ

☆ براہین احمدیہ کے مطالعہ کے بعد خان صاحب نے جو فتوی کفر کی تاریخ ۱۳۰۱ھ درج کی ہے، وہ قادیانی مؤرخ اور مرزا کے بیٹے خلیفہ بشیر الدین کی تحقیق کے خلاف ہے. براہین کی طبع بقول بشیر الدین ۱۳۰۲ھ میں ہوئی اب اس کے الفاظ سنئے. براہین احمدیہ ۱۳۰۰ھ میں لکھی گئی، اور ۱۳۰۲ھ میں شائع ہوئی. (تفسیر کبیر مصنف مرزا بشیر الدین جلد ۸ ص ۵۲۶) خان صاحب بتایئے نا، کتاب کے شائع ہونے سے ایک سال قبل علماء دیوبند لدھیانہ مرزا پر کفر کا فتوی لگاتے ہیں تو کیا لدھیانہ کے مولویوں کو علم غیب تھا، کہ وہ کتاب کے طبع ہونے سے ایک سال پہلے اس پر تعاقب شروع کر دیتے ہیں..... (مطرقۃ الحدید بر فتوی مولوی رشید. ص ۳۷)

ہم اس اعتراض کا تاریخی جائزہ لینا چاہیں گے. اور یہ ثابت کریں گے کہ مرزا بشیر الدین محمود کو ۱۳۰۱ھ کی بجائے ۱۳۰۲ھ نقل کرنے میں غلطی لگی ہے. کیونکہ اس پر تو تمام مسلم اور قادیانی مؤرخین کا اتفاق ہے کہ براہین احمدیہ کی چار جلدیں ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء تکمیل تک پہنچیں. اور ۱۸۸۴ء اسلامی سال کے حساب سے دو حصوں میں تقسیم ہے. اس کا پہلا حصہ ۲۱ اکتوبر تک ۱۳۰۱ھ میں شامل ہے. اور باقی حصہ ۱۳۰۲ھ میں۔ اس مقام پر وضاحت طلب امر یہ ہے کہ براہین احمدیہ ۱۸۸۴ء کے پہلے حصے میں شائع ہوئی یا دوسرے حصہ میں۔ آیئے اس پر چند ٹھوس حوالہ جات ملاحظہ فرمالیجئے۔

(۱) حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالوی ؒ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''اسلام اور قادیانیت'' کے (ص ۲۴۷) پر مرزا قادیانی کی کتابوں کی جو فہرست مرزا صاحب کی کتاب اربعین کی طبع ثانی کے حوالہ سے معہ سن اشاعت نقل فرمائی ہے، اسمیں صاف طور پر لکھا ہے کہ براہین احمدیہ

چہار جلد ۱۸۸۱ء تا ۱۸۸۴ء۔

(۲) قادیانی تحریک کے لاہوری گروہ کے پیشوا مولوی محمد علی لاہوری نے بھی اپنی کتاب ''النبوۃ فی الاسلام'' کے ص ۱ پر مرزا قادیانی کی کتب کا جو انڈکس شائع کیا ہے۔اس میں بھی براہین احمدیہ کی تاریخ طباعت ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء مذکور ہے۔

(۳) لاہوری گروہ کے ہی ایک دوسرے پیشوا ڈاکٹر بشارت احمد'' براہین احمدیہ'' کی تصنیف واشاعت کا زمانہ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ

☆ براہین احمدیہ کی تصنیف کے عملی اور مستقل کام کا آغاز ۱۸۷۸ء کے آخر اور ۱۸۷۹ء کے اوائل میں ہوا۔گو اس کے اشتہارات ۱۸۷۷ء کے آخر میں شائع ہونے لگے تھے لیکن باقاعدہ کام ۱۸۷۹ء میں ہونے لگا۔یہ کتاب جو آپ کی محبت دینی کی یادگار اور آپ کا ایک شاہکار ہے۔کئی جلدوں میں چھپ کر شائع ہوئی۔براہین احمدیہ کی پہلی جلد اور دوسری جلد ۱۸۸۰ء میں چھپ کر نکلی۔اور تیسری جلد ۱۸۸۲ء میں اور چوتھی جلد ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی۔ ....(مجدد اعظم جلد ۱...ص ۹۹)

(۴) مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے بھی اپنی معروف کتاب سیرت المہدی (جلد ۱ ص ۱۰۳...اور جلد ۲ ص ۱۵۰ وغیرہ) میں صراحت کی ہے کہ براہین احمدیہ ۱۸۸۴ء میں مکمل ہوئی۔ یہ حقیقت تو مذکورہ حوالہ جات سے واضح ہو چکی کہ براہین احمدیہ کی تکمیل ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔البتہ یہ نکتہ اختلاف ابھی باقی ہے کہ وہ ۱۸۸۴ء کے کون سے حصہ میں شائع ہوئی؟ پہلے حصہ میں جو ۱۳۰۱ھ میں داخل ہے۔یا دوسرے حصہ میں جو ۱۳۰۲ھ میں داخل ہے۔تو معروف قادیانی کتاب'' تاریخ احمدیت'' ....جلد ۲ ص ۴۲.......میں بصراحت یہ مذکور ہے کہ براہین احمدیہ کی جلد چہارم ۱۸۸۴ء کی پہلی سہ ماہی میں چھپ کر منظر عام پر آ چکی تھی۔اس سے ظاہر ہے کہ اس کی اشاعت ۱۳۰۱ھ میں ہوئی نہ کہ ۱۳۰۲ھ میں۔

دوسرا اعتراض ﴿ مرزا قادیانی کا سفر لدھیانہ ۱۸۸۹ میں پیش آیا۔

ہمارے موقف پر غیر مقلدین کی طرف سے دوسرا اعتراض یہ وارد کیا گیا کہ علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی

مرزا قادیانی نے لدھیانہ کا سفر ۱۸۸۹ء میں کیا تو پھر پانچ سال قبل ۱۸۸۴ء میں علماء لدھیانہ نے اس پر کفر کا فتویٰ اس کے سفر لدھیانہ کے موقع پر دیا اور مرزا قادیانی پر کفر کا فتوی کیسے جاری کر دیا۔ چنانچہ مولانا محمد یحییٰ گوندلوی فرماتے ہیں کہ

☆ مرزا ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ گیا تو پھر بقول دیوبندی وہاں کے علماء نے مرزا پر کفر کا فتوی لگایا۔ خان صاحب نے حقائق سے کس قدر اغماض کیا۔ جو واقعہ پانچ برس بعد وقوع پذیر ہوا اس کو چھ سال پیچھے لانے کی کوشش کی .... (مطرقۃ الحدید ...... ص ۱۵)

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا .... لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔

دراصل یہ گوندلوی صاحب کو بہت بڑی تاریخی غلطی اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ مرزا قادیانی کے شہر لدھیانہ کیطرف متعدد اسفار پر انکی نظر نہ پڑ سکی۔ اور ان میں سے صرف ایک سفر لدھیانہ مطالعہ میں آ گیا۔ آیئے ہم اس غلط فہمی کو بھی دور کیے دیتے ہیں۔

پہلا سفر لدھیانہ! .... مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد لدھیانہ کی طرف جو سفر اختیار کئے ان میں سے پہلا سفر یعنی ۱۸۸۴ء کی پہلی سہ ماہی میں تھا۔ (ملاحظہ فرمایئے تاریخ احمدیت ... جلد ۲ ص ۴۲ .... مجدد اعظم .. جلد ۱ ص ۱۱۶) اور یہی وہ سفر لدھیانہ ہے جس کے بارہ میں مولانا محمد رفیق دلاوریؒ فرماتے ہیں کہ

☆ قادیانی صاحب ۱۳۰۱ھ میں اپنے دہلوی خسر (میر ناصر نواب غیر مقلد) کے پاس لدھیانہ گئے، اور پہنچتے ہی اپنی مجددیت کا نغمہ چھیڑ دیا .... (رئیس قادیان جلد ۲ ..... ص ۱)

اسی سفر کے متعلق مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ (اسی سفر کے دوران) مولوی عبدالعزیز لدھیانوی نے ہنگامہ آرائی کے لئے اپنا ایلچی بھیج دیا کہ مرزا صاحب ہمارے ساتھ مباحثہ کریں .... (تاریخ احمدیت جلد ۲ .. ص ۴۴)

• ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی نے بھی اسی سفر لدھیانہ کے دوران علماء لدھیانہ کی مخالفت و فتوی کا تذکرہ کیا ہے۔ .... (ملاحظہ فرمایئے مجدد اعظم جلد ۱ ص ۱۱۸)

دوسرا سفر لدھیانہ!........ مرزا قادیانی نے دوسرا سفر لدھیانہ بھی اسی سال ۱۸۸۴ء کے آخر میں کیا چنانچہ تاریخ احمدیت جلد ۲ ص ۴۸ میں .... اور مجدد اعظم جلد ا ص ۱۱۹ میں لکھا ہے کہ

☆ لدھیانہ کے اس اوّلین سفر کے بعد حضور (مرزا قادیانی) کو میر عباس علی صاحب کی عیادت کے لئے اسی سال (یعنی ۱۸۸۴ء) ۱۴، اکتوبر کو دوبارہ لدھیانہ تشریف لانا پڑا۔ حضور کا یہ قیام بہت مختصر تھا۔ دو دن قیام کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

گویا ۱۸۸۴ء میں مرزا قادیانی کو دو سفر لدھیانہ پیش آئے۔ پہلا پہلی سہ ماہی میں .... اور دوسرا آخری سہ ماہی میں۔

تیسرا سفر لدھیانہ!........ مرزا قادیانی کو تیسرا سفر لدھیانہ ۱۸۸۵ء کے آخر میں اس وقت پیش آیا، جب وہ صوفی احمد جان کی تعزیت کے لئے گئے۔ چنانچہ مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت صوفی احمد جان صاحب زیارت کعبہ اور حج بیت اللہ شریف کے برکات سے فیضیاب ہو کر وسط دسمبر ۱۸۸۵ء میں لدھیانہ پہنچے۔ اور یکا یک سخت بیمار ہو گئے۔ چنانچہ ابھی تیرہ دن ہی واپسی پر گزرے تھے کہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ بمطابق ۲۷ دسمبر ۱۸۸۵ء کو پیغام اجل آ گیا اور آپ لدھیانہ کے قبرستان گورغریباں میں دفن ہوئے۔ تھوڑا عرصہ بعد حضرت اقدس (مرزا قادیانی) بنفس نفیس تعزیت کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے...... (جلد ۲... ص ۸۳_۸۴)

گویا ۱۸۸۵ء کے آخر تک مرزا صاحب لدھیانہ کے تین سفر کر چکے تھے۔

چوتھا سفر لدھیانہ!....... مرزا قادیانی کو چوتھا سفر لدھیانہ اس وقت پیش آیا جب وہ ۱۸۸۹ء میں اپنے مریدین سے بیعت لینے کے لئے لدھیانہ پہنچے۔ (ملاحظہ فرمایئے تاریخ احمدیت جلد ۲ ص ۱۶۶) اور یہی وہ سفر ہے جس سے گوندلوی صاحب وغیرہ غیر مقلدین کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ شائد اسی سفر کے دوران علماء لدھیانہ سے مرزا صاحب کا پھڈا ہوا۔ حالانکہ یہ سفر مرزا صاحب کا چوتھا سفر ہے۔ جو علماء لدھیانہ کے فتویٰ کفر کے پانچ سال بعد پیش آیا۔ اور بقول مؤلف تاریخ احمدیت بیعتِ اولیٰ کا یہ واقعہ لدھیانہ میں صوفی احمد جان کے مکان پر ۲۰، رجب ۱۳۱۰ ہجری بمطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو پیش آیا۔ (جلد ۲ ص ۱۶۸) اور ڈاکٹر بشارت احمد اس کی وضاحت اس طرح

کرتے ہیں کہ

☆ بیعت کا اعلان تو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ہوا تھا مگر سب سے پہلے ۱۸۸۹ء کے ابتداء میں بمقام لدھیانہ آپ نے لوگوں سے بیعت لی. چونکہ آپ نے حضرت مولانا نورالدین مرحوم سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ سب سے پہلے ان کی بیعت لی جائے گی. اس لئے سب سے پہلے ان کی بیعت لی............(مجدد اعظم جلد ا.....ص ۲۱۷)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ ۱۸۸۹ء میں مرزا قادیانی کو جو سفر لدھیانہ پیش آیا وہ چوتھا سفر تھا۔

پانچواں سفر لدھیانہ!........مرزا قادیانی کو پانچویں دفعہ سفر لدھیانہ ۱۸۹۱ء میں پیش آیا. اور وہ ۳، مارچ کو لدھیانہ پہنچے (ملاحظہ فرمایئے تاریخ احمدیت جلد ۲ ص ۲۰۱) اور یہی وہ سفر لدھیانہ ہے جس میں مرزا صاحب نے علماء کو تحریری مباحثہ کی دعوت دی. چنانچہ مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت اقدس کا یہ سفر چونکہ اتمام حجت کی غرض سے تھا، اس لئے حضور نے لدھیانہ سے ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار کے ذریعے تمام مشہور علماء بالخصوص مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی، مولوی عبدالرحمن صاحب لکھو کے والے، مولوی شیخ عبداللہ صاحب تبتی، مولوی عبدلعزیز صاحب لدھیانوی، اور مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کو تحریری مباحثہ کا چیلنج دیا..........(جلد ۲...ص ۲۰۶)

گویا مرزا صاحب ہر سفر لدھیانہ میں کھلتے چلے گئے اور بالآخر بلی تھیلی سے باہر آ گئی. اس سفر لدھیانہ میں مرزا صاحب کا لدھیانہ میں قیام کافی طویل معلوم ہوتا ہے. اسی سفر میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے ساتھ مرزا قادیانی کا طویل مباحثہ ہوا. (سیرت المہدی جلد ۲........ص ۱۵۱) چنانچہ مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ ان حالات میں حضرت اقدس کا مولوی محمد حسین صاحب سے مباحثہ شروع ہوا. یہ مناظرہ تحریری تھا اور ۲۰ سے ۲۹ جولائی ۱۸۹۱ء تک یعنی دس روز جاری رہا.....(جلد ۲.....ص ۲۱۶)

ڈاکٹر بشارت احمد نے بھی مجدد اعظم جلد ا....ص ۲۵۹..........میں اس مباحثہ کا تذکرہ کیا ہے۔

چھٹا سفر لدھیانہ! ....۵ نومبر ۱۹۰۵ء کو بھی مرزا قادیانی اور حکیم نور دین بھیروی کے لدھیانہ جانے کا ثبوت ملتا ہے جہاں ان دونوں کے بیانات بھی ہوئے۔ ....(ملاحظہ فرمایئے مجدد اعظم جلد ۲........ص ۱۰۵۰)

غرض یہ کہ قادیانی کتب سے مرزا قادیانی کے لدھیانہ کی طرف متعدد اسفار کا ثبوت ملتا ہے. اور علماء لدھیانہ نے اس کے پہلے سفر..........۱۳۰۱ ہجری میں اس پر کفر کا فتویٰ جاری کر دیا تھا۔

تیسرا اعتراض: مرزا قادیانی نے دعوٰی مجددیت ۱۸۸۵ء میں کیا۔

ہمارے موقف پر تیسرا اعتراض غیر مقلدین کی طرف سے یہ وارد کیا گیا ہے کہ علماء لدھیانہ کی طرف سے مرزا قادیانی پر فتوی کفر اس کے دعوٰی مجددیت کی وجہ سے جاری کیا گیا. اور مرزا قادیانی نے مجددیت کا دعوٰی ۱۸۸۵ء میں کیا تھا.. لہذا ۱۸۸۴ء میں اس پر فتوی کفر کا دعوٰی غلط ہے. چنانچہ مولانا محمد یحیٰی گوندلوی فرماتے ہیں کہ

☆ مرزا نے براہین میں صرف مجدد ہونے کا دعوٰی کیا تھا. چنانچہ مرزائی مورخ کی زبانی سنیے. ڈاکٹر بشارت (رفیق خاص مرزا قادیانی) مرزا کے اشتہار ہی سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے. سب سے پہلے براہین احمدیہ میں آپ نے مجدد ہونے کا دعوٰی کیا. لیکن اس دعوٰی مجددیت کا اعلان خاص طور پر آپ نے ۱۸۸۵ء کے شروع میں ایک اشتہار کے ذریعہ کیا...........................(مطرقۃ الحدید......ص ۴۲)

دراصل مولانا گوندلوی اور دیگر غیر مقلدین کو یہ غلط فہمی اس وجہ سے پیدا ہوگئی کہ مرزا قادیانی کی طرف سے دعوٰی مجددیت کے اشتہار کی اشاعت کے زمانہ میں خود قادیانیوں کے اندر واضح اختلاف موجود ہے. ایک طرف ڈاکٹر بشارت احمد کا دعوٰی ہے کہ یہ اشتہار ۱۸۸۵ء میں شائع ہوا. اور انہوں نے اشتہار کا پورا متن بھی دیا ہے. (ملاحظہ فرمایئے مجدد اعظم جلد ۱ ص ۱۱۳) جب کہ دوسری طرف مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کی تحقیق یہ ہے کہ یہ اشتہار ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس اشتہار کی اشاعت کا تذکرہ ۱۸۸۴ء کے حالات میں کرتے ہیں. (ملاحظہ فرمایئے سیرت المہدی جلد ۲ ص ۱۵۱) لیکن ہمیں اس سے بحث نہیں کہ

یہ اشتہار کب شائع ہوا۔ کیونکہ تاریخی شواہد اس حقیقت پر پوری طرح روشنی ڈالتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے دعوٰی مجددیت کے ۲.....دور ہیں۔ پہلا دور براہین احمدیہ کی اشاعت کا جس میں مرزا قادیانی کیطرف سے تحریری طور پر مبہم اور زبانی طور پر واضح دعوٰی مجددیت کیا گیا۔ اور اسی دور میں علماء لدھیانہ کی طرف سے اس پر فتوٰی جاری ہوا۔ جب کہ دوسرا دور اشتہار کی اشاعت کا ہے جس میں مرزا قادیانی نے کھل کر اعلانیہ دعوٰی مجددیت کیا۔ یہ دور ۱۸۸۴ء کے آخر کا ہے یا ۱۸۸۵ء کا۔ ہمارے اس مؤقف کو اس سے قطعاً کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ اس اشتہار کی اشاعت سے قبل علماء لدھیانہ مرزا قادیانی پر اس کے زبانی دعوٰی مجددیت کی بناء پر فتوٰی کفر جاری کر چکے تھے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے دعوٰی مجددیت کا مبہم ثبوت براہین احمدیہ کے اوراق میں بھی متعدد مقامات پر موجود تھا۔

﴿چوتھا اعتراض﴾ براہین احمدیہ کفریہ کتاب نہیں۔

ہمارے مؤقف پر غیر مقلدین کی طرف سے چوتھا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ براہین احمدیہ قابل گرفت کتاب ہی نہیں۔ لہذا اس کی وجہ سے مرزا قادیانی پر علماء لدھیانہ کا فتوٰی کفر نا قابل فہم ہے۔ چنانچہ مولانا محمد یحیٰی گوندلوی فرماتے ہیں کہ

☆ حقیقت یہ ہے کہ براہین احمدیہ کوئی ایسی کتاب نہیں، جس کی بنا پر مرزا پر کفر کا فتوٰی لگایا جا سکے.......................(مطرقۃ الحدید.......ص ۳۹)

یہ اعتراض بھی گوندلوی صاحب جیسے غیر مقلد کی غلط فہمی اور مرضِ نسیان کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ وہ حقیقت الوحی ص ۳۷.........تاریخ احمدیت جلد ۲ ص ۳۳............حیات طیبہ ص ۶۸........ مجدد اعظم جلد ا ص ۱۰۲........اور فتوٰی امام ربانی بر مرزا غلام احمد قادیانی ص ۳۹........ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ

☆ ہاں۔ براہین احمدیہ کی مخالفت میں جو سب سے پہلے قلم حرکت میں آیا، وہ مسلک اہلحدیث کے سرخیل علامہ نواب صدیق الحسن کا تھا..................(مطرقۃ الحدید.......ص ۴۳)

گوندلوی صاحب نے یہاں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ نواب صدیق حسن خان مرحوم

نے براہین احمدیہ کا رد لکھا تھا. حالانکہ یہ غلط ہے. کیونکہ مذکورہ کتب سے جس چیز کی صراحت ملتی ہے وہ یہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان مرحوم کے پاس جب براہین احمدیہ پہنچی تو انہوں نے پھاڑ کر واپس کر دی. جیسا کہ خود گوندلوی صاحب اپنی کتاب کے ص ۴۴ پر براہین احمدیہ کے پھاڑنے کا ذکر کرتے ہیں. لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر براہین احمدیہ ایسی بری کتاب نہ تھی تو نواب صاحب مرحوم کے پاس اس کو پھاڑنے کا کیا جواز تھا؟ مگر اس مقام پر ہم اس غلط فہمی کو بھی دور کر دینا چاہتے ہیں کہ براہین احمدیہ قابل گرفت کتاب نہیں۔ چنانچہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں کہ

☆ اس کتاب (براہین احمدیہ) میں اپنی ذات کے متعلق وہ (مرزا قادیانی) بار بار اظہار کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی اصلاح اور اسلام کی دعوت کے لئے خدا کی طرف سے مامور اور عصر حاضر کے مجدد ہیں. اور ان کو حضرت مسیح سے مماثلث حاصل ہے....... (قادیانیت. ص ۵۷)

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے مؤلف تاریخ احمدیت، براہین احمدیہ حصہ چہارم طبع اول ص ۵۵۸ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

☆ ماموریت کا وہ منصب جو حضرت مسیح موعود کو ۱۸۸۲ء میں عطا ہوا تھا. اس کے متعلق بعض مزید تفصیلات اس سال (یعنی ۱۸۸۳ء میں) آپ پر ظاہر کر دی گئیں. اور آپ کو بتایا گیا کہ آپ محدث اللہ، عیسیٰ دوران اور خدا کے نبی ہیں....... (تاریخ احمدیت جلد ۲.....ص ۳۴)

یعنی براہین احمدیہ کی جلد چہارم میں مرزا قادیانی کا دعوی مجددیت مبہم و غیر واضح ہونے کے باوجود یہ ظاہر کر رہا تھا کہ اس غیر مبہم دعوے کے پردہ میں محدث اللہ، عیسیٰ دوران اور خدا کا نبی پوشیدہ ہے اور پھر مرزا قادیانی کے ان دعاوی کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ عجب بات یہ ہے کہ جیسا کہ یہودی تاریخ کے مطابق حضرت مسیح ناصری (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اپنے متبوع حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ٹھیک ۱۲۷۲ برس بعد پیدا ہوئے. اسی طرح حضرت اقدس (مرزا قادیانی) علیہ السلام کو بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوی رسالت کے ٹھیک ۱۲۷۲ برس بعد عیسیٰ کے عہدہ پر سرفراز فرمایا گیا. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۱۱ عیسوی

میں دعویٰ نبوت فرمایا۔ اور ٹھیک ۲۔۱۷ سال بعد ۱۸۸۳ء میں یہ الہامات (یعنی محدث، عیسیٰ اور نبی ہونے کے) نازل ہوئے گویا مسیح موسوی کا جسمانی اور مسیح محمدی کا روحانی ظہور اپنے اپنے دائرہ میں ایک ہی سال میں وقوع میں آیا..... (تاریخ احمدیت جلد ۲ ص ۳۵)

قطع نظر اس سے کہ مؤلف تاریخ احمدیت کا مسیح موسوی اور مسیح محمدی کے ظہور و تقسیم کا دعویٰ کس حد تک مبنی بر حقیقت ہے؟ یہ بات واضح ہے کہ براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی کے نبوت و مسیحیت تک پہنچنے کے عزائم و مقاصد موجود تھے یہی وجہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان مرحوم نے تو کتاب پھاڑ کر اپنے غصہ کا اظہار کر دیا۔ اور علماء لدھیانہ نے تحریر و تقریر اور مناظرہ و مباحثہ کے ذریعہ اس کا بھرپور مقابلہ کیا۔ اور اس کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم جب مرزا قادیانی کی وکالت ترک کر کے اس کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے تو انہوں نے بھی براہین احمدیہ کو دشنام طرازی اور بدزبانی پر مبنی کتاب قرار دیدیا۔ حالانکہ وہ اس پر شاندار و جاندار تقریظ و تائید تحریر فرما چکے تھے (جس کا تذکرہ انشاء اللہ العزیز اپنے مقام پر آئے گا) چنانچہ مولانا بٹالویؒ مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ اے میرے سیدھے سادے بھائیو! اسلام کے نادان دوستو! قادیانی نے آج تک کس کس مخالف اسلام سے مباحثہ کر کے اس پر فتح حاصل کی؟ مخالفین اسلام کے کس اصول پر بحث کر کے اس کی تردید کی؟ اس نے وعدہ کیا تھا کہ کتاب براہین احمدیہ میں حقیقت اسلام کے تین سو دلائل پیش کروں گا مسلمانوں کا دس ہزار روپیہ کھا گیا مگر اس کتاب میں ایک دلیل کی بھی تکمیل نہ کی (اشاعت السنہ جلد ۱۶ ص ۲۱۰ .... بحوالہ رئیس قادیان جلد ۲ ص ۱۵۶)

اور دوسرے مقام پر بٹالوی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ

☆ بدزبانی اور دشنام دہی تو قادیانی کی طینت کا ایک حصہ ہے۔ براہین احمدیہ میں اس نے طینت کا اظہار کیا تو ہم نے براہین احمدیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اسکو اس بدگوئی سے روکا۔ مگر چونکہ کوئی شخص اپنی طینت کو نہیں بدل سکتا... ہمارے منع کرنے کا یہ الٹا اثر ہوا کہ رسالہ شحنہ حق کے ص ۱۹ میں اس نے اپنے مخالفوں کو ایسی گالیاں دیں، جیسے بازاری لوگ آپس میں دیا کرتے ہیں، خصوصاً جب سے آپ مسیح موعود بنے ہیں تب سے تو آپ کا جوہر دشنام

دہی اور زیادہ چمک گیا ہے۔ حرامی، حرامزادہ، بے ایمان تو آپ کا تکیہ کلام ہو گیا ہے۔
(اشاعۃ السنۃ جلد ۱۶ ص ۱۳۱ .... بحوالہ رئیس قادیان جلد ۲ ص ۲۰۴)

مولانا بٹالوی مرحوم کا مذکورہ مضمون ۱۸۹۴ء کا ہے۔ گویا مرزا قادیانی کی ۱۸۸۴ء کی گالیاں اور دشنام طرازیاں مولانا بٹالوی مرحوم تک دس سال کا سفر طے کر کے پہنچیں۔ اس سست رفتاری کے اسباب کیا تھے؟ اس پر ہمیں بحث کی چنداں ضرورت نہیں۔ البتہ ان کے مذکورہ فرمان سے یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ براہین احمدیہ میں دشنام دہی موجود تھی۔ لیکن اس کے باوجود مولانا بٹالوی مرحوم نے براہین احمدیہ پر شاندار تقریظ لکھی۔ چنانچہ انکی اس تقریظ پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور غیر مقلد عالم مولانا عنایت اللہ اثری فرماتے ہیں کہ

☆ مولوی (بٹالوی) صاحب موصوف نے براہین احمدیہ پر جو ریویو فرما کر اس کی بعض باتوں کی امکانی طور پر تائید فرمائی تھی، وہ ایک گناہ تھا............ (قطع الوتین نمبر ۵ ... ص ۱۳)

بٹالوی صاحب کے ساتھ اثری صاحب کی اس غیر مقلدانہ رعایت کے باوجود مذکورہ حقائق سے پوری طرح واضح ہے کہ براہین احمدیہ شرعی اور اخلاقی دونوں پہلوؤں سے قابل گرفت تھی۔

مولانا بٹالویؒ .... کا .... فتوی کفر

گذشتہ اوراق میں ہم علماء لدھیانہ کے فتوی کفر پر تاریخی بحث کے ذریعے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ ۱۳۰۱ھ اور ۱۸۸۴ء کی پہلی سہ ماہی میں شائع ہو کر تقسیم ہوا۔ اور اس پر بعض غیر مقلدین کیطرف سے عائد کئے اعتراضات کا جواب بھی ہم مفصل و مدلل طور پر دے چکے ہیں۔ اب ہم مرزا قادیانی کے خلاف مولانا بٹالوی مرحوم کے فتوی کا جائزہ بھی لینا چاہیں گے۔ تا کہ غیر مقلدین کی طرف سے شعوری یا غیر شعوری طور پر پیدا کئے گئے شکوک وشبہات کا مکمل ازالہ کیا جا سکے۔ ہمارا دعوی یہ ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کا مرزا قادیانی کے خلاف فتوی علماء لدھیانہ کے فتوی کے تقریباً ۸ سال بعد شائع ہوا۔ لہذا پہلے ہم اپنے دعوی پر دلائل پیش کریں گے۔ اور اس کے بعد انشاء اللہ العزیز غیر مقلدین کے اس بارہ میں قائم کردہ دلائل کا جائزہ لیں گے۔

لیکن پہلے غیر مقلدین کا دعوٰی ملاحظہ فرمالیجیے. چنانچہ مولانا محمد یحیٰی گوندلوی فرماتے ہیں کہ

☆ یہ بات کسی شک وشبہہ سے بالاتر ہے کہ مرزا کو سب سے پہلے کافر قرار دینے والے مولانا محمد حسین بٹالوی اور امام العصر مولانا سید نذیر حسین دہلوی تھے...... (مطرقۃ الحدید...ص ۴۴)

لیکن بد قسمتی سے گوندلوی صاحب اپنے اس دعوٰی پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے .اور ہمیں یقین ہے کہ وہ قیامت تک اس کے لئے انشا اُاللہ العزیز کوئی دلیل پیش نہ کر سکیں گے .البتہ ہم جس طرح تاریخی دلائل وواقعات کی روشنی میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ علماء لدھیانہ کا فتوٰی کفر ۱۳۰۱ھ کا ہے .اسی طرح ہم بادلائل ثابت کریں گے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کا فتوٰی ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۲ء کا ہے .آیئے ہمارے دلائل ملاحظہ فرمایئے.

پہلی دلیل......سب سے پہلے ہم مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی اپنی قلمی شہادت پیش کریں گے .جب مرزا قادیانی کا دہلوی خسر میر ناصر نواب مرزا قادیانی سے بدظن تھا .اور مولانا بٹالوی مرحوم کو بھی اپنے داماد سے بدظن کرنے کی کوششوں میں مصروف تھا .اس کا تذکرہ مولانا بٹالوی مرحوم اس طرح فرماتے ہیں کہ

☆ جس زمانہ میں میں قادیانی صاحب سے حسن ظن رکھتا تھا، ان دنوں میر (ناصر نواب) صاحب کو ان سے سخت نفرت تھی ۔ یہاں تک کہ میر صاحب مجھے بھی مرزا جی کی طرف سے متنفر کرتے رہتے تھے ۔ اسی سلسلہ میں ایک دفعہ انہوں نے ان کے خلاف ایک طویل نظم رسالہ اشاعۃ السنۃ میں شائع کرنے کے لئے دی، جس کا کچھ حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے.

مہدیٔ وقت ہے کوئی مشہور.........کوئی بنتا ہے عیسیٰ دوراں
نہ عیاں اس میں عیسوی برکت.........نہ ہدایت کا اس میں نام ونشاں

(اشاعۃ السنۃ جلد ۱۴ ص ۲۱۹.........بحوالہ رئیس قادیان جلد ۲ ص ۷۴،۷۵)

بٹالوی صاحب نے میر ناصر نواب کے تقریباً چودہ اشعار نقل کیے ہیں .ہم نے ان میں سے صرف دو شعر نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے .ان دونوں شعروں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی

کے دعوٰی مہدویت و مسیحیت کی وجہ سے ان کا خسر میر ناصر نواب ان سے بدظن و بیزار تھا۔اور وہ اس بدظنی و بیزاری میں مولانا بٹالوی مرحوم کو بھی اپنے ساتھ شریک کرنا چاہتا تھا۔لیکن بدقسمتی سے وہ کامیاب نہ ہو سکا حتی کہ بٹالوی صاحب نے میر صاحب (جو ان کے حلقہ ارادت میں طویل مدت سے شامل تھے۔اور انہی کی خصوصی خواہش و سفارش پر میر صاحب نے اپنی لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں دی تھی) کی مذکورہ نظم بھی اس وقت اپنے رسالہ میں شائع کرنا گوارا نہ فرمایا۔یہ نظم بھی انہوں نے ۱۸۹۳ء میں شائع کی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دعوٰی مہدویت و مسیحیت کے کافی عرصہ بعد تک بھی مولانا بٹالوی مرحوم قادیانی کی مخالفت سے گریز کرتے رہے۔

﴿دوسری دلیل﴾......بٹالوی صاحب کا مرزا قادیانی کی مخالفت سے یہ گریز کافی صبر آزما معلوم ہوتا ہے۔کیونکہ مرزا قادیانی کے متعدد کفریہ دعاوی اور غلط ثابت ہونی والی پیشین گوئیوں کی بنا پر جب قادیانیت کے خلاف نفرت وعداوت کا طوفان اٹھا تو بھی مولانا بٹالوی مرحوم کے پایۂ استقلال میں لرزش نہیں آئی۔اور وہ پوری استقامت کے ساتھ بدستور مرزا قادیانی کی معاونت و وکالت پر کمربستہ رہے۔چنانچہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ

☆ (مرزا قادیانی کی پیش گوئی کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔جو مصلح اعظم ہوگا) کے کچھ عرصہ بعد یعنی اگست ۱۸۸۷ء میں حضرت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا.........مگر قدرت خدا کہ ایک سال بعد یہ لڑکا اچانک فوت ہو گیا۔بس پھر کیا تھا ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہوا۔اور سخت زلزلہ آیا حتی کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری کا خیال ہے کہ ایسا زلزلہ عامۃ الناس کے لئے نہ اس سے قبل کبھی آیا تھا اور نہ اسکے بعد آیا۔ گویا وہ دعوٰی مسیحیت پر جو زلزلہ آیا تھا اسے بھی عامۃ الناس کے لئے اس سے کم قرار دیتے تھے مگر بہر حال یہ بات یقینی ہے کہ اس واقعہ پر پورے ملک میں ایک سخت شور اٹھا۔اور کئی خوش اعتقادوں کو ایسا دھکا لگا کہ وہ پھر نہ سنبھل سکے۔مگر تعجب ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی

اس واقعہ کے بعد بھی خوش اعتقاد رہا............(سیرت المہدی جلد ۱.....ص ۱۰۶)

مرزا بشیر الدین کے مذکورہ بیان سے درج ذیل تین چیزیں پوری طرح واضح ہوتی ہیں.

پہلی........یہ کہ قادیانی تحریک پر مرزا قادیانی کے دعوی مسیحیت کی بنا پر عوامی ردعمل کی صورت میں ایک خوفناک طوفان گزر چکا تھا. جس نے کسی حد تک قادیانی تحریک کی بنیادیں لرزادی تھیں۔اور یہ واقعہ ۱۸۹۱ء میں پیش آیا۔

دوسری......یہ کہ قادیانی تحریک پر مرزا قادیانی کی اپنے بیٹے کے بارہ میں پیشین گوئی غلط ثابت ہونے کی وجہ سے عوامی ردعمل کا شدید زلزلہ برپا ہوا، جو ۱۸۸۸ء کا واقعہ ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کے بارہ میں حسن ظن رکھنے والے بے شمار خوش اعتقادوں کی خوش اعتقادی بھی چکنا چور ہو گئی. اور ان کے سامنے مرزا قادیانی کے دعوؤں کی حقیقت پوری طرح بے نقاب ہو کر رہ گئی۔

تیسری.......یہ کہ اس شدید ترین صورت حال کے باوجود مولانا بٹالوی مرحوم کی مرزا قادیانی کے بارہ میں قائم خوش اعتقادی میں کوئی فرق نہیں آیا. گویا وہ ۱۸۸۸ء تک بھی مرزا قادیانی کے بارہ میں خوش فہمی میں مبتلا رہے۔

تیسری دلیل.........سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کون سا ایسا مرحلہ آیا، جہاں مولانا بٹالوی مرحوم کے قدم ڈگمگائے اور انہوں نے قادیانی تحریک کا ساتھ چھوڑا. اس کی وضاحت کرتے ہوتے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں کہ

☆ اس کے بعد آخر ۱۸۹۰ء میں حضرت مسیح موعود نے خدا سے حکم پا کر رسالہ ''فتح اسلام'' تصنیف فرمایا. جو ابتداء ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا. اس میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کی وفات اور اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان فرمایا. اس پر ملک میں ایک عظیم زلزلہ آیا. جو پہلے سب زلزلوں سے بڑا تھا..........مولوی محمد حسین بھی جواب تک بچا ہوا تھا، اسی زلزلہ کا شکار ہوا...........................(سیرت المہدی. جلد ۱..ص ۱۰۷)

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ کونسا زلزلہ بڑا تھا اور کونسا چھوٹا ہمیں تو صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے قدم قادیانی کی حمایت سے کب، کہاں اور کیوں ڈگمگائے؟ وہ ہمیں پتہ

چل گیا. اور واقعی اس مقام پر تو ثابت قدم رہنے کے لئے حکیم نور دین جیسا قلب وجگر چاہیے تھا. جو مکمل طور پر اسلام پروف ہوتا ہے. جب کہ مولانا بٹالوی مرحوم اس سے محروم تھے. ان کے دل میں قادیانی کی محبت کے ساتھ ساتھ اسلام کی عظمت بھی بہر حال موجود تھی. اور بالآخر اسلام کی عظمت، قادیانی کی محبت پر اس طرح غالب آئی کہ مولانا بٹالوی مرحوم قادیانیت کے خلاف کمر بستہ ہوگئے.

چوتھی دلیل .... ممکن ہے کہ کسی غیر مقلد دوست کے دل میں یہ سوال ابھرے کہ مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی کا مذکورہ حوالہ مولانا بٹالوی مرحوم کے بارے میں کیونکر قابل اعتماد ہوسکتا ہے؟ لہذا اس سوال واشکال کو رفع کرنے کے لئے ہم مذکورہ حوالہ کی تائید ووضاحت میں غیر مقلدین کے گھر سے ایک اندرونی شہادت پیش کرنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں. چنانچہ معروف غیر مقلد عالم مولانا عبد الغفور اثری سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ

☆ (مناظرہ لدھیانہ، مباحثہ لاہور اور مناظرہ دہلی کے بعد) جب مرزا قادیانی مناظروں میں شکست پر شکست کھانے کے باوجود اپنے عقائد سے تائب نہ ہوا. بلکہ تنگ آکر مناظروں اور مباہلوں کا نام لینا ہی چھوڑ دیا تو مولانا بٹالوی صاحب نے ایک استفتاء مرتب کیا، جسمیں مرزا کے عقائد ونظریات کو ان کی تصانیف کی عبارات بقید صفحات نقل کر کے اس استفتاء کا جواب شیخ الکل حضرت مولانا نذیر حسین محدث دہلویؒ سے حاصل کیا............ یہ معرکۃ الآراء فتوی اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ میں شائع ہو کر پہلی بار منظر عام پر آیا.............(حنفیت اور مرزائیت......ص ۲۳)

اثری صاحب اس حقیقت کا برملا اعتراف فرما رہے ہیں کہ بٹالوی صاحب کا فتوی کفر مناظرہ لدھیانہ، مباحثہ لاہور اور مناظرہ دہلی کے بعد کا تخلیق کردہ ہے. اس سے اصل اور حقیقی صورت حال پوری طرح واضح وآشکارا ہو جاتی ہے کیونکہ

☆ مناظرہ لدھیانہ جولائی ۱۸۹۱ء میں پیش آیا.. (ملاحظہ فرمائیے تاریخ احمدیت جلد ۲......ص ۲۱۶)

☆ مناظرہ لاہور اگست ۱۸۹۱ء کو طے پایا......... (ملاحظہ فرمائیے رئیس قادیان جلد ۲......ص ۳۵)

☆ مناظرہ دہلی اکتوبر ۱۸۹۱ء میں ہوا.......... (ملاحظہ فرمایئے تاریخ احمدیت جلد ۲........ص ۲۳۴)
گویا اثری صاحب کے نزدیک مولانا بٹالوی مرحوم میں مرزا قادیانی کے خلاف حصول فتویٰ کی تحریک ۱۸۹۱ء کی آخری سہ ماہی میں پیدا ہوئی. اور اس کے بعد انہوں نے استفتاء مرتب کر کے فتویٰ حاصل کیا. اس اعتبار سے مرزا بشیر احمد ایم اے کا یہ دعویٰ مبنی بر حقیقت معلوم ہوتا ہے کہ
☆ (بٹالوی صاحب کا) یہ فتویٰ ۱۸۹۲ء میں شائع ہوا.... (سیرت المہدی جلد ۱........ص ۲۶۹)
کیونکہ استفتاء مرتب کرنے اور اس پر فتوے حاصل کرنے میں یقیناً دو، تین ماہ لگے ہوں گے۔

﴿پانچویں دلیل﴾...... مذکورہ تمام مدلل بحث کے باوجود مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بٹالوی صاحب کے اپنے فتویٰ کا بھی جائزہ لے لیا جائے کہ وہ اپنے تحریری ثبوت کے حوالہ سے کب شائع ہوا؟ اگر اس فتویٰ کے چند پہلوؤں پر تحقیقی نظر ڈال لی جائے تو فتویٰ کی اشاعت کا زمانہ باسانی معلوم ہو سکتا ہے.

نمبر (۱)...... مولانا بٹالوی مرحوم نے جو استفتاء مرتب کیا ہے، اس میں انہوں نے مرزا قادیانی کی کتب.... فتح اسلام..... توضیح مرام..... اور ازالۂ اوہام..... کے حوالہ جات پیش کیے ہیں. اور ان حوالہ جات و عبارات پر فتویٰ طلب کیا ہے. اب سب سے پہلے ان مذکورہ کتب کا سن طباعت معلوم کرنا ضروری ہے. چنانچہ قادیانی کتب کے حوالہ سے یہ تینوں کتب بالاتفاق ۱۸۹۱ء میں طبع ہوئیں. ملاحظہ فرمایئے سیرت المہدی جلد ۱ ص ۱۰۷........ جلد ۱ ص ۲۶۷........ جلد ۲ ص ۱۵۱...... جلد ۳ ص ۱۳۰...... تاریخ احمدیت جلد ۲ ص ۱۸۹........ جلد ۲ ص ۲۲۶........ جلد ۲ ص ۲۵۳ وغیرہ...... گویا بٹالوی صاحب کا یہ استفتاء بہر صورت ۱۸۹۱ء یا اسکے بعد کا ہے۔

نمبر (۲)...... مولانا بٹالوی مرحوم کے استفتاء میں مرزا قادیانی کے ۲۰ مئی ۱۸۹۱ء کے مطبوعہ ایک اشتہار کا حوالہ مذکور ہے. جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ استفتاء بہر حال مئی ۱۸۹۱ء کے بعد کا ہے.

نمبر (۳)...... مولانا بٹالوی مرحوم کے استفتاء کے تمہیدی مضمون میں.... ضمیمہ پنجاب گزٹ مورخہ ۹ مارچ ۱۸۹۱ء..... مرزا قادیانی کے اشتہار مطبوعہ ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء......... اور مرزا قادیانی کے ایک دوسرے اشتہار مطبوعہ اگست و اکتوبر ۱۸۹۱ء...... کے حوالہ جات مذکور ہیں. جس سے

یہ بات کافی حد تک واضح ہو جاتی ہے کہ یہ فتویٰ کم از کم اکتوبر ۱۸۹۱ء کے بعد مرتب ہوا۔

نمبر (۴)......... مذکورہ فتویٰ میں مولانا سید نذیر حسین دہلوی مرحوم کے مضمون کے اندر مرزا قادیانی کی کتاب سرمہ چشم آریہ کا حوالہ موجود ہے۔ جو ۱۸۸۶ء کی مطبوعہ ہے۔ گویا یہ فتویٰ ۱۸۸۶ء کے بعد کا ہے۔

نمبر (۵)......... سب سے بڑھ کر خود مولانا بٹالوی مرحوم کا وہ وضاحتی مضمون ہے جو اس فتویٰ کے محرکات پہ روشنی ڈالتا ہے۔ چنانچہ مولانا بٹالوی مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ خاکسار ابتداء ہی سے اس (مرزا قادیانی) کی بے جا اور ناممکن الوقوع شروط کو پیش کرنے سے اس کے مباحثہ سے مایوس ہو چکا تھا۔ مگر قطع حجت کادیانی کی غرض سے لدھیانہ کے مباحثہ تک اس کے حق میں تمام علماء اسلام کی رائے ظاہر و مشتہر کرنے سے رکا رہا اور جب لدھیانہ کے مباحثہ کو وہ ناتمام چھوڑ کر بھاگا تو اور بھی مایوسی نے جلوہ دکھایا۔ تب خاکسار نے بمقام دہلی پہنچ کر ایک استفتاء مرتب کیا، جس میں کادیانی کے خیالات و مقالات درج کر کے ان کی تصدیق و شہادت کے لیے اس کی تصنیفات کی اصل عبارات کو بقید صفحات نقل کر دیا اور اس استفتاء کا جواب بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، شیخنا و شیخ الکل حضرۃ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ سے حاصل کیا..... (فتویٰ طبع جدید ص ۱۱)

بٹالوی صاحب کے اس وضاحتی مضمون سے بھی یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان کا یہ فتویٰ مباحثہ لدھیانہ کے بعد کا ہے۔ اور مباحثہ لدھیانہ کے بارہ میں ہم واضح کر چکے ہیں کہ وہ جولائی ۱۸۹۱ء میں ہوا امید ہے کہ ان حقائق و شواہد کی روشنی میں یہ مسلمہ حقیقت پوری طرح آشکارا ہو چکی ہو گی کہ

☆ علماء لدھیانہ کا مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر ۱۸۸۴ء کی پہلی سہ ماہی میں شائع ہوا۔

☆ اور مولانا بٹالوی مرحوم کا فتویٰ ۱۸۹۲ء کے آغاز میں منظر عام پر آیا۔

غیر مقلدین......کے......چند اعتراضات

اب ہم اپنے مذکورہ موقف پر غیر مقلدین کی طرف سے عائد کیے گئے اعتراضات کا مختصر جائزہ لیں گے۔ تا کہ شکوک و شبہات کی دھند مزید چھٹ جائے۔

﴿پہلا اعتراض﴾..... بٹالوی صاحب کے فتوی پر پہلا فتوی کفر تحریر ہے۔

غیر مقلدین کی طرف سے ہم پر جو پہلا اعتراض وارد کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے مطبوعہ فتوی کے ٹائیٹل پر ''علماء اسلام کا اوّلین متفقہ فتوی'' کا عنوان موجود ہے دراصل اس اعتراض میں معترض کا کوئی قصور نہیں بلکہ لاہور کے اس غیر مقلد ادارہ کا قصور ہے جس نے روایتی غیر مقلدانہ بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اصل ٹائیٹل میں یہ تبدیلی پیدا کی ہے۔ کیونکہ مولانا بٹالوی مرحوم کے مطبوعہ فتوی کا اصل عنوان اس طرح ہے

فتوی علمائے پنجاب و ہندوستان بحق مرزا غلام احمد ساکن قادیان۔

جب کہ اجتہاد فقہاء کے دشمن لاہور کے ایک غیر مقلد ادارہ ''دار الدعوۃ السلفیہ لاہور'' نے غیر مقلدانہ اجتہاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے مذکورہ فتوی کا عنوان اس طرح تبدیل کر دیا کہ

پاک و ہند کے علمائے اسلام کا اوّلین متفقہ فتوی۔

اس عنوان سے بڑے بڑے غیر مقلدین یہ دھوکا کھا گئے کہ واقعی بٹالویؒ صاحب کا فتوی ہی اوّلین فتوی ہے۔ حالانکہ بٹالوی صاحب مرحوم کے فتوی سے قبل علماء لدھیانہ کے علاوہ مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم اور علماء مصر و حجاز کے فتاوی بھی شائع ہو چکے تھے۔ اب ایسے بددیانت قسم کے غیر مقلد ادارے ہی عوام کے لئے غیر مقلد اکابر کے بارہ میں شکوک پیدا کرتے ہیں۔

﴿دوسرا اعتراض﴾....... علماء لدھیانہ کے فتوی کا تذکرہ نہیں!

دوسرا اعتراض ہم پر یہ وارد کیا گیا ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے تفصیلی فتوی کے اندر علماء لدھیانہ کے فتوی کا کہیں تذکرہ موجود نہیں۔ اگر واقعی اس فتوی کا کوئی وجود ہوتا تو بٹالوی صاحب کے فتوی میں اس کا ذکر ضرور موجود ہوتا۔ ہم دیانتداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس اعتراض میں بھی معترض بالکل بے قصور ہے۔ کیونکہ اس میں بھی اصل قصور اسی غیر مقلد ادارہ کا ہے جو درحقیقت بددیانتی کا مرتکب ہوا ہے۔ کیونکہ اس نے روایتی غیر مقلدانہ طریقہ واردات اختیار کرتے ہوئے مولانا بٹالوی مرحوم کے فتوی کی طبع جدید سے علماء لدھیانہ کا فتوی اور مضمون خارج کر دیا ہے۔ حالانکہ فتوی کی طبع قدیم

میں علماء لدھیانہ کا فتویٰ موجود ہے. چنانچہ مولانا بٹالوی مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ لدھیانہ کے مشہور مولویوں کے پاس یہ فتویٰ بھیجا گیا تو انہوں نے اپنا اشتہار ۲۹ رمضان ۱۳۰۸ھ میں اس پر عبارت ذیل لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیا. یہ اشتہار ہماری طرف سے واسطے درج کرنے اس فتویٰ کے جو علماء ہندوستان نے نسبت مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر وغیرہ کا دیا ہے، شامل کیا جائے. وہ اشتہار چونکہ بہت طویل ہے، اس لئے اس کے صرف چند فقرات اس مقام پر نقل فرماتے ہیں چونکہ ہم نے فتویٰ ۱۳۰۱ھ میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا جاری کر دیا تھا.

المشتہران. مولوی محمد و مولوی عبداللہ و مولوی عبدالعزیز سکنائے لدھیانہ عفا اللہ عنہ.

مولانا بٹالوی مرحوم نے علماء لدھیانہ کا یہ فتویٰ و اشتہار اپنے فتویٰ کے ص ۳۱۱ پر شائع فرمایا جس سے دو چیزیں پوری طرح واضح ہو رہی ہیں. پہلی یہ کہ علماء لدھیانہ کا فتویٰ کفر ۱۳۰۱ھ کا ہے. اور دوسری یہ کہ وہ بٹالوی صاحب کے فتویٰ میں اسی حیثیت سے مذکور ہے. لیکن غیر مقلدین کے بد دیانت ادارہ نے اس فتویٰ کو طبع جدید سے خارج کر دیا ہے. جس سے دوسرے غیر مقلدین لاعلمی اور حنفیت دشمنی کی وجہ سے دھوکہ اور غلط فہمی کا شکار ہو گئے.

علماء لدھیانہ......کا......مختصر تعارف

مذکورہ علمائے لدھیانہ......مولانا محمد لدھیانوی......مولانا عبداللہ لدھیانوی......اور مولانا عبدالعزیز لدھیانوی رحمہم اللہ تعالیٰ......تینوں حقیقی بھائی تھے. حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کے بیٹے تھے. یہ خاندان صرف علم و فضل کے حوالہ سے ہی نہیں بلکہ جہاد و استقامت کے حوالہ سے بھی ایک ممتاز مقام کا حامل تھا. پورا خاندان اصول میں اہل سنت والجماعت اور فروع میں حنفی المذہب تھا. تحریک آزادی ہند میں اس خاندان کی قربانیاں ناقابلِ فراموش ہیں. ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ان کا مجاہدانہ کردار ہر اعتبار سے قابل تقلید ہے......جس کی پاداش میں ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں......اور ان کی گرفتاری کے لئے لاکھوں روپے کے انعامات مقرر کیے گئے. چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی ان علماء لدھیانہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

☆ لدھیانہ میں مولوی عبدالعزیز، مولوی عبداللہ اور مولوی محمد تین بھائی تھے۔ اور خاص لدھیانہ اور اس کے قرب وجوار کے علاقہ میں ان کا بہت اثر تھا۔ وہ غالی حنفی تھے۔ غدر ۱۸۵۷ء میں ان لوگوں پر انگریز کے خلاف بغاوت کے معاملہ میں کچھ الزامات بھی لگے تھے.................. (مجدد اعظم جلد ا ..... ص ۱۱۸)

گویا قادیانیوں کو بھی تسلیم ہے کہ یہ علماء لدھیانہ انگریز کے باغی تھے۔ بلکہ ڈاکٹر بشارت احمد نے اس مقام پر ایک عجیب انکشاف کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی جو مخالفت کی اس کے پس منظر میں بھی انگریز کے خلاف ان کی باغیانہ ذہنیت کارفرما تھی۔ اور مولانا بٹالویؒ نے مرزا قادیانی کے دفاع میں ان علماء لدھیانہ کے خلاف جو قلمی محاذ سنبھالا اس میں بھی انہوں نے علماء لدھیانہ کی اسی باغیانہ ذہنیت کو ملحوظ رکھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

☆ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے انہی دنوں میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے ان علماء سوء (یعنی علماء لدھیانہ) کی مخالفت کی وجہ بھی تفصیل سے بیان کردی۔ جس کا خلاصہ خاکسار مؤلف کے الفاظ میں یہ ہے کہ دراصل ان لوگوں کی مخالفت محض حسد وعناد کی وجہ سے ہے۔ یہ لوگ دراصل گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد بالسیف کے قائل ہیں۔ جسے ڈرتے ظاہر تو نہیں کرتے لیکن اندر ہی اندر یہ خیالات باغیانہ بھی رکھتے ہیں۔ چونکہ مؤلف براہین احمدیہ گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد بالسیف کو جائز نہیں سمجھتا۔ کیونکہ وہ اس زمانے میں جہاد بالسیف کے شرائط کو معدوم سمجھتا ہے۔ اس لئے یہ مولوی جلے پھپھولے پھوڑتے ہیں۔ اور اس نقار کو تکفیر کی شکل میں ظاہر کرتے رہتے ہیں..........

.... (ایضاً جلد ا ص ۱۱۸)

یعنی مرزا قادیانی انگریز کا ایجنٹ اور علماء لدھیانہ انگریز کے باغی تھے۔ لہذا ان دونوں کے درمیان مذہبی منافرت کا اصل سبب علماء لدھیانہ کی انگریز دشمنی تھی۔ بہرحال ہمیں اس الزام سے انکار نہیں اور ہم اس الزام کو کھلے دل سے قبول کرتے ہوئے برملا طور پر اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ علماء لدھیانہ نہ صرف انگریز دشمن تھے، بلکہ انگریز دوستوں کے بھی دشمن تھے۔ وہ اسلام کے مجاہد اور آزادی کے ہیرو تھے۔ اور انہوں نے احیاء اسلام اور آزادی وطن کے لئے جو قربانیاں دی ہیں وہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

فصل اوّل

مرزا قادیانی کا فقہی مذہب

خاندانی.....پسِ منظر کے آئینہ میں

میں تو بیٹھا ہوں دبائے ہوئے طوفانوں کو
تو مرے دل کے دھڑکنے کا گلہ کرتا ہے

﴿مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت﴾

خاندانی پس منظر............کے آئینہ میں

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی شخص کے افکار و نظریات کے جانچنے اور پرکھنے کے مختلف پیمانے ہوتے ہیں جن میں خاندانی پس منظر اور شخصی فکر و عمل کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر کسی شخص کے فکر و عمل کے بارہ میں کوئی ٹھوس ثبوت موجود نہ ہو تو اس کے بارہ میں فیصلہ اس کے خاندانی فکر و عمل کی روشنی میں ہی کیا جاتا ہے۔ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی غیر مقلدیت کے بارہ میں ہمارے پاس دیگر ٹھوس شہادتوں کے علاوہ مذکورہ دونوں شہادتیں بھی موجود ہیں اس لئے ہم اپنے دلائل کا آغاز انہی دو شہادتوں سے کریں گے۔ پہلی فصل میں ہم مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت کو ان کے خاندانی پس منظر کے حوالہ سے بیان کریں گے۔ اور دوسری فصل میں ان کے اپنے اعمال و افکار کی روشنی میں۔ ہم مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت کو مختلف پہلوؤں سے اس طرح آشکارا کرنا چاہتے ہیں کہ وہ قارئین کے ذہن کی سکرین پر پوری طرح واضح ہوتے چلے جائیں۔

﴿دلیل نمبر 1﴾

مرزا قادیانی کے والد کا آزادانہ مذہب

ہم اپنے دلائل کی ابتداء مرزا قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ کے مذہب و مسلک سے کر رہے ہیں۔ جن کے بارہ میں حضرت مولانا محمد رفیق دلاوری فرماتے ہیں کہ

☆ مولوی محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی نے اپنے ماہوار رسالہ ’’اشاعۃ السنۃ (جلد ۱۶ ص ۱۷۴)‘‘ میں لکھا کہ میں نے مرزا غلام مرتضیٰ کو دیکھا ہے۔ اور ان کے دوسرے دیکھنے والے بھی اس وقت بکثرت موجود ہیں۔ وہ صرف حکیمانہ مذہب رکھتے تھے۔ اور اگر مذہب کی طرف

کچھ میلان بھی تھا تو تشیع کی طرف تھا............(رئیس قادیان جلد ا..ص ۱۲)

مولانا بٹالوی مرحوم مرزا قادیانی کے والد کے مذہب و مسلک کے بارہ میں عینی گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں. وہ فرمارہے ہیں کہ مرزا قادیانی کا والد حکیمانہ یعنی آزادانہ مذہب رکھتا تھا. اور اس کا مذہبی میلان تشیع کی طرف تھا. اب ظاہر بات ہے کہ مذہبی اعتبار سے اس کا آزادنہ ذہن اور تشیع کی طرف میلان حنفیت پر تو دلالت نہیں کرتا. البتہ ان کی غیر مقلدیت کی نشاندہی ضرور کرتا ہے۔

﴿دلیل نمبر 2﴾

قادیانی کے اکثر رشتہ دار لامذہب!

مرزا قادیانی کے والد کی غیر مقلدیت واضح ہو جانے کے بعد اب ہم اس کے رشتہ داروں کے مذہب کا بھی جائزہ لینا چاہیں گے. اور اس کے لئے مرزا قادیانی کے گھر کی شہادت زیادہ مناسب رہے گی. چنانچہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا قادیانی) کے یہ تمام رشتہ دار پرلے درجے کے بے دین اور لامذہب تھے۔ اور اسلام سے ان کو کوئی واسطہ نہ تھا. بلکہ شریعت کی ہتک کرتے تھے............(سیرت المهدی جلد ا......ص ۳۰)

مرزا بشیر احمد نے اس مقام پر مرزا قادیانی کے رشتہ داروں کے بارہ میں چار جملے استعمال کیے ہیں.....(۱) وہ پرلے درجہ کے بے دین تھے......(۲) وہ لامذہب تھے.....(۳) ان کو اسلام سے کوئی واسطہ نہ تھا......(۴) وہ شریعت کی ہتک کرنے والے تھے۔ ظاہر ہے ان کے یہ چاروں مذکورہ اوصاف ان کی غیر مقلدیت پر ہی دلالت کرتے ہیں۔

﴿لامذہب کون ہیں؟﴾

چونکہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے نے مرزا قادیانی کے رشتہ داروں کو لامذہب قرار دیا ہے. تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لامذہب کے اصطلاحی و عرفی مفہوم اور اس کے اطلاق کا سرسری جائزہ بھی لے لیا جائے. یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ لامذہب اس کو کہا جاتا ہے، جس کا کوئی مذہب نہ

ہو. مثلا...... حنفی مذہب رکھنے والوں کو حنفی کہا جاتا ہے لامذہب نہیں ..... مالکی مذہب رکھنے والوں کو مالکی کہا جاتا ہے لامذہب نہیں ...... علیٰ ھذا القیاس شافعی و حنبلی مذاہب رکھنے والوں کو بھی لامذہب نہیں کہا جاتا اور نہ کہا جاسکتا ہے۔ ہندوستان میں ان فقہی مذاہب کے خلاف غیر مقلدیت کی تحریک اٹھی، اور ان مذاہب کی حقانیت وصداقت کا انکار کیا گیا تو اصحاب علم وفہم نے ان غیر مقلدین کو لامذہب قرار دیدیا. ایک اس وجہ سے کہ یہ مذاہب حقہ کا انکار کرنے والے تھے. اور دوسرا اس وجہ سے کہ ان کا اپنا کوئی مذہب نہ تھا. اور یہ حقیقت اس قدر واضح و آشکارا تھی کہ خود غیر مقلدین کے اکابر بھی اسے تسلیم کرنے پر مجبور تھے. آیئے چند حوالہ جات کی روشنی میں آپ بھی اس حقیقت کا مشاہدہ فرمالیجئے۔

مولانا عبد الخالق دہلویؒ کا فیصلہ!

غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین دہلویؒ کے استاد اور خسر حضرت مولانا عبد الخالق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

☆ اب لازم ہے بھائیو کہ تم لوگ خوب ہشیار رہو، اور تحقیق جانو، اور یقین کرلو کہ یہ (مذاہب اربعہ کا انکار کرنا......... اور ائمہ اربعہ کی تقلید کو بدعت قرار دینا) طریقہ لامذہب والوں کا ہے.................. (تنبیہ الضالین..... ص ۸)

یعنی مولانا عبد الخالق دہلوی مرحوم صاف لفظوں میں غیر مقلدین کو لامذہب قرار دے رہے ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ (غیر مقلد) کا فیصلہ!

مشہور غیر مقلد عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ ان بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقلید کا لفظ اس وقت کسی خوش گوار انداز سے استعمال نہیں ہوا اسی طرح غیر مقلد کا لفظ شتر بے مہار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے. دونوں لفظ اچھے معنی میں استعمال نہیں ہو رہے.................. (تحریک آزادی فکر. ص ۱۹۸)

تقلید کا لفظ اچھے معنوں میں استعمال ہوتا ہے یا نہیں؟ ہمیں فی الحال اس سے بحث نہیں۔ کیونکہ امت مرحومہ کے اصحاب علم کا پچانوے فیصد سے زائد طبقہ صدیوں سے اس اصطلاح کو اپنے

لئے مسلسل استعمال کر رہا ہے۔لیکن مولانا سلفی مرحوم...... غیر مقلد کی تعریف شتر بے مہار کے الفاظ سے کر کے بہت سے حقائق بے نقاب کر چکے ہیں۔اور پھر انہیں یہ بھی اعتراف ہے کہ

☆ جو لوگ ترکِ تقلید کے مدعی ہیں، یا انہیں غیر مقلد، لامذہب یا وہابی کہا جاتا ہے۔(ایضاً ص ۱۹۹)

مولانا سلفی مرحوم کو اعتراف ہے کہ غیر مقلدین کو لامذہب کہا جاتا ہے۔اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ غیر مقلدین لامذہب ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ص ۱۸۸ میں ......سر سید احمد خان...... مولوی عبداللہ چکڑالوی ....اور مرزا قادیانی.......کو غیر مقلد قرار دیتے ہیں۔

سر سید احمد خان (غیر مقلد) کا فیصلہ!

مشہور غیر مقلد مفکر بانی علی گڑھ یونیورسٹی جناب سر سید احمد خان فرماتے ہیں کہ

☆ یعنی اس زمانہ میں جن کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔دو فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ایک وہابی مقلد اور دوسرے وہابی غیر مقلد، لامذہب۔جو اپنے تئیں موحد یا اہل حدیث کے نام سے موسوم ہونا پسند کرتے ہیں............(تہذیب الاخلاق پرچہ اوّل ۱۲۹۶ء:.............بحوالہ علماء دیوبند کا ماضی..........ص ۵۷...............از حکیم محمود احمد سلفی مرحوم)

سر سید احمد خان بھی (جو خود بڑے پایہ کے غیر مقلد تھے) غیر مقلدین کا لامذہب ہونا تسلیم کر رہے ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ (غیر مقلد) کا فیصلہ!

سردار اہل حدیث حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ ناظرین یہ ہے وہ مسلک جس کی وجہ سے فرقہ اہل حدیث کے نام وہابی، غیر مقلد، لامذہب وغیرہ وغیرہ رکھے جاتے ہیں.............(اہل حدیث کا مذہب.....ص ۵۴)

مولانا امرتسری مرحوم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ عرف عام میں غیر مقلد اور لامذہب ایک ہی فرقہ کے دو نام ہیں۔

مولانا ابو یحیٰ محمد شاہجہانپوری (غیر مقلد) کا فیصلہ!

متعصب و متشدد غیر مقلد عالم مولانا ابو یحیٰ محمد شاہجہانپوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں. جن سے لوگ بالکل نا آشنا ہیں پچھلے زمانہ میں شاذ ونادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں. مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے. بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے. اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں. مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے........... (الارشاد الی سبیل الرشاد..ص ۱۳)

مولانا شاہجہانپوری مرحوم جیسا متعصب وغالی غیر مقلد بھی یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ...فرقہ غیر مقلدین عہد افرنگ کی پیداوار ہے......زمانہ ماضی میں اس کا وجود شاذ ونادر ہی پایا گیا ہوگا......اور یہی وہ نومولود فرقہ ہے جسے لامذہب قرار دیا جاتا ہے......اور لامذہب کی تعریف واطلاق کے حوالہ سے مذکورہ بحث کی ضرورت ہمیں اس لئے پیش آئی کہ مرزا بشیر احمد نے مرزا قادیانی کے رشتہ داروں کو بے دین اور لامذہب قرار دیا ہے. اس سے یقینی حد تک واضح ہو چکا ہوگا کہ وہ غیر مقلد لامذہب تھے۔

دلیل نمبر 3

مرزا قادیانی کا غیر مقلد گھرانہ

مرزا قادیانی کے والد اور اس کے رشتہ داروں کا مذہب ومسلک ملاحظہ فرمانے کے بعد اب آیئے مرزا قادیانی کے گھرانہ کا مذہب ومسلک بھی ملاحظہ کر لیجئے. چنانچہ ان کے بارہ میں خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ

☆ میرے گھر کے لوگوں کے خیالات موحدین (اہلحدیث) کے ہیں. اوّل تو خیالات میں خشک موحدین کی طرح حد سے زیادہ غلو تھا. مگر اب میں نے کوشش کی ہے کہ اس ناجائز غلو کو کچھ گھٹا دیا جائے. چنانچہ میرے خیال میں وہ کسی قدر گھٹ بھی گیا ہے..............

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ ص ۴۹ ....بحوالہ رئیس قادیان جلد ۱ ص ۱۵۸)

مرزا صاحب اپنے گھر کے افراد کا غالی ومتشدد اہل حدیث ہونا تسلیم کر رہے ہیں یاد رہے کہ اس دور میں اہل حدیث کی طرح موحد کی اصطلاح بھی غیر مقلدین نے اپنے لئے خاص کر رکھی تھی۔ جیسا کہ سطور بالا میں گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر 4

مرزا قادیانی کے شیعہ، غیر مقلد اور حنفی استاد

مرزا قادیانی کے غیر مقلد گھرانہ کی آزاد خیالی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کی تعلیم وتربیت کیلئے آزادانہ طور پر مختلف مکاتبِ فکر کے اساتذہ مقرر کیے.

چنانچہ مرزا قادیانی کے اساتذہ کے بارہ میں تبصرہ کرتے ہوئے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ یعقوب علی صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی فضل الٰہی صاحب قادیان کے رہنے والے تھے .اور مذہبا حنفی تھے .(ان سے تعلیم کے وقت آپکی عمر بہت چھوٹی تھی) مولوی فضل احمد صاحب فیروزوالا ضلع گوجرانوالہ کے باشندہ تھے .اور مذہبا اہل حدیث تھے .یہ صاحب مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کے والد تھے .جنہوں نے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی .مگر جو بعد وفات حضرت خلیفہ اوّل فتنہ کی رو میں بہہ گئے ۔(غالبًا اشارہ ہے کہ وہ لاہوری گروہ میں شامل ہوگئے ۔بشیر) تیسرے استاد مولوی سید گل شاہ صاحب تھے .جو بٹالہ کے رہنے والے تھے .اور مذہباً شیعہ تھے ....
..................(سیرت المہدی جلد ۱......ص ۲۵۱)

گویا مرزا قادیانی کے گھر کا ماحول اس حد تک آزادانہ تھا کہ ان کے لئے تین استاد مقرر کیے گئے ......ایک حنفی ......دوسرا غیر مقلد......اور تیسرا شیعہ ......اس سے مرزا صاحب کے ذہن وفکر نے کیا کیا قلابازیاں کھائی ہونگی وہ بالکل واضح ہے. یہاں ایک حقیقت اور بھی پیش نظر رکھیے کہ حنفی استاد مرزا صاحب کی بے شعوری کے دور میں رکھا گیا .اور شعوری زمانہ میں ان کے لئے شیعہ اور اہل حدیث استاد مقرر کیے گئے .ممکن ہے کہ حنفی استاد کو تو صرف تعلیم کے لئے رکھا گیا ہو .اور گھر کے دیگر افراد نے اپنے ذہن کے مطابق اہل حدیث اور والد نے شیعیت کی طرف اپنے فکری میلان کی وجہ سے شیعہ استاد تربیت کے لئے مقرر کیا ہو .یقیناً انہی اساتذہ کی تربیت نے مرزا صاحب کو مقام نبوت تک پہنچادیا۔

دلیل نمبر 5

مرزا قادیانی کا نوکر استاد

سطور بالا میں ہم نے صرف اپنے شبہ کا اظہار کیا تھا کہ حنفی استاد غالباً مرزا صاحب کی تعلیم کے لئے اور دیگر مدرسین ان کی فکری تربیت کے لئے مقرر کیے گئے۔ لیکن ہمارے اس شبہ کو مرزا صاحب نے خود یقین میں بدل دیا۔ آپ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

☆ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا ہوا تھا تو ایک فارسی خوان معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو عربی خوان مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کیے گئے۔ جن کا نام فضل احمد تھا۔۔۔۔۔۔ (کتاب البریہ ص ۱۳۴۔۔۔۔۔۔ بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۱۱۹)

لیجئے اب بات واضح ہو چکی کہ حنفی استاد مرزا صاحب کی بے شعوری کے زمانہ میں صرف ان کی تعلیم کے لئے رکھا گیا۔ جب کہ اہل حدیث استاد کو ان کی تربیت کے لئے مقرر کیا گیا۔ پھر اس اہل حدیث استاد نے اپنے لائق و فائق شاگرد کی تربیت اس انداز سے کی کہ وہ منصب نبوت تک جا پہنچا حتی کہ اس اہل حدیث استاد کا بیٹا مولوی مبارک علی سیالکوٹی اپنے والد کے تربیت یافتہ پیغمبر کے دامن نبوت سے وابستہ ہو کر امت قادیانیہ میں شامل ہوا۔ جیسا کہ مرزا بشیر احمد کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔ اور پھر اس مقام پر مرزا قادیانی کے طرز تکلم کو بھی بغور ملاحظہ فرمایئے اپنے اہل حدیث استاد کا پورا احترام، اور اپنے حنفی استاد کو نوکر قرار دینا ان کی غیر مقلدانہ ذہنیت کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔

مانا کہ بہت تلخ ہے انجام تمنا
یہ غم تری خاطر بھی گوارا نہ کروں کیا

فصل دوم

مرزا قادیانی کا فقہی مذہب

افکار..... و..... اعمال

کے آئینہ میں

میں جھوٹ کہوں حال جو تیرا تو گنہ گار
سننے میں مگر واقعی افسانہ لگے ہے

﴿مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت﴾

افکار و اعمال.........کے.........آئینہ میں

مذہبی اعتبار سے مرزا قادیانی کا خاندانی پس منظر ہم نے مختصر انداز میں بیان کردیا ہے۔اب ہم مرزا صاحب کے فکر و عمل کی روشنی میں ان کی غیر مقلدیت کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔
آیئے اس پہلو سے بھی ان کی غیر مقلدیت ملاح

﴿دلیل نمبر 6﴾

عقائد و تعامل کے اعتبار سے اہل حدیث

مرزا قادیانی کے فکر و عمل اور عقائد و نظریات پر ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد سے بڑھ کر کونسی شہادت ہوسکتی ہے؟ وہ اپنے باپ کے عقائد و تعامل کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دراصل دعوی سے قبل بھی کسی گروہ سے اس قسم کا تعلق نہیں رکھتے تھے جس سے تعصب یا جتھہ بندی کا رنگ ظاہر ہو۔لیکن اصولاً آپ ہمیشہ اپنے آپ کو حنفی ظاہر فرماتے تھے۔اور آپ نے اپنے لئے کسی زمانہ میں بھی اہل حدیث کا نام پسند نہیں فرمایا۔حالانکہ اگر عقائد و تعامل کے لحاظ سے دیکھیں تو آپ کا طریق حنفیوں کی نسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا جلتا ہے......... (سیرت المہدی جلد۲۔۔ص ۴۸)

عام طور پر غیر مقلدین حضرات یہ حوالہ سر اور دھڑ کاٹ کر پیش کیا کرتے ہیں۔وہ نہ تو اس حوالہ کی ابتدائی خط کشیدہ عبارت تحریر کرتے ہیں۔جسمیں مرزا صاحب کو مسلکی اعتبار سے گروہی تعلق، گروہی تعصب اور گروہی جتھہ بندی سے بیزار و متنفر قرار دیا گیا ہے۔حالانکہ گروہی تعلق و تعصب کسی بھی فرقہ کے ساتھ وابستگی کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔اگر کسی فقہی گروہ کے ساتھ تعلق اور اس پر عملی تعصب ہی موجود نہیں تو یہ غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے۔اور غیر مقلدین حضرات اس

حوالہ کی آخری خط کشیدہ عبارت بھی شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں. جس میں مرزا صاحب کو عقائد و تعامل کے لحاظ سے حنفیوں کی نسبت اہلحدیث سے زیادہ قریب قرار دیا گیا ہے. جب عقائد و تعامل کے اعتبار سے وہ اہل حدیث سے اقرب تھا تو اس کے دعویٰ حنفیت کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے۔ مذکورہ مکمل عبارت پڑھنے کے بعد کون ہوشمند و ذی شعور انسان مرزا قادیانی کو حنفی قرار دینے کی جسارت کر سکتا ہے؟ یہ صرف غیر مقلدین کا ہی حوصلہ ہے کہ وہ اس عبارت کے سر بریدہ اور دم بریدہ حوالہ سے صرف درمیانی ٹکڑے کی بنیاد پر مرزا قادیانی کی حنفیت ثابت کریں۔

حالانکہ کسی آدمی کے مذہب و مسلک کو پرکھنے کا معیار اس کا زبانی اقرار نہیں، بلکہ اس کے عقائد و تعامل ہوتے ہیں. اگر عقائد و تعامل کا اعتبار کیے بغیر آدمی کا صرف زبانی اقرار ہی معتبر ہو تو کیا غیر مقلدین حضرات اس کی وضاحت پسند فرمائیں گے کہ

☆ مرزا قادیانی اصولاً ہمیشہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا، اس نے کبھی بھی خود کو کافر یا مرتد کہلانا پسند نہیں کیا. حالانکہ عقائد و تعامل کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو ان کا طریق کار کفار و مرتدین سے ملتا ہے.........مولوی عبداللہ چکڑالوی نے اصولاً ہمیشہ اپنے آپ کو اہل قرآن ظاہر کیا. اور کبھی بھی اپنے لیے منکر قرآن کا لفظ پسند نہیں کیا. حالانکہ عقائد و تعامل کے لحاظ سے ان کا طریق کار منکرین قرآن سے ملتا ہے.

کیا اس صورت میں غیر مقلدین حضرات قادیانی و چکڑالوی کا دعویٰ قبول کریں گے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر مذکورہ حوالہ میں عقائد و تعامل کو نظر انداز کر کے مرزا قادیانی کا صرف دعویٰ کیا حیثیت رکھتا ہے؟

لیکن آئندہ اوراق میں ہم انشاءاللہ العزیز مرزا بشیر احمد کے اس موقف کو بھی بدلائل قاہرہ غلط و بے بنیاد ثابت کریں گے کہ مرزا قادیانی خود کو حنفی ظاہر کرتا تھا اور اس نے کبھی بھی اپنے لئے اہل حدیث کا لفظ پسند نہیں کیا. حالانکہ مرزا صاحب کے اہل حدیث ہونے اور اسکے برملا اظہار کا اعتراف مولانا محمد حسین بٹالوی نے بھی کیا ہے. جس کی تفصیل آپ آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرما سکیں گے. جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی خود کو اہل حدیث ہی کہتا تھا، اور

اہل حدیث حضرات اسے اہل حدیث ہی سمجھتے تھے۔

بڑا مزا ہو جو محشر میں ہم کریں شکوہ.......وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

﴿دلیل نمبر 7﴾

تقلید سے ذہنی ترقی بند ہو جاتی ہے

مرزا بشیر احمد نے اپنے باپ مرزا قادیانی کو عقائد و تعامل کے لحاظ سے اہل حدیث تسلیم کیا ہے۔ لہذا ہم پہلے عقائد کے لحاظ سے مرزا صاحب کی غیر مقلدیت پر بحث کریں گے۔ آیئے تقلید کے بارہ میں مرزا صاحب کا عقیدہ ملاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ ایک دفعہ حضرت اقدس مستورات میں وعظ فرمانے لگے تو حضرت یونس کا قصہ وہی سنایا جو تفسیر میں مذکور ہے۔ لیکن مولوی نور الدین صاحب اپنے درس میں جو کچھ فرمایا کرتے تھے اس کا ملخص یہ تھا کہ مچھلی نے حضرت یونسؑ کو لقمہ کی طرح نگلنا چاہا مگر حضرت یونسؑ بچ گئے۔ اور اس کے پیٹ میں نہیں گئے۔ حضرت اقدس نے اس قسم کی تفسیر سے انہیں کبھی نہیں روکا اور کیوں روکتے؟ آپ خود تو مامور تھے، اور آپ کی ماموریت کی شان اس امر کے منافی تھی کہ آپ اپنے دماغ پر خود زور ڈال کر مختلف مسائل میں اجتہاد کریں۔ اور تفاسیر میں ضرورت زمانہ کے مطابق تکلف سے از خود ہی جدت پیدا کریں۔ آپ اس امر کے پابند تھے کہ ہر ایک نئے مسئلہ کے متعلق جو آپ کی راہ میں آوے اشارہ الٰہی کے منتظر رہیں لیکن ان قیود کو دوسرے پر لگانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنی جماعت کے علماء کو ان باتوں سے کبھی نہیں روکا۔ کہ اس سے ذہنی و علمی ترقی رک جاتی ہے۔ خدا کے مامور ہر زمانہ میں انسان کی علمی اور ذہنی ترقی کو نشو و نما دینے آتے ہیں، نہ کہ اسے روکنے کو۔ حدیث اختلاف امتی رحمۃ کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس قسم کے اختلافات جو انسانی دل و دماغ کی جولانی اور مختلف لوگوں کی کاوش فکر کا نتیجہ ہوں۔ بشرطیکہ اختلاف آراء کی عزت کی جائے، اور انہیں موجب جنگ و جدل نہ بنایا جائے، واقعی ایک رحمت ہیں۔ کیونکہ کسی قوم کی ذہنی اور علمی ترقی انہی امور پر مبنی ہوتی ہے۔ خود

حضرت اقدس کے سامنے بعض دفعہ مولوی نورالدین صاحب کی اور مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی کسی آیت کی تفسیر پر بحث ہو جاتی تھی۔اور حضرت اقدس نہایت دلچسپی سے سنتے رہتے بلکہ ہنستے رہتے تھے۔ایک دفعہ اضرب بعصاك الحجر پر خوب گرما گرم بحث رہی مولوی نورالدین صاحب اس آیت کے یہ معنی کیا کرتے تھے۔کہ اپنی جماعت کو لے کر اس پہاڑ پر جا اور مولوی محمد احسن صاحب وہی پرانے معنی کرتے تھے کہ اس پتھر پر اپنا سونٹا مار۔دونوں صاحبان کی بحث بڑے جوش سے ہوتی رہی۔حضرت اقدس سنتے رہے اور ہنستے رہے۔لیکن کسی کو بھی کچھ نہیں کہا کہ یہ معنی غلط ہیں یا وہ صحیح ہیں کیونکہ آپ دین کو تنگ نہیں کرنا چاہتے تھے۔جب تک غور و فکر اور دل و دماغ کی جولانیوں کیلئے موقع نہ دیا جائے گا۔انسان کسی قسم کے علم میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی، ذہنی ترقی نہیں کرسکتا۔ ہمارے غیراز جماعت طبقہ کے علماء میں جو اکثر ایسا نظر آتا ہے کہ ان کا ذہنی ارتقاء بند ہو چکا ہے۔اور وہ کودن کے کودن (یعنی سست رفتار، کند ذہن اور نادان) بن کررہ گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ لوگ ہر ایک قسم کے اجتہاد اور تفسیر نویسی کا دروازہ بند کر کے بیٹھے ہوئے ہیں بھلا جن کا عقیدہ یہ ہو کہ سب کچھ پچھلے لوگ کر گئے اب ہم نے فقط ان کی تقلید کرنی ہے، وہ کیا علمی اور ذہنی ترقی کر سکتے ہیں...... (مجدد اعظم جلد۲...ص ۱۳۳۸_۱۳۳۹)

غور فرمائیے کہ ڈاکٹر بشارت احمد کے نزدیک مرزا صاحب کو اجماعی تفسیر قرآن سے اختلاف نہ صرف ناگوار تھا۔بلکہ ان کے نزدیک اس کی مخالفت ذہنی و علمی ترقی کیلئے ضروری تھی۔یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے متبعین کے ایسے اختلافات پر خوش ہوتے تھے۔جب ان کے نزدیک اجماعی عقائد و نظریات میں ائمہ کی تقلید ذہنی و علمی ترقی کے منافی تھی تو فقہی مسائل میں کسی ایک امام کی تقلید کیونکر گوارہ ہوگی۔

﴿دلیل نمبر 8﴾

فقہ کی مخالفت

تقلید کے بارہ میں مرزا صاحب کا نظریہ آپ ملاحظہ فرما چکے، اب آئیے فقہ کے بارہ میں بھی ان کا عقیدہ ملاحظہ فرمالیجئے۔چنانچہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اور مولوی عبداللہ چکڑالوی کے درمیان

ہونے والے مباحثہ پر مرزا قادیانی نے محاکمہ کا جواشتہار شائع کیا،اس میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

☆ ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر حدیث معارض اور مخالف قرآن وسنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو،اس پر وہ عمل کریں۔اور انسانوں کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کرلیں۔کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے.......................(مجدد اعظم جلد۲.....ص ۹۱۷)

یہ حوالہ بھی غیر مقلدین عام طور پر نقل کرتے ہیں لیکن درمیان کی عبارت حذف کر کے۔کیونکہ اس درمیانی عبارت سے مرزا صاحب کی ذہنی کیفیت پوری طرح عیاں ہو جاتی ہے۔مذکورہ عبارت کو پوری توجہ اور سنجیدگی کے ساتھ ملاحظہ فرمایئے۔اور اندازہ کیجئے کہ مرزا صاحب اپنی جماعت قادیانیت کے ہر فرد پر جو فرض عائد کر رہے ہیں وہ قرآن وحدیث پر اپنی عقل وسمجھ کے مطابق براہ راست عمل کرنے کا ہے۔اور اپنی عقل وسمجھ کے مقابلہ میں انسانوں کی بنائی ہوئی فقہ کو مسترد کرنے کا وہ اعلانیہ حکم نامہ جاری کر رہے ہیں۔اب اس پہلو پر غور فرمایئے کہ ہر کس وناکس کے لئے براہ راست قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا مشورہ ترک تقلید کی پیداوار ہے یا تقلید کا اصول؟

مرزا صاحب تو صاف اور کھلے الفاظ میں اپنے حواریوں کو فقہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر رہے ہیں۔اور انہیں یہ ذہن نشین کرا رہے ہیں کہ قرآن وحدیث کے سمجھنے کا جو عقل وشعور تمہیں حاصل ہے وہ (العیاذ باللہ تعالیٰ) ائمہ مجتہدین ومفسرین کو کہاں حاصل تھا۔ذرا سوچئے کہ ایک طرف مقلدین (حنفی ،مالکی،شافعی،حنبلی) کا نظریہ وموقف یہ ہے کہ ہمارے لئے مفہوم حدیث کی مکمل ریسرچ اور تحقیقات (مثلاً یہ کہ کونسی حدیث ناسخ ہے اور کونسی منسوخ؟ کونسی حدیث راجح ہے اور کونسی مرجوح؟ وغیرہ) ائمہ مجتہدین اپنی شب وروز کی مخلصانہ اجتہادی کاوشوں کے ساتھ اسی طرح مکمل کر چکے ہیں جس طرح ائمہ محدثین اپنی تحقیق اور ریسرچ کے ذریعہ متن احادیث کی صحت وثقاہت کی مکمل تحقیقات عمل میں لا چکے ہیں۔لہذا اب ان دونوں کے لئے ہمیں کسی نئی ریسرچ کی ضرورت نہیں۔بلکہ ائمہ مجتہدینؒ......اور ائمہ محدثینؒ......کے دونوں طبقوں کی ہم برملا طور پر تقلید کر سکتے ہیں۔

اگر متن حدیث کی صحت وثقاہت کے لئے امام بخاریؒ وامام مسلمؒ جیسے ائمہ محدثین کی تقلید کی جاسکتی ہے تو مفہوم حدیث کی صحت کے لئے امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ جیسے ائمہ مجتہدین کی تقلید کیوں ناجائز وحرام ہوگی؟ غیر مقلدیت کا فقہ کے بارہ میں یہ تصور وعقیدہ کے ہر آدمی اپنے فہم وعلم کے مطابق قرآن وحدیث پر عمل کرے اور اس کے مقابلہ میں انسانوں کی بنائی ہوئی ہر فقہ کو مسترد کردے، امت کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے. دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی اپنے غیر مقلدانہ ذوق تحقیق کے تحت اپنے حواریوں کو ائمہ مجتہدینؒ کے خلاف بغاوت وعداوت پر آمادہ کرکے انہیں احادیث کے من پسند مفہوم پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دے رہے ہیں. اور اپنی انفرادی تحقیقات کے مقابلہ میں فقہاء کی اجتماعی کاوش یعنی فقہ کو ترک کرنے پر مجبور کررہے ہیں۔

فقہ حنفی پر عمل کی قادیانی دعوت کا سبب

یہاں پر اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ اگر مرزا قادیانی کا حنفیت کی طرف میلان نہ ہوتا تو وہ قرآن وحدیث سے کوئی مسئلہ دستیاب نہ ہونے کی صورت میں فقہ حنفی پر عمل کرنے کی ترغیب کیوں دیتے؟ درحقیقت اس کے دو بنیادی سبب ہیں۔

پہلا...... یہ کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ومسیحیت تھے. اور اپنی نبوت کاذبہ میں اضافہ وترقی کے لئے ہر جائز وناجائز حربہ اختیار کرنے کے لئے آمادہ وتیار تھے۔ وہ جانتے تھے کہ برصغیر پاک وہند میں مقلدین احناف کی اکثریت ہے۔ لہذا اس کثیر طبقہ کی دلجوئی بھی کسی حد تک ان کے لئے ضروری تھی. گویا فقہ حنفی پر عمل کرنے کی دعوت وترغیب دینا ان کا فکر نہ تھا بلکہ مجبوری تھی۔ وہ مقلدین احناف کو اپنے دام فریب میں لینے کے لئے ایک پھندہ اور جال بچھا رہے تھے. یہی وجہ ہے کہ فکر کے اعتبار سے وہ اپنی امت کاذبہ کو ائمہ مجتہدین کی فقہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کررہے ہیں۔

دوسرا........ یہ کہ اس دور کے اکثر غیر مقلدین مجبوری یا ضرورت کے تحت حنفیت کی طرف اپنی نسبت ضروری خیال کرتے تھے. اور خود کو اہل حدیث حنفی ظاہر کرتے تھے جیسا کہ حضرت مولانا سید میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم اور مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے بارہ میں مذکور ہے. حتی کہ بعض کتب اور فتاوی میں مولانا بٹالوی مرحوم کے دستخط اہل حدیث حنفی کے لاحقہ کے ساتھ موجود

ہیں. چنانچہ اہل حدیث کے ساتھ ان کے حنفی لاحقہ پر بعض شدت پسند غیر مقلدین نے اعتراض کیا تو اس پر مشہور غیر مقلد عالم مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی مرحوم نے اس کا جواب اس طرح دیا کہ

☆ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم جس معنی سے حنفی اہل حدیث کہلائے، اس معنی سے تقلید شخصی کی شرعی حیثیت کچھ نہیں رہتی۔ کیونکہ اہل حدیث کے ساتھ حنفیت کے اضافہ کا صرف یہ مطلب ہے کہ جو مسئلہ قرآن وحدیث سے نہ ملے، اس میں اپنی رائے سے کسی امام کا قول لینا بہتر ہے. ہندوستان میں حنفی مذہب چونکہ زیادہ مروج ہے، اس لئے انہی کی موافقت ان کو انسب معلوم ہوئی اس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی اور مذہب زیادہ مروج ہوتا تو اس کی موافقت کرتے گویا تقلید شخصی شرعاً کوئی شے نہیں......... (فتاویٰ اہل حدیث جلد ا ص ۱۰۸)

لیجئے! اب مرزا قادیانی کی طرف سے اپنے امتیوں کو قرآن وحدیث سے مسئلہ نہ ملنے کی صورت میں حنفی مذہب پر عمل کرنے کی ترغیب کا فلسفہ پوری طرح واضح ہو چکا. اگر اس فلسفہ کی بنیاد پر مرزا قادیانی حنفی قرار پاتا ہے تو میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم جیسے استاذ الکل اور مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم جیسے غیر مقلدین کے محسن اعظم سے بھی غیر مقلدین کو دستبرداری اختیار کرنا ہوگی۔ کیونکہ ان سب کی فقہ حنفی کے بارہ میں فکر ایک ہی ہے۔

﴿دلیل نمبر 9﴾

اہل حدیث سے اقرب ہونے کا دعویٰ

مرزا قادیانی فقہ حنفی اور تقلید شخصی کے بارہ میں صرف فکری غیر مقلدانہ نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ وہ احناف کی بجائے اہل حدیث سے اقرب ہونے کے اعلانیہ مدعی بھی تھے۔ چنانچہ بٹالوی، چکڑالوی مباحثہ پر اپنے محاکمہ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

☆ اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں. لیکن ہشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں. ہاں جہاں قرآن اور سنت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اس حدیث کو چھوڑ دیں. یاد رکھیں کہ ہماری جماعت

بہ نسبت عبداللہ کے اہلحدیث سے اقرب ہے۔اور عبداللہ چکڑالوی کے بے ہودہ خیالات سے ہمیں کچھ بھی مناسبت نہیں.......................(مجدد اعظم جلد ۲.....ص ۹۱۷)

مرزا صاحب اپنے مذکورہ محاکمہ میں خود کو اہل حدیث سے اقرب قرار دے رہے ہیں یعنی اہلحدیث مکاتب فکر کی تکون میں مرزا صاحب خود کو بڑے اہل حدیث کے حوالہ سے متعارف کرا رہے ہیں......ایک طرف بٹالوی اہلحدیث......دوسری طرف چکڑالوی اہلحدیث.........اور تیسری طرف قادیانی اہلحدیث.....اس تکون میں مرزا صاحب کے اہل حدیث سے اقرب ہونے کا دعوی انتہائی قابل غور ہے۔

﴿دلیل نمبر 10﴾

فرقہ غیر مقلدین منجانب اللہ ہے

مرزا صاحب صرف اہل حدیث سے اقرب ہونے کے ہی مدعی نہیں بلکہ وہ اس فرقہ کو دیگر فقہی مذاہب کی طرح منجانب اللہ مانتے ہیں۔حالانکہ مقلدین احناف کا دعوی یہ ہے کہ فرقہ غیر مقلدین انگریزوں نے اپنی ضرورت کے تحت پیدا کیا۔چنانچہ مشہور قادیانی مورخ پیر سراج الحق نعمانی لکھتے ہیں کہ

☆ ایک روز میں نے (جب میں متعصب حنفی تھا) حضرت اقدس (مرزا صاحب) علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور یہ وہابی غیر مقلد ناپاک فرقہ جو ہے اسکی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔آپ سُن کر اور ہنس کر خاموش ہو گئے۔اور کچھ جواب نہ دیا۔دوسرے روز پھر میں نے ذکر کیا فرمایا کہ یہ فرقہ بھی خدا کی طرف سے ہے۔بُرا نہیں ہے۔جب لوگوں نے تقلید اور حنفیت پر یہاں تک زور دیا کہ ائمہ اربعہ کو منصب نبوّت دلایا تو خدا نے اپنی حکمت اور مصلحت سے اس فرقہ کو پیدا کیا تا کہ مقلد لوگ راہ راست اور درمیانی صورت میں رہیں۔صرف اتنی بات ان میں ضرور بری ہے کہ ہر ایک شخص بجائے خود مجتہد اور امام بن بیٹھا۔اور ائمہ اربعہ کو برا کہنے لگا۔میں نے عرض کیا کہ اس فرقہ کے بانی اور پیشوا مولوی نذیر حسین صاحب کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا کہ ہمارا مولوی نذیر حسین صاحب پر نیک گمان ہے۔وہ بھی ولی اللہ ہے۔میں نے عرض کیا حضور میں نے مولوی نذیر حسین

صاحب کی نسبت بہت کچھ برا کہا ہے. فرمایا معاف کرانا چاہئے. وہ شخص برا نہیں. جیسا
کہ لوگ گمان کرتے ہیں. ویسا نہیں............ (تذکرۃ المہدی....ص ۲۹۷_۲۹۸)

اس مذکورہ اقتباس میں چار چیزیں پوری طرح واضح ہیں.....پہلی یہ کہ پیر سراج الحق نعمانی جیسا پیشہ ور بدعتی پیر جو چند دنیوی اغراض کے لئے قادیانیت اختیار کر گیا. اسکی حنفیت اور حنفیت پر تشدد مرزا صاحب کی صحبت سے ختم ہو گئے......دوسری یہ کہ مرزا صاحب فرقہ غیر مقلدیت کو من جانب اللہ عطیہ الٰہی قرار دیتے تھے......تیسری یہ کہ وہ اس فرقہ نومولود کو مقلدین ائمہ اربعہ کی اصلاح کا ذریعہ سمجھتے تھے........اور چوتھی یہ کہ وہ اس فرقہ کے بانی و پیشوا میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم کے بارہ میں انتہائی عقیدت مندانہ جذبات واحساسات رکھتے تھے. اوران میں سے ہر چیز ان کی غیر مقلدیت کی کھلی و واضح دلیل ہے. باقی رہا ان کا مقلدین کے بارہ میں یہ دعویٰ کہ وہ ائمہ اربعہ کو معاذ اللہ تعالیٰ منصب نبوت پر فائز کرتے ہیں. ایسے شخص کی طرف سے جو خود مدعی نبوت ہو یہ دعویٰ ایک سنگین مذاق اور کذب وافترا سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا.....اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں توہین آمیز زبان استعمال کرنے والے شخص سے غیر مقلدین کے بارہ میں یہ شکوہ بھی تعجب وحیرت پر مبنی ہے کہ وہ ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں.......... (نوٹ) مرزا صاحب کی عبارت کا یہ جملہ کہ یہ فرقہ خدا کی طرف سے مقلدین احناف کو راہ راست پر لانے کیلئے ہے۔ دلالت کرتا ہے کہ مرزا صاحب بھی اس فرقہ کو برصغیر میں ماضی قریب کی پیداوار سمجھتے تھے۔

دلیل نمبر 11

قادیانی منکر حدیث تھا

مرزا صاحب اپنے فکر وفلسفہ کے اعتبار سے غیر مقلد ہی نہیں، بلکہ اپنے عقیدہ ونظریہ کے حوالہ سے منکر حدیث بھی تھے. وہ صرف ان احادیث کو قبول کرتے تھے. جو قرآن سے مطابقت رکھتی ہوں. اور اس مطابقت کے لئے معیار وکسوٹی صرف انکا اپنا فہم وشعور تھا. اوران کا شعور اور فہم صرف ان کی شخصی اغراض کے لئے کام کرتا تھا. آیئے حدیث کے بارہ میں ان کا غیر مقلدانہ

نظریہ ملاحظہ فرمایئے۔ بٹالوی و چکڑالوی مباحثہ پر اپنے محاکمہ میں لکھتے ہیں کہ

☆ اور مولوی عبداللہ صاحب کا یہ قول کہ تمام حدیثیں محض شکوک اور ظنون کا ذخیرہ ہیں۔ یہ قلت تدبر کی وجہ سے خیال پیدا ہوا ہے۔ اور اس خیال کی اصل جڑ محدثین کی ایک غلط اور نامکمل تقسیم ہے۔ جس نے بہت سے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ کیونکہ وہ یوں تقسیم کرتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں ایک تو کتاب اللہ ہے، اور دوسری حدیث۔ اور حدیث کتاب اللہ پر قاضی ہے۔ گویا احادیث ایک قاضی یا جج کی طرح کرسی پر بیٹھی ہیں۔ اور قرآن ان کے سامنے ایک مستغیث کی طرح کھڑا ہے۔ اور حدیث کے حکم کے تابع ہے۔ ایسی تقریر سے بے شک ہر ایک کو دھوکا لگے گا۔ جب کہ حدیثیں سو، ڈیڑھ سو برس آنحضرت ﷺ کے بعد جمع کی گئی ہیں۔ اور انسانی ہاتھوں کے مس سے وہ خالی نہیں ہیں۔ اور بایں ہمہ وہ آحاد کا ذریعہ اور ظنی ہیں۔ اور ان میں قسم متواترات شاذ و نادر ہیں، جو حکم معدوم کا رکھتی ہے۔ اور پھر وہی قرآن شریف پر قاضی بھی ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ تمام دین اسلام ظنیات کا ایک تودہ اور انبار ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ظن کوئی چیز نہیں ہے۔ جو شخص محض ظن کو پنجہ مارتا ہے، وہ مقام بلند حق سے بہت نیچے گرا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الظن لا یغنی من الحق شیئا. یعنی ظن حق الیقین کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں۔ پس قرآن شریف تو یوں ہاتھ سے گیا کہ وہ بغیر قاضی کے فتوؤں کے واجب العمل نہیں اور متروک اور مہجور ہے۔ اور قاضی صاحب یعنی احادیث صرف ظن کے میلے کچیلے کپڑے زیب تن رکھتے ہیں۔ جن سے احتمال کذب کسی طرح مرتفع نہیں۔ کیونکہ ظن کی تعریف یہی ہے کہ وہ دروغ کے احتمال سے خالی نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں نہ تو قرآن ہمارے ہاتھ میں رہا، اور نہ حدیث اس لائق کہ اس پر بھروسہ ہو سکے۔ گویا کہ دونوں ہاتھ سے گئے۔ یہ غلطی ہے۔ جس نے اکثر لوگوں کو ہلاک کیا...... (مجدد اعظم جلد ۲۔ ص ۹۱۴)

اس طویل محاکمہ نما اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب حدیث رسول ؐ کے منکر تھے۔ اور حدیث رسول کا منکر بھلا حنفی کیونکر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ احناف (اور دیگر تمام مقلدین) دلائل اربعہ کی حجیت کے قائل ہیں۔ وہ...... حجیت قرآن...... حجیت حدیث...... حجیت اجماع......

اور حجیت قیاس مجتہد......کے قائل ہیں۔ جب مرزا صاحب ادلہ اربعہ میں سے دوسری بنیادی دلیل (یعنی حدیث رسولؐ) کی حجیت کے ہی منکر و مخالف ہیں تو وہ حنفی اور مقلد کیسے کہلا سکتے ہیں؟ اور پھر اس مقام پر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جب مرزا صاحب حدیث رسول جیسی قطعی و یقینی دلیل کو ظنی قرار دیکر اس کی حجیت سے انکاری ہیں تو وہ قیاس مجتہد کی حجیت تسلیم کر کے مقلد کیسے ہو سکتے ہیں؟ مذکورہ اقتباس میں مرزا صاحب نے صرف قرآن سے مطابقت نہ رکھنے والی احادیث کو ظنی قرار دیکر ان کا انکار کیا ہے۔ لیکن ایک دوسرے مقام پر وہ قرآن کے ساتھ اپنی وحی کے مخالف احادیث کو بھی قبول کرنے سے صاف انکاری ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

☆ میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں۔ بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن کے مطابق ہیں۔ اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینکتے ہیں.....(اعجاز احمدی۔ ص ۳۰)

بلکہ ایک دوسرے مقام پر بخاری اور مسلم کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ

چھوڑ کر فرقاں کو آثار مخالف پر جمے...... سر پہ مسلم اور بخاری کے دیا ناحق کا بار

......(درثمین ص ۱۱۹)

غور فرمایئے کہ مرزا صاحب اپنی وحی کے معارض احادیث رسول ﷺ کو بھی قبول و تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔ بلکہ انہیں ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور حدیثِ رسولؐ کے بارہ میں ان کا یہ فکر و عقیدہ انکی غیر مقلدیت کی ٹھوس دلیل ہے۔

﴿دلیل نمبر 12﴾

امام ابوحنیفہؒ نے احادیث کی طرف توجہ کم دی۔

سراج الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ (نعمان بن ثابت کوفی) رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں ان کے اپنے عہد میں بعض شریر و حاسد قسم کے لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ وہ صرف اجتہاد و قیاس سے کام لیتے ہیں قرآن و سنت کے علوم سے وہ محروم ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) حاسدین و اشرار کا وہ

پروپیگنڈہ عصرِ حاضر کے غیر مقلدین تک پہنچا تو انہوں نے خوشی سے بغلیں بجائیں۔اور فقہ واجتہاد میں امت کے مسلمہ و متفقہ امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ کو مختلف القابات بد سے نوازا گیا۔کسی نے جہالت کا الزام دیا تو کسی نے علمِ حدیث میں یتیم و نااہل قرار دیکر تمسخر اڑایا۔غرضیکہ یہ عمومی تاثر دیا گیا کہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس حدیث کا علم نہیں تھا۔وہ اپنے پاس کل سترہ احادیث کا سرمایہ رکھتے تھے۔کیونکہ حدیث کی طرف ان کی توجہ نہ تھی۔دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا قادیانی بھی یہی غیر مقلدانہ ذہن رکھتے تھے۔چنانچہ لکھتے ہیں کہ

☆ اور کیوں جائز نہیں کہ انہوں نے (یعنی صحابہ کرامؓ کے بعد والے راویان حدیث نے) عمداً و سہواً بعض احادیث کی تبلیغ میں خطا کی ہو اسی نظر سے بعض ائمہ نے حدیث کی طرف توجہ کم کی ہے۔جیسا کہ امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ جن کو اصحاب الرائے میں سے خیال کیا گیا ہے۔اوران کے مجتہدات کو بواسطہ دقتِ معانی احادیث صحیحہ کے برخلاف سمجھا گیا ہے۔مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب موصوف اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم وفراست میں ائمہ ثلاثہ باقیہ سے افضل و اعلیٰ تھے۔اوران کی خداداد قوتِ فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت،عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے۔ اوران کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی۔اوران کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی۔اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔اسی وجہ سے اجتہاد واستنباط میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلّم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔سبحان اللہ اس زیرک اور ربانی امام نے کسی ایک آیت کے ایک اشارہ کی عزت اعلیٰ وارفع سمجھ کر بہت سی حدیثوں کو جو اس کے مخالف تھیں ردی کی طرح سمجھ کر چھوڑ دیا۔اور جہلا کے طعن کا کچھ اندیشہ نہ کیا............(ازالہ اوہام جلد۲....ص ۳۸۵)

مذکورہ اقتباس کو بار بار ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ کیجئے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ پر احادیث کے بارہ میں عدم توجہ اور احادیث کو ردی کی طرح پھینکنے کا الزام عائد کر کے مرزا صاحب کی کس ذہنیت کی عکاسی ہو رہی ہے۔یہ خالص غیر مقلدانہ ذہنیت ہے۔ورنہ کون حنفی اپنے امام پر اتنا بڑا الزام عائد کر سکتا ہے کہ

☆امام اعظمؒ نے احادیث کی طرف توجہ کم دی........ ☆امام اعظمؒ کا شمار صرف اصحاب رائے میں ہوتا ہے...... ☆امام اعظمؒ نے احادیث ردی کی طرح پھینک دیں۔العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مرزا صاحب کی یہ ذہنیت ان کی غیر مقلدیت کی واضح نشاندہی کرتی ہے۔باقی جہاں تک ان کے قلم سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تعریف وتوصیف کا تعلق ہے توان کے لڑکھڑاتے قلم کی لرزہ تحریر اس حقیقت کی صاف چغلی کھارہی ہے کہ وہ اس وقت مجبوری و بے بسی کے عالم میں ہے۔اس ساری تعریف وتوصیف کا مقصد تحریر کا آخری جملہ تھا کہ میں نے احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینکا تو کیا جرم کیا؟ یہ کام تو (العیاذ باللہ تعالیٰ) امام اعظم ابوحنیفہؒ جیسا امام بھی کر چکا ہے۔اور پھر تعریف وتوصیف کے الفاظ کو بغور دیکھئے۔وہ صرف امام اعظمؒ کی اجتہادی شان اور انکی عقلی فراست پر مبنی ہے۔اور اس اعتبار سے امام اعظمؒ کی عظمت کا تو کوئی بھی غیر مقلد انکار نہیں کرسکتا۔جب کہ صرف مقلدین احناف ہی نہیں بلکہ دیگر ائمہ مجتہدینؒ کے جملہ مقلدین بھی اس بات کے معترف ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ صرف مجتہد نہیں بلکہ محدث بھی تھے۔اوران کی بیاض میں پانچ لاکھ سے زائد احادیث کا ذخیرہ موجود تھا۔ جیسا کہ ان کے وصایا میں مذکور ہے۔حیرت کی بات ہے کہ جو امام اپنے اصول اجتہاد کی روشنی میں ضعیف حدیث اور قول صحابیؓ کو بھی نظر انداز نہ کرتا ہو اوران کے مقابلہ میں اجتہاد کرنے کا حوصلہ نہ رکھتا ہو اس پر اتنا بڑا الزام کوئی غیر مقلد ہی لگا سکتا ہے کہ اس امام نے معاذ اللہ تعالیٰ بہت سی احادیث ردی کی طرح پھینک دیں۔

﴿دلیل نمبر 13﴾

مرزا قادیانی کا اپنا اعتراف

مرزا قادیانی کے غیر مقلدانہ افکار و نظریات آپ ملاحظہ فرما چکے۔اب آیئے ان کے اپنے قلم سے انکے غیر مقلد ہونے کا اعتراف بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ چنانچہ حکیم نوردین بھیروی کے نام اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ

☆ منشی احمد جان مرحوم جب تک زندہ رہے خدمت کرتے رہے۔دوسرے تیسرے مہینے کسی قدر روپے اپنے رزقِ خداداد سے مجھے بھیجتے رہے چونکہ وہ عالی خیال اور صوفی تھے

اس لئے ان میں تعصب نہیں تھا میری نسبت وہ خوب جانتے تھے کہ یہ حنفی تقلید پر قائم نہیں ہیں اور نہ اسے پسند کرتے ہیں لیکن پھر بھی یہ خیال انہیں محبت اور اخلاص سے نہیں روکتا تھا....... (مکتوبات احمدیہ جلد ۵ ص ۵۳..... بحوالہ رئیس قادیان جلد ا... ص ۱۵۸)

مرزا صاحب کی اس واضح، دوٹوک اور غیر مبہم خود نوشت شہادت کے بعد ان کے اس کھلے اعتراف حقیقت کو نظر انداز کرتے ہوئے کون انہیں مقلد حنفی قرار دینے کی جسارت کر سکتا ہے؟ وہ تو برملا طور پر خود معترف ہیں کہ نہ میں حنفی تقلید پر قائم ہوں اور نہ اسے پسند کرتا ہوں. گویا

ترا اے قیس کیونکر ہو گیا سوز دروں ٹھنڈا
کہ لیلیٰ میں تو ہے اب تک وہی انداز لیلائی

دلیل نمبر 14

اہل الذکر سے مراد اہل کتاب ہیں

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون. اگر تم کسی مسئلہ کے بارہ میں لاعلم ہو تو اہل الذکر سے اس کے بارہ میں دریافت کر لو. جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک اہل الذکر سے مراد اصحاب علم و معرفت اور بالخصوص ائمہ مجتہدینؒ ہیں. لیکن غیر مقلدین کے نزدیک اس آیت مبارکہ میں اہل الذکر سے مراد اہل کتاب ہیں اور اس آیت کے مخاطب مشرکین مکہ ہیں. (ملاحظہ فرمایئے فتاویٰ نذیریہ جلد ا ص ۱۶۳) دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی اسی کے قائل ہیں. چنانچہ لکھتے ہیں کہ

☆ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو. اور انکی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا کہ اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے............ (ازالہ اوہام جلد ۲... ص ۴۳۳)

مرزا صاحب کی یہ تشریح و تفسیر بھی ان کے غیر مقلد ہونے کی واضح دلیل ہے. کیونکہ وہ نہ صرف اس غیر مقلدانہ تفسیر کے قائل ہیں. بلکہ اسے اپنے مؤقف کی دلیل کے طور پر بھی پیش کرتے ہیں۔

﴿دلیل نمبر 15﴾

اولی الامر کی غیر مقلدانہ تفسیر

مقلدین ائمہ اربعہؒ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) حجیت تقلید کیلئے قرآن پاک کی جن آیات کریمات سے استدلال کرتے ہیں، ان میں سے ایک آیت یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (پ۵، النساء! ۵۹) ہے یعنی اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی، اور اولی الامر کی۔ مقلدین ائمہ اربعہؒ کے نزدیک اس آیت کریم میں اطاعت خدا اور رسولؐ کے ساتھ تقلید اولی الامر کا جو حکم ہے، اس میں اولی الامر سے اولین مراد فقہا کرامؒ ہیں۔ اور ثانوی درجہ میں مسلمان حکمران ہیں۔ اس کی تفصیلات حضرت والد محترم امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کی کتاب ''الکلام المفید فی اثبات التقلید'' میں ملاحظہ فرمالیں۔ اسکے برعکس غیر مقلدین حضرات تقلید کا انکار کرنے کیلئے اولی الامر سے مراد صرف حکام و بادشاہ لیتے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ حکام و بادشاہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ اسی لئے غیر مقلدین کے جملہ اکابر انگریزوں کے خلاف جہاد کو ناجائز و حرام قرار دیتے تھے۔ اسکی تفصیلات ہماری زیر ترتیب کتاب ''جماعتِ اہل حدیث کا عہد تاسیس'' میں ملاحظہ فرمائیے۔ دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا قادیانی بھی اولی الامر سے حکام و بادشاہ ہی مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

☆ جسمانی سلطنت میں بھی یہ ہی خدائے تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں۔ اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم۔ اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو۔ اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے۔ وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں۔ اور دل کی سچائی سے ان

کے مطیع رہیں.......................... (ضرورۃ الامام.... ص۲۲)

گویا مرزا صاحب بھی اولی الامر سے حکام وسلاطین ہی مراد لیتے ہیں. اور انگریزی حکومت کو اسی زمرہ میں شامل کرتے ہیں. جو انکی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے۔

﴿دلیل نمبر 16﴾

بٹالوی صاحب کے حق میں قادیانی کا فیصلہ

مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم جب نئے نئے فارغ ہو کر بٹالہ پہنچے تو علم کا نیا نیا زور تھا. چونکہ غیر مقلدیت کا علم جدید حاصل کر کے آئے تھے، اس لئے احناف کے خلاف محاذ آرائی اور مناظرہ بازی ان کی مسلکی فطرت میں داخل تھا. چنانچہ اسی جوش جنوں میں انہوں نے حنفیوں کے خلاف چیلنج بازی کا بازار گرم کر دیا. اور ایک نامعلوم آدمی مرزا صاحب کو بٹالوی صاحب کے مقابلہ میں لے آیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی، بٹالوی صاحب کے مقابلہ میں آئے، اب آگے کی کہانی ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی کی زبانی سنئے. لکھتے ہیں کہ

☆ وسیع القلبی اور حق پرستی حضرت کا ہمیشہ سے شعار تھا. ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء کا واقعہ ہے، جوانی کا عالم تھا. اور مجددیت کے منصب عالی پر ابھی تک مامور نہ ہوئے تھے. مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نئے نئے پڑھ کر اور مولوی بن کر جو بٹالہ آئے تو چونکہ یہ اہلحدیث تھے. اسلئے حنفیوں کو ان کے خیالات بہت گراں گزرے بعض اختلافی مسائل میں بحث کرنے کے لئے انہوں نے حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا۔ اور ان کا ایک نمائندہ حضرت اقدس کو قادیان سے بٹالہ لے آیا. شام کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور انکے والد مسجد میں تھے جو حضرت اقدس وہاں پہنچ گئے. بحث شروع ہوئی۔ مولوی محمد حسین صاحب نے تقریر کی. حضرت اقدس نے تقریر سن کر فرمایا کہ اس میں تو کوئی بات ایسی نہیں جو قابلِ اعتراض ہو تو میں تردید کس بات کی کروں ان لوگوں کو جو آپ کو لائے تھے بہت مایوسی ہوئی. اور وہ آپ سے بہت ناراض ہوئے. لیکن آپ نے محض اللہ کیلئے اس بحث کو ترک کر دیا کیونکہ محض دھڑے بندی کے لئے آپ حق بات

کی تردید نہیں کر سکتے تھے ....(مجدد اعظم جلد ۲... ص ۱۳۴۳)

مذکورہ حوالہ مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت یا کم از کم غیر مقلدیت نوازی کو پوری طرح آشکارا کر رہا ہے. اس سے صاف ظاہر ہے کہ بغیر کسی بحث کے بٹالوی صاحب کا موقف درست اور صحیح تسلیم کر لینا مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت کی کھلی نشانی ہے. اسکی مزید وضاحت کے لئے براہین احمدیہ جلد ۴ ص ۵۲۰ کے حوالہ سے مرزا بشیر احمد اور ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ.....

☆ اس برکت کے بارہ میں ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں بھی ایک عجیب الہام اردو میں ہوا تھا. جس کو اس جگہ لکھنا مناسب ہے۔ اور تقریب اس الہام کی یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو کسی زمانہ میں اس عاجز کے ہم مکتب بھی تھے. جب نئے نئے مولوی بن کر بٹالہ میں آئے، اور بٹالویوں کو ان کے خیالات گراں گزرے. تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے کہنے کہانے پر یہ عاجز شام کے وقت اس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا. اور مولوی صاحب کو مع ان کے والد کے مسجد میں پایا. پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت کی تقریر سُن کر معلوم کر لیا کہ انکی تقریر میں کوئی زیادتی نہیں جو قابلِ اعتراض ہو. اسلئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا ....

....(سیرت المہدی جلد ۱. ص ۲۳۷، ۲۳۸ .... مجدد اعظم جلد ۱. ص ۸۷)

یہی واقعہ مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبد الغفور اثری سیالکوٹی نے قادیانیوں کی معروف کتاب ''حیات طیبہ ص ۴۰، ۴۱'' .... کے حوالہ سے بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ

☆ ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء کا واقعہ ہے. پنجاب میں اہلحدیث فرقہ کی شدید مخالفت تھی. جس مسجد کے ملاں کو پتہ چلتا تھا کہ اس میں کسی اہل حدیث (بقول ان کے کسی وہابی) نے نماز پڑھی ہے. بعض اوقات اس کا فرش تک اکھڑوا دیتا تھا..... یا.... دھلوا دیتا تھا. ان ایام میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے نئے نئے تحصیل علم کر کے واپس بٹالہ آئے تھے عوام مسلمانوں میں ان کے خلاف شدید جذبات پائے

جاتے تھے. حضرت اقدس (مرزا قادیانی) جو کسی کام کے سلسلہ میں بٹالہ تشریف لے گئے تو ایک شخص اصرار کے ساتھ آپ کو تبادلہ خیالات کے لئے مولوی محمد حسین صاحب کے مکان پر لے گیا. وہاں ان کے والد صاحب بھی موجود تھے اور سامعین کا ایک ہجوم مباحثہ سننے کیلئے بیتاب تھا آپ مولوی صاحب موصوف کے سامنے بیٹھ گئے. اور مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کا دعوٰی کیا ہے؟ مولوی صاحب نے کہا میرا دعوٰی یہ ہے کہ قرآن مجید سب سے مقدم ہے. اس کے بعد اقوال رسول کا درجہ ہے. اور میرے نزدیک کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے مقابل کسی انسان کی بات قابل حجت نہیں ہے. حضور نے یہ سن کر بے ساختہ فرمایا کہ آپ کا یہ اعتقاد معقول اور نا قابلِ اعتراض ہے۔ لہذا میں آپ کیساتھ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا. حضور کا یہ فرمانا تھا کہ لوگوں نے دیوانہ وار شور مچا دیا کہ..... ہار گئے. ......ہار گئے۔ جو شخص آپ کو ساتھ لیکر گیا تھا وہ بھی طیش میں بھر گیا اور کہنے لگا کہ آپ نے ہمیں ذلیل ورسوا کیا. مگر آپ تھے کہ کوہ وقار بنے ہوئے تھے. اور آپ کو لوگوں کے شور وشر کی مطلقاً پرواہ نہ تھی.......................(حنفیت اور مرزائیت....ص ۶۱،۶۲)

مذکورہ تینوں حوالہ جات جو غیر مقلدین حضرات بڑے زور وشور کے ساتھ بیان اور تحریر کرتے ہیں. انہیں بار بار ملاحظہ فرمایئے۔ ان تمام حوالہ جات کا ایک ایک جملہ مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت اور قادیانی، بٹالوی گٹھ جوڑ کی نشاندہی کرتا ہے. ان کے ایک ایک لفظ سے" ڈرامہ بازی" کی بو محسوس کی جاسکتی ہے. ان حوالہ جات کی روشنی میں اگر مذکورہ واقعہ کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے تو درج ذیل حقائق پوری آب وتاب کے ساتھ واضح ہو جاتے ہیں۔

(۱) طے شدہ سازش یا مناظرہ؟

مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں جو حقیقت سب سے پہلے منکشف ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ غیر مقلدین نے جس بظاہر بے قاعدہ بحث کو باقاعدہ مناظرہ کا عنوان دے کر حنفیت کی شکست اور مرزا صاحب کی حنفیت کا پروپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے. وہ دراصل ایک طے شدہ "ٹوپی ڈرامہ" تھا۔ جس میں مرزا صاحب اپنے نجی کام کے سلسلہ میں بٹالہ گئے. (ممکن ہے مرزا صاحب کا یہ نجی کام بھی اسی طے شدہ سازش کا حصہ ہو) تو وہاں ایک مجہول قسم کا شخص ان کو باصرار پکڑ کر مباحثہ

کے لئے لے گیا۔ گویا یہ مناظرہ، بٹالہ کی کسی ذمہ دار حنفی جماعت یا ذمہ دار حنفی شخصیت کی طرف سے منعقد نہیں ہوا اور ممکن ہے بٹالہ کی حنفی جماعت کو اس کی خبر بھی نہ ہو۔ لہٰذا اس کھلی ڈرامہ بازی کو باقاعدہ مناظرہ قرار دیکر حنفی جماعت کی شکست اور مرزا قادیانی کی حنفیت کا شور مچانا، خالص غیر مقلدانہ ہٹ دھرمی ہے۔

(۲) مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت کا اعتراف!

غیر مقلدین حضرات قادیانی کتب سے مذکورہ حوالہ جات نقل کرتے وقت اپنی غیر مقلدانہ کم فہمی کی وجہ سے یہ بات محسوس نہیں فرماسکے کہ ان میں مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت کا واضح اعتراف موجود ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کا بٹالوی صاحب کے مؤقف کو بلا دلیل معقول اور ناقابل اعتراض تسلیم کر لینا ہی ان کی غیر مقلدیت کی روشن شہادت ہے۔ اگر بٹالوی صاحب کی طرف سے مؤقف کی وضاحت کے بعد اس پر دلائل کا سلسلہ شروع ہوتا، اور مرزا قادیانی، بٹالوی صاحب کے دلائل کے سامنے عاجز و لاجواب ہوتے تو پھر اس کو مرزا قادیانی کی حنفیت اور انکی شکست پر محمول کرنا بھی کسی حد تک ممکن تھا۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی بالکل برعکس ہے، دلائل طلب کرنے کی سرے سے ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی۔ اور صرف مؤقف سُن کر ہی اس کی تائید کر دی گئی۔

ظاہر ہے کہ یہ مناظرہ کسی ایسے مسئلہ پر ہوگا جو علماء احناف اور غیر مقلدین کے درمیان متنازعہ و اختلافی ہوگا غور فرمایئے ایسے اختلافی مسئلہ میں فریق مخالف کے دعویٰ کو بغیر کوئی دلیل طلب کئے معقول اور ناقابل اعتراض تسلیم کر لینا آخر کس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے؟

غیر مقلدین حضرات ذرا سنجیدگی کیساتھ اس طرف توجہ فرمائیں کہ اگر کسی مناظرہ میں غیر مقلد مناظر کی طرف سے حنفی مناظر سے مسئلہ تقلید کے بارہ میں اس کا مؤقف دریافت کیا جائے، اور وہ جواب میں تقلید شخصی کو واجب قرار دے۔ اور غیر مقلد اس کے اس مؤقف و جواب کو بلا دلیل طلب کئے معقول و ناقابل اعتراض تسلیم کرے تو غیر مقلدین حضرات اس غیر مقلد کو اس کے اس فعل کی وجہ سے مقلد قرار دیں گے یا غیر مقلد تسلیم کریں گے؟

مولانا بٹالوی مرحوم نے مرزا صاحب کے سوال پر اپنا جو مؤقف و دعویٰ پیش کیا ہے، اس میں

ان کا نظریہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے مقابل کسی انسان کی بات قابل حجت نہیں. ہر صاحب علم جانتا ہے کہ اس مقابل انسان سے بٹالوی صاحب کی کیا مراد ہے؟ کیونکہ غیر مقلدین کے افکار و مزاج کے ساتھ معمولی واقفیت رکھنے والا شخص بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ غیر مقلدین جب قرآن و سنت کے بالمقابل کسی انسان کی بات تسلیم نہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد فقہاء و مجتہدین ہی ہوتے ہیں. اب اگر مرزا صاحب واقعی حنفی ہوتے تو انہیں فوراً یہ محسوس کر لینا چاہیے تھا کہ بٹالوی صاحب اپنے اس دعویٰ کے ذریعہ آخر کس چیز کی نفی فرما رہے ہیں؟ وہ چونکہ اپنے ذہن و فکر کے مطابق ائمہ مجتہدین کی مدوّن کی ہوئی فقہ کو قرآن و سنت کے مطابق انسانی اختراع اور نا قابل حجت قرار دیتے ہیں. اور مرزا صاحب کو بھی اس کا بخوبی علم تھا. لہذا مرزا صاحب کی طرف سے ان کی تائید ان کی خالص غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے. غیر مقلدین حضرات سے ہم مؤدبانہ درخواست کریں گے کہ وہ مذکورہ مناظرہ کے اس پہلو پر عقل اور سنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیں کہ مرزا صاحب کا بٹالوی صاحب کے مؤقف کو بلا دلیل طلب کئے معقول و نا قابل اعتراض قرار دیتے ہوئے اس کی تائید کرنا ان کے حنفی ہونے کی دلیل ہے، یا غیر مقلد ہونے کی؟

اگر اس کے لئے مزید کسی تسلی کی ضرورت ہو تو اس بارہ میں مرزا قادیانی کا فقہ اور تقلید کے بارہ میں خود اپنا مؤقف پھر ملاحظہ فرمالیجئے جو ہم گزشتہ اوراق میں نقل کر چکے ہیں. جس میں مرزا صاحب صاف الفاظ میں لکھتے ہیں کہ

☆ ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر حدیث معارض اور مخالف قرآن و سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو، اس پر وہ عمل کریں، اور انسانوں کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں.........................(مجدد اعظم جلد ۲.....ص ۹۱۷)

بٹالوی صاحب اور مرزا صاحب دونوں کے مذکورہ نظریات ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ کیجئے کہ ان دونوں میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے. بٹالوی صاحب بھی قرآن و حدیث کا مفہوم اخذ کرنے کے لئے ہر کس و ناکس کو اختیار دے رہے ہیں. اور مرزا صاحب کا بھی یہی مؤقف و نظریہ ہے۔

اس اعتبار سے بٹالوی صاحب کے مؤقف کو معقول... نا قابل اعتراض.....اور حق قرار دینا بٹالوی صاحب اور مرزا صاحب کی ذہنی ہم آہنگی کی بین دلیل ہے۔

مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں اختتام مناظرہ کے اس پہلو کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے، کہ بٹالوی صاحب کے مؤقف کی تائید وتصویب کے بعد مرزا صاحب کا کوہِ وقار بن کر کھڑا رہنا کس حقیقت کی غمازی کرتا ہے؟ اگر یہ حقیقتاً مناظرہ ہوتا. (ڈرامہ نہ ہوتا) اور مرزا قادیانی واقعی حنفی ہوتے تو انہیں شکست خوردہ ہونے کی بنا پر نادم وشرمسار ہونا چاہیے تھا۔ اس سنگین صورت حال میں بھی ان کا کوہ وقار بنے رہنا ان کی غیر مقلدیت کی کھلی دلیل ہے۔ لہذا غیر مقلدین کیطرف سے اس "ٹوپی ڈرامہ" کے ذریعہ مرزا صاحب کی حنفیت ثابت کرنا نری سینہ زوری ہے۔

(۳) بٹالوی صاحب کا آغاز شہرت!

مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں یہ حقیقت بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ یہی خود ساختہ مناظرہ بٹالوی صاحب کی ابتدائی شہرت کا ذریعہ بنا جس میں بنیادی کردار مرزا قادیانی نے ادا کیا غور فرمایئے کہ تحصیل علم کے بعد بٹالوی صاحب مرحوم واپس بٹالہ تشریف لاتے ہیں. جہاں پہلے سے مکمل حنفیت کا ماحول موجود ہے. اس ماحول میں وہ غیر مقلدیت کا جدید طرز وفکر لے کر حنفیت کے خلاف شدت اختیار کرتے ہوئے نفرت کی فضا پیدا کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی شکست اور ان پر فرنگی بربریت وسفاکیت کے زخم ابھی تازہ ہیں۔ اس جنگ کے تقریباً ۱۲، سال بعد ہی امت مسلمہ کے اندر انتشار وتفریق پیدا کرنے والی اس نئی تحریک نے مسلمانوں کے اندر بے چینی پیدا کر دی۔ بٹالوی صاحب کے غلو اور تعصب کی وجہ سے بٹالہ کی مقامی فضا خراب ہونے لگی عوام مسلمان ان کے جارحانہ رویہ اور منفی طرزِ عمل کی وجہ سے ان کے خلاف نفرت وناپسندیدگی کا اظہار کرنے لگے۔

ایسے حالات میں اس نفرت وناپسندیدگی کے اثرات زائل وکمزور کرنے کے لئے بٹالوی صاحب نے یہ ڈرامہ رچانے کی سازش کی. اور اس میں مرزا قادیانی کو اپنا معاون ومددگار بنایا. چنانچہ اس ڈرامہ کا اسٹیج بٹالوی صاحب کے مکان پر لگا. جہاں پہلے سے بٹالوی صاحب اور ان کے والد محترم کی قیادت

میں لوگوں کا ہجوم تھا اب ہر عقلمند آدمی اس بات سے بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ بٹالوی صاحب کے مکان پر ہجوم کن لوگوں کا ہو سکتا ہے؟ جنہوں نے مرزا قادیانی کی مباحثہ سے رضا کارانہ علیحدگی و پسپائی پر دیوانہ وار شور مچا دیا، ہار گئے۔ ہار گئے۔ اور اس نعرہ بازی کے بعد بٹالوی صاحب کی فتح مبین کے نقارے بج اٹھے۔ معلوم ہوتا ہے یہ نعرہ بازی کرنے والے یقیناً بٹالوی صاحب کے تربیت یافتہ لوگ تھے۔ جنہوں نے اپنی فنی تربیت و مہارت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ بہر حال بٹالوی صاحب کا تیار کردہ یہ "اسٹیج ڈرامہ" کافی حد تک کامیاب رہا اور اس کے بعد بٹالوی صاحب کی شہرت کے دروازے کھل گئے۔

(۴) مرزا قادیانی کی ابتداءِ نبوّت!

مذکورہ مناظرہ... یا... ڈرامہ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ صرف بٹالوی صاحب کی شہرت کا ہی آغاز نہیں ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی کی نبوّت کی ابتداء بھی اسی سے ہوئی۔ مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں یہ واقعہ ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں رونما ہوا۔ یعنی مرزا قادیانی کی پہلی تالیف "براہین احمدیہ" کی اشاعت سے ۱۵ یا ۱۶ سال پہلے۔ کیونکہ براہین احمدیہ ۱۸۸۴ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آئی۔ اور قادیانیوں کی تاریخی روایات کے مطابق یہی وہ دور تھا، جب مرزا قادیانی پر شہرت پسندی کا جنون طاری ہوا۔ گویا ۱۸۶۸ء اور ۱۸۶۹ء کے سال برصغیر کے مسلمانوں کے لئے بہت بڑی آزمائش کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک طرف بٹالوی صاحب کی شہرت پسندی کا "بحری بیڑہ" مسلمانان برصغیر کے پرسکون فکری سمندر میں دندنانے کو بے تاب تھا۔ اور دوسری طرف مرزا قادیانی کی نبوّت کا "جمبو جیٹ" فلائی کی تیاری پکڑ رہا تھا۔ ۱۸۶۸ء میں مرزا قادیانی سیالکوٹ کی کچہری ملازمت سے مستعفی ہو کر واپس قادیان چلے گئے۔ (ملاحظہ فرمایئے مجدد اعظم ....جلد ۱ ص ۴۵) اور مستقبل میں شہرت و ناموری حاصل کرنے کی تدبیریں کرنے لگے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنے دوست بٹالوی صاحب سے مختلف راستہ اختیار کیا۔ بٹالوی صاحب نے فروعی اختلافات کی آڑ میں امت کے اندر اختلاف کی دراڑیں ڈالیں تو مرزا صاحب اصولی اختلاف کو بنیاد بنا کر امت کو ایک جدید و نئے راستہ پر چلانے کا منصوبہ تیار کر لیا۔ گویا اگر مرزا صاحب نے مذکورہ مناظرہ کے اندر بٹالوی صاحب کی تائید و توثیق کر کے ان کی شہرت کا راستہ

صاف کیا تو بٹالوی صاحب نے فروعی اختلافات کے دنگل میں امت کو مبتلا کر کے مرزا صاحب کے اصولی اختلافات کے میدان کی راہ ہموار کردی۔۔۔۔۔۔۔۔ چنانچہ احسان برابر شد۔۔۔۔۔۔۔مرزا قادیانی نے نبوت ورسالت کی مقصودی منزل تک پہنچنے سے پہلے کشف والہام کی پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھا۔ ان کا یہ پاؤں اس سیڑھی پر سب سے پہلے کب پڑا؟ اس کے بارہ میں ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ مگر الہامات کے متعلق آپ (یعنی مرزا صاحب) کی تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر ''مکالماتِ الٰہیہ'' کا شرف آپ کو ۱۸۶۸ء، ۱۸۶۹ء سے حاصل ہو گیا تھا۔ جب آپ کو یہ الہام ہوا تھا کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مجدد اعظم جلد ا۔۔۔۔۔۔۔ص ۶۷)

جن دنوں بٹالوی صاحب پر شہرت کا جنون طاری ہوا، عین انہی ایام میں مرزا صاحب پر بھی اپنی نبوت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اور ان کے خواب وخیالات۔۔۔۔۔۔کشف والہامات کا روپ دھارنے لگے۔ قارئین کرام کے لئے یہ انکشاف حقیقت بھی یقیناً حیرت کا باعث ہوگا کہ دونوں دوستوں (بٹالوی صاحب اور مرزا قادیانی) کے اندر شہرت حاصل کرنے کا جنون صرف ایک سال میں نہیں بلکہ ایک ہی دن میں طاری ہوا۔ جس دن مرزا صاحب نے مباحثہ کے اندر بٹالوی صاحب کے موقف کی تائید کر کے ان کی شہرت کو چار چاند لگائے، اس سے اگلی رات مرزا صاحب پر کشف والہام کے دروازے بھی کھل گئے۔ چنانچہ مذکورہ الہام مرزا صاحب پر اسی رات میں وارد ہوا جیسا کہ ڈاکٹر بشارت احمد ''براہین احمدیہ'' کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

☆ (مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ) احقر نے مولوی صاحب موصوف (یعنی بٹالوی صاحب) کی اس وقت کی تقریر کو سن کر معلوم کر لیا کہ انکی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو۔ اس لئے خاص اللہ کے لئے اس بحث کو ترک کیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اس ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا۔ اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ پھر اس کے بعد عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مجدد اعظم جلد ا۔۔۔۔ص ۷۸)

مرزا صاحب کا یہ کشف والہام پورا ہوا یا نہیں؟ اور آئندہ اس کے پورا ہونے کی توقع بھی ہے یا نہیں؟ ہمیں فی الحال اس سے بحث نہیں۔ یہاں قابل توجہ امور یہ ہیں کہ.........جس دور میں بٹالوی صاحب نئے نئے فارغ التحصیل ہو کر بٹالہ پہنچے، عین اسی دور میں مرزا صاحب سیالکوٹ کی ملازمت سے مستعفی ہو کر قادیان پہنچ گئے.........دونوں بچپن کے گہرے دوست ساتھی......اور ہم مکتب تھے.....دونوں پر شہرت پسندی کا جنون ایک ساتھ طاری ہوا.........دونوں نے ایک دوسرے کی شہرت کے لئے باہمی معاون و مددگار بننے کا فیصلہ کر لیا.........مرزا صاحب نے مباحثہ کے اندر پسپائی اختیار کر لی.....اور بٹالوی صاحب نے براہین احمدیہ پر تقریظ لکھ کر حق دوستی ادا کر دیا۔

دلیل نمبر 17

بیعتِ طریقت کی مخالف

تمام اہل سنت والجماعت کے ہاں فقہ کے مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) اور طریقت کے سلاسل اربعہ (نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی) برحق ہیں۔ اور صدیوں سے ان کے ذریعہ انسانیت ہدایت وراستی کی راہ پر گامزن ہے۔ کروڑوں غیر مسلم ان کے ذریعہ اسلام کے دامن میں آئے۔ اور تزکیہ نفس کے ساتھ اصلاح اعمال کی دولت سے مالا مال ہوئے.........حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی........حضرت علی ہجویری.........حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری.........حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء....... رحمهم الله تعالیٰ.........جیسے بزرگان دین کی خدمات کا انکار کون بدبخت کر سکتا ہے؟ لیکن بدقسمتی سے غیر مقلدین حضرات جس طرح مذاہب فقہ کے منکر و مخالف ہیں۔ اسی طرح سلاسل طریقت کے بھی مخالف ہیں۔ اور ان کو شریعت سے متصادم قرار دیتے ہیں۔ ان کا طرز فکر بھی بعینہ یہی ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ جب کبھی بیعت اور پیری مریدی کا تذکرہ ہوتا تو مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خود سعی اور محنت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے... وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ مولوی محبوب علی صاحب اس سے کشیدہ ہو جایا کرتے تھے اور

فرمایا کرتے تھے۔کہ بیعت کے بغیر راہ نہیں ملتی ......(سیرت المہدی جلد ا ...ص ۱۷۲)
گویا مرزا صاحب بیعت طریقت کے خلاف تھے اور اسے غیر ضروری خیال کرتے تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت اقدس کا بڑا زور اس بات پر تھا کہ آپکی جماعت میں تقوی پیدا ہو۔ کئی بار جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں تم میں سے ہر شخص عارف باللہ ہو۔ کسی نے پیر پکڑنے کی نسبت دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہیں کسی شخص کو پیر پکڑنے کی ضرورت نہیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تم خود پیر یعنی شہداء علی الناس بن کر ایک عالم کے لئے موجب ہدایت بنو ....(مجدد اعظم جلد ۲....ص ۱۳۵۷)

اس حوالہ سے بھی پوری طرح ظاہر ہے کہ مرزا صاحب بیعت طریقت اور پیری مریدی کے مخالف تھے۔ حالانکہ عصر حاضر میں بیعت طریقت کی اہمیت وافادیت سے ہر ذی شعور واقف ہے۔ حتیٰ کہ غیر مقلدین کے ایک موثر مگر قلیل طبقہ میں بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور انکے متعدد گروہ حضرت مولانا محمد عبداللہ غزنویؒ (غیر مقلد) سے بیعت کا باقاعدہ تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن موجودہ جماعت اہل حدیث کا کثیر حلقہ اس سلسلہ کی نہ صرف مخالفت کرتا ہے، بلکہ اسے بدعت قرار دیتا ہے۔ غیر مقلدین کے اسی دوسرے طبقہ میں مرزا قادیانی بھی شامل ہیں۔

﴿دلیل نمبر 18﴾

فاتحہ خلف الامام

ہم مرزا بشیر احمد ایم۔اے کے حوالہ سے گذشتہ اوراق میں نقل کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب عقائد و تعامل دونوں اعتبار سے اہل حدیث یعنی غیر مقلد تھے۔ مرزا صاحب فقہ اور تقلید کے بارہ میں کیا فکر و عقیدہ رکھتے تھے، اس کی مختصر مگر ضروری بحث گزر چکی ہے۔ اب آیئے ان کے تعامل کی روشنی میں بھی ان کی غیر مقلدیت کا جائزہ لے لیں۔ ہر صاحب علم و ذی ہوش جانتا ہے کہ......فاتحہ خلف الامام.....رفع الیدین.......اور آمین بالجہر ....وغیرہ مسائل میں احناف کا اختلاف دیگر فقہی مذاہب (شوافع، حنابلہ اور مالکیہ) سے ہے۔ غیر مقلدین سے احناف کا اصل اور بنیادی

لیکن غیر مقلدین کے بدقسمت گروہ نے ان اختلافات اختلاف..... تقلید و عدم تقلید..... کا ہی ہے۔ کو بھی ہوا دے رکھی ہے۔ اس اعتبار سے برصغیر پاک و ہند میں دیگر فقہی مذاہب موجود نہ ہونے کی بنا پر غیر مقلدین سے تقلید کے بعد ہمارا دوسرا بڑا اختلاف ''فاتحہ خلف الامام'' کا ہے۔ غیر مقلدین حضرات اسے فرض قرار دیتے ہیں جبکہ احناف کے نزدیک امام کی قرأت ہی مقتدی کے لئے کافی ہے۔ گویا اس برصغیر میں ''فاتحہ خلف الامام'' کو فرض جاننا اور اس پر عمل کرنا بھی غیر مقلدیت کی پہچان ہے. اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی اس بارہ میں کیا مذہب رکھتے ہیں؟ احناف کا..... یا..... غیر مقلدین کا؟ چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حنفیوں کا عقیدہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑے ہو کر اس کی تلاوت کو سننا چاہیے۔ اور خود کچھ نہیں پڑھنا چاہیے۔ اور اہل حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ مقتدی کے لئے امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ اور حضرت صاحب (مرزا قادیانی) اس مسئلہ میں اہل حدیث کے مؤید تھے۔ مگر باوجود اس عقیدہ کے آپ غالی اہل حدیث کی طرح یہ نہیں فرماتے تھے کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی .... (سیرت المہدی جلد ۲.....ص ۵۰)

مرزا بشیر احمد نے احناف اور غیر مقلدین کے اس فکری و عملی تقابل میں مرزا صاحب کا فکر و عمل بیان کر کے انکی غیر مقلدیت واضح کر دی ہے. کہ وہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں غیر مقلد تھے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

☆ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود بڑی سختی کے ساتھ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے. مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتے تھے کہ باوجود سورۃ فاتحہ کو ضروری سمجھنے کے میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اسکی نماز نہیں ہوتی کیونکہ بہت سے بزرگ اور اولیا اللہ ایسے گزرے ہیں جو سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ اور میں ان کی نمازوں کو ضائع شدہ نہیں سمجھ سکتا .... (ایضاً جلد ۲.....ص ۴۹)

بعض غیر مقلدین یہ حوالہ بھی نقل کرتے ہیں لیکن حسب عادت و فطرت اس کی ابتدائی عبارت

حذف کر کے۔ حالانکہ یہ انصاف و دیانت کا خون کرنے کے مترادف ہے. جب مرزا قادیانی فاتحہ خلف الامام کو ضروری خیال کرتے ہیں. تو یہی انکی غیر مقلدیت کی واضح دلیل کافی ہے. اور پھر مرزا صاحب فاتحہ خلف الامام کو صرف ضروری خیال نہیں کرتے تھے. بلکہ خود اس پر عمل بھی کرتے تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت (مرزا قادیانی) خود فاتحہ خلف الامام پڑھتے تھے۔ لیکن نہ پڑھنے والوں کی نماز کو کبھی مردود قرار نہیں دیا.......................(مجدد اعظم جلد۲.....ص ۱۳۳۵)

مرزا صاحب کے خلیفہ بلافصل حکیم نورالدین بھیروی لکھتے ہیں کہ

☆ سورۃ فاتحہ خلف الامام کو ہم فرض سمجھتے ہیں ضرور پڑھنی چاہیے. میں بھی پڑھتا ہوں اور مسیح موعود علیہ السلام بھی پڑھا کرتے تھے.....................(فتاوی احمدیہ جلدا........ص ۳۳)

حتی کہ خود مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

☆ ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ لاصلوۃ الابفاتحۃ الکتاب آدمی امام کے پیچھے ہو یا منفرد، ہر حالت میں اس کو چاہیے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے............(ملفوظات احمدیہ جلدا.....ص ۲۰۱)

پیر سراج الحق نعمانی قادیانی لکھتے ہیں کہ

☆ ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت (صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد) جو شخص نماز میں الحمد امام کے پیچھے نہ پڑھے، اسکی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سوال نہیں کرنا چاہیے کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ یہ سوال کرنا اور دریافت کرنا چاہیے کہ نماز میں الحمد امام کے پیچھے پڑھنا چاہیے کہ نہیں. ہم کہتے ہیں ضرور پڑھنی چاہیے.....ہونا نہ ہونا تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہے. حنفی نہیں پڑھتے اور ہزاروں اولیاء حنفی طریق کے پابند تھے. اور وہ خلف امام الحمد نہیں پڑھتے تھے۔ جب انکی نماز نہ ہوئی تو وہ اولیاء اللہ کیسے ہو گئے۔ چونکہ ہمیں امام اعظمؒ سے ایک طرح کی مناسبت ہے. اور ہمیں امام اعظم کا بہت ادب ہے۔ ہم یہ فتویٰ نہیں دے سکتے کہ نماز نہیں ہوتی۔ اس زمانہ میں تمام حدیثیں مدون و مرتب نہیں ہوئی تھیں۔ اور یہ بھید جو کہ اب کھلا ہے، نہیں کھلا تھا۔ اس واسطہ وہ معذور تھے۔ اور اب یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ اب اگر نہیں پڑھے گا تو بے شک اس کی نماز درجہ قبولیت کو نہیں پہنچے گی۔

ہم یہی بار بار اس سوال کے جواب میں کہیں گے کہ الحمد نماز میں خلف الامام پڑھنی چاہیے۔
ایک روز میں (یعنی پیر سراج الحق نعمانی) نے دریافت کیا کہ حضرت (صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد)
الحمد کس موقع پر پڑھنی چاہیے۔ فرمایا جہاں موقع پڑھنے کا لگ جائے۔ میں نے عرض کیا
امام کے سکوت میں، فرمایا جہاں موقع ہو. پڑھنا ضرور چاہیے.........................
(تذکرۃ المہدی.........ص ۲۵۲....۲۵۳)

نعمانی صاحب کی مذکورہ عبارت میں پہلے تو وہ الفاظ ملاحظہ فرمایئے جن میں مرزا صاحب صاف لفظوں میں فرمار ہے ہیں کہ ہم کہتے ہیں ضرور پڑھنی چاہیے. حنفی نہیں پڑھتے. مرزا صاحب کا یہ جملہ واضح طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ وہ خود کو حنفیوں سے الگ سمجھتے تھے. اور پھر اس میں مرزا صاحب نے دو دعوے کئے ہیں......... پہلا یہ کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور دیگر حنفی اولیا اللہ کے زمانوں میں ذخیرہ حدیث پوری طرح مدوّن نہیں ہوا تھا لہذا فاتحہ کے بغیر اگر وہ امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو معذور تھے.......
اور دوسرا یہ کہ اب ذخیرہ حدیث مکمل طور پر مدوّن ہو چکا اس لئے اب اگر کوئی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی. حالانکہ مرزا صاحب کے یہ دونوں دعوے غیر مقلدانہ ہیں. کیونکہ تدوین حدیث اگرچہ بعد میں ہوئی لیکن قرآن وحدیث کی روشنی میں تدوین فقہ ہو چکی تھی. جس میں امام اعظم ابو حنیفہؒ نے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے متواتر عمل کو دیکھ کر فیصلے دیئے. اور پھر تدوین حدیث کے صدیوں بعد تک نہ صرف یہ کہ مقلدین احناف فاتحہ خلف الامام کے تارک رہے. بلکہ باقاعدہ احادیث صحیحہ سے اسکا اثبات کرتے رہے۔ (اور بقول مرزا صاحب اولیاء اللہ بھی رہے) اور اب بھی بحمد اللہ تعالیٰ ان کا موقف احادیث صحیحہ کی روشنی میں مضبوط تر ہے۔
مرزا صاحب کے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا تذکرہ خطبہٴ الہامیہ ص ۱۳۱ میں بھی موجود ہے.
ان تمام مذکورہ حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی ......فاتحہ خلف الامام کی فرضیت.........کے قائل تھے. جبکہ اصحاب علم وفہم جانتے ہیں کہ ائمہ احناف.....اور.....مقلدین احناف.....مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی فرضیت تو کجا، سرے سے امام اور منفرد کیلئے بھی قراۃ فاتحہ کی فرضیت نہیں مانتے۔ بلکہ صرف اسکے وجوب کے

قائل ہیں۔ اب ان حوالہ جات کی روشنی میں فاتحہ خلف الامام کی حد تک مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت بالکل واضح ہے۔ اور تقلید کے مسئلہ میں انکی غیر مقلدیت گذشتہ سطور میں بیان ہو چکی ہے۔

﴿دلیل نمبر 19﴾

رفع یدین

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے درمیان دوسرا عملی اختلاف نماز کے اندر عندالرکوع رفع یدین کا ہے احناف کے نزدیک وہ متروک ہے۔ جبکہ غیر مقلدین اسے ضروری قرار دیتے ہیں۔ اس عمل کے بارہ میں مرزا قادیانی سے دونوں قسم کی روایات منقول ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ اور میاں عبداللہ صاحب (سنوری) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا۔ اور نہ کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔...

.........................(سیرت المہدی جلد ۱.........ص ۱۶۲)

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نماز کے اندر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ لیکن بعض دیگر روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رفع یدین کرتے تھے۔ مثلاً مرزا بشیر احمد ہی لکھتے ہیں کہ

☆ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا کہ حضور فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین اور آمین کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ طریق حدیثوں سے ثابت ہے..........(سیرت المہدی جلد ۳.....ص ۶۴)

یعنی مرزا صاحب فاتحہ خلف الامام کی طرح رفع یدین کو بھی احادیث سے ثابت شدہ مسئلہ قرار دیتے تھے۔ اور اہل حدیث ہونے کی بناء پر یہی ان کے لئے دلیل تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رفع یدین کا مسئلہ جب احادیث سے ثابت شدہ ہے تو پھر خود مرزا صاحب کا اپنا عمل اس کے خلاف کیوں ہے؟ لیکن قادیانی مذہب کی تفصیلی روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب بھی رفع یدین کرتے تھے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد ہی لکھتے ہیں کہ

☆ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیہ السلام کو بارہا

نماز فریضہ اور تہجد پڑھتے دیکھا.........آپ رفع یدین کرتے تھے. رفع سبابہ یاد نہیں.
مگر غالباً کرتے تھے........................(سیرت المہدی جلد ۳ ....ص ۴۸)

اگر چہ مرزا بشیر احمد ان روایات کے نقل کرنے کے بعد مرزا صاحب کے عمل رفع یدین کا انکار کرتے ہیں. لیکن بہر حال یہ بھی ان کے ابا حضور (مرزا قادیانی) کے (بزعم خویش) صحابہ ہی کی روایات ہیں. جنہیں مسترد کرنا اتنا آسان نہیں۔ اگر مرزا صاحب کا ترکِ رفع یدین ثابت بھی ہو جائے تو انکی غیر مقلدیت کو پھر بھی کوئی فرق نہیں پڑتا. کیونکہ وہ ترکِ تقلید اور فرضیت فاتحہ خلف الامام کے مسائل میں غیر مقلد ثابت ہو چکے ہیں۔ البتہ مذکورہ متضاد و متعارض روایات سے ہمارے فہم ناقص میں جو صورت حال آتی ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ مرزا صاحب گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے اور وہ ہندوستانی معاشرہ کے مذہبی ماحول سے بھی پوری طرح باخبر تھے. اس لئے کبھی وہ اپنے مسلک کے مطابق رفع یدین کر لیتے تھے. اور کبھی سادہ لوح حنفیوں کی دلجوئی کیلئے ترک کر دیتے تھے. اور ظاہر ہے یہ طرزِ عمل بھی خالص غیر مقلدانہ ہے. چنانچہ اخبار ''بدر'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ

☆ بحضرت مسیح موعود سوال پیش ہوا کہ کیا رفع یدین ضروری ہے. فرمایا ضروری نہیں، اور جو کرے تو جائز ہے.........................(فتاویٰ احمدیہ جلد ۱.......ص ۱۰۰)

گویا مرزا صاحب فاتحہ خلف الامام وغیرہ امور میں غیر مقلدین کو راضی رکھنا چاہتے ہیں...... اور رفع یدین میں احناف کو........اور آخر غیر مقلدیت کس بلا کا نام ہے؟ اور بعض مقامات پر مرزا صاحب کے ترکِ رفع یدین کی ایک اور صورت بھی سامنے آتی ہے. وہ یہ کہ تنہائی کی عبادات میں وہ رفع یدین کرتے ہوں. اور لوگوں کے سامنے بوجہ خوف نہ کرتے ہوں. کیونکہ اس دور میں اکثر غیر مقلدین کے اندر اپنے مسلک کا اظہار کرنے کے معاملہ میں خوف پایا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ...... غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین دہلوی مرحوم بھی رفع یدین کے معاملہ میں خائف تھے. جیسا کہ سر سید احمد خان اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ

☆ میں نے وہابیوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں. ایک وہابی، دوسرے وہابی کریلا، تیسرے

وہابی کریلا اور نیم چڑھا. میں اپنے تئیں تیسری قسم میں قرار دیتا ہوں. اور بجز حق حق جو میرے نزدیک ہو، ذرہ برابر دریغ نہیں کرتا............جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی بنایا ہے. وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر اس کو سنتِ ھُدٰی جانتے تھے. میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں. لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے. جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے، جب یہ گفتگو ہوئی۔ میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے، اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے۔ گو ان پر لوگوں نے بہت حملے کیے۔ مگر کلمۃ الحق ہمیشہ کلمۃ الحق ہے۔.........................

..................................(بحوالہ موج کوثر......ص ۶۹۔۷۰)

معلوم ہوتا ہے کچھ اسی طرح کا خوف مرزا صاحب پر بھی مسلط تھا۔ جہاں سر سید احمد خان جیسا سہارا مل جاتا رفع یدین کر لیتے. اور جہاں بے سہارا ہوتے ترک کر دیتے۔

دلیل نمبر 20

مسح علی الجوربین

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے مابین تیسرا عملی اختلاف مسح علی الجوربین کا ہے۔ غیر مقلدین حضرات عام جرابوں پر مسح کو جائز قرار دیتے ہیں. جبکہ احناف کے نزدیک عام استعمال ہونے والی سوتی یا اونی جرابوں پر مسح درست نہیں. مرزا صاحب کا اس بارہ میں عمل کیا تھا؟ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ نماز عصر کا وقت آیا تو حضرت (مرزا) صاحب نے وضوء کرتے ہوئے اپنی سوتی جرابوں پر مسح کیا. اس وقت مولوی محمد موسیٰ صاحب اور مولوی عبد القادر صاحب دونوں باپ بیٹوں کو شک گزرا. چنانچہ انہوں نے دریافت کیا کہ حضرت کیا سوتی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں جائز ہے........(مجدد اعظم جلد ا ص ۱۱۶.........سیرت المہدی جلد ۲ ص ۲۶)

☆ جرابیں سوتی آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور وضوء کے وقت اس پر مسح فرماتے.

بعض اوقات زیادہ سردی میں دو ، دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے ، آپ کے استغراق اور انہماک کا نتیجہ یہاں بھی نظر آتا ہے ۔ بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی ، کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی پیر کی ایڑی کی بجائے پیر کی پشت پر آجاتی ۔ کبھی ایک جراب سیدھی اور دوسری الٹی ہوتی ....

.... (مجدد اعظم جلد ۲ ... ص ۱۲۵۰ .... سیرت المہدی جلد ۲ ... ص ۱۲۷)

ہمیں اس مقام پر مرزا صاحب کی استغراقی اور انہماکی کیفیت سے غرض نہیں ۔ ہم ان حوالہ جات سے صرف یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی عام جرابوں پر مسح کے قائل و عامل تھے ۔ جو ان کی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے ۔ بلکہ مرزا بشیر احمد تو ایک اور عجیب انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

☆ اگر جراب کہیں سے کچھ پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے ۔ بلکہ فرماتے تھے کہ رسول صلعم کے اصحاب ایسے موزوں پر بھی مسح کر لیا کرتے تھے ۔ جس میں سے ان کی انگلیوں کے پوٹے باہر نکلے رہا کرتے .... (سیرت المہدی جلد ۲ ..... ص ۱۲۷)

یعنی عام غیر مقلدین تو صرف عام جرابوں پر مسح کرتے ہیں ۔ مرزا صاحب اتنے پہنچے ہوئے غیر مقلد تھے کہ پھٹی ہوئی جرابوں پر بھی مسح کر لیتے تھے ۔ مرزا صاحب کے جرابوں پر مسح کرنے کا تذکرہ ..... فتاوی احمدیہ جلد ا ص ۳۲ ۔ ۳۳ ...... میں بھی موجود ہے ۔

﴿دلیل نمبر 21﴾

تہجد و تراویح ایک ہی نماز

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے مابین چوتھا عملی اختلاف تہجد و تراویح کے بارہ میں ہے ۔ احناف کے نزدیک تہجد اور تراویح دو الگ الگ نمازیں ہیں ۔ جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک یہ ایک ہی نماز کے دو نام ہیں ۔

(نوٹ) اس اختلاف کی اصلیت و حقیقت جاننے کیلئے ہماری مطبوعہ کتاب " نماز تراویح اور مذاہب اہل حدیث " کا مطالعہ ضرور فرمائیے ۔

اس مسئلہ میں مرزا صاحب کا عمل کیا ہے، اس کے بارہ میں مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ۱۸۹۵ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا۔ اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی .... (سیرت المہدی جلد۲ ....ص ۱۲)

گویا اس عمل میں بھی مرزا صاحب کی غیر مقلدیت پوری طرح آشکارا ہے۔

﴿دلیل نمبر 22﴾

تہجد وتراویح کی آٹھ رکعت

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے درمیان پانچواں عملی اختلاف رکعات تراویح کا ہے۔ احناف سمیت اہل سنت کے دیگر تمام فقہی مذاہب (مالکی، شافعی، حنبلی، حتیٰ کہ ظاہری بھی) بیس رکعت نماز تراویح کے قائل ہیں۔ اور انہی کو سنتِ مؤکدہ تسلیم کرتے ہیں۔ جبکہ غیر مقلدین حضرات آٹھ رکعت تراویح کے قائل وعامل ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک تہجد وتراویح ایک ہی نماز ہے۔ اور اسکی آٹھ رکعات ہیں۔ اور دیگر غیر مقلدین کی طرح یہی مرزا صاحب کا مسلک وعمل ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ .... آپ (مرزا صاحب) کی یہ عادت تھی ۔ (یعنی رمضان میں بھی) کہ وہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے۔ اور نماز تہجد (یعنی تراویح) آٹھ رکعت دو دو رکعت کرکے آخر شب میں ادا فرماتے تھے .... (سیرت المہدی جلد۲ ......ص ۱۳)

گویا دیگر غیر مقلدین تہجد وتراویح کو ایک نماز قرار دینے کے باوجود ماہ رمضان المبارک میں اسے اوّل شب ادا کرتے ہیں۔ اور وتر بعد میں ادا کرتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب اتنے پہنچے ہوئے غیر مقلد تھے کہ رمضان میں بھی وہ وتر اوّل شب پڑھتے تھے۔ اور باقی آٹھ رکعت سحری کے وقت پڑھتے تھے۔ شاید اس لئے کہ ان کا رمضان اور غیر رمضان ایک ہی جیسا تھا۔ جسمیں نہ روزے ہوتے تھے نہ تراویح۔

دلیل نمبر 23

جمع بین الصلوٰتین

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے درمیان چھٹا عملی اختلاف جمع بین الصلوا تین کا ہے۔ غیر مقلدین حضرات روافض کی طرح ایک وقت میں دو نمازوں (ظہر و عصر یا مغرب و عشاء) کو جمع کرنے کے قائل ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ کسی بھی دینی یا دنیوی ضرورت کے تحت دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھا جا سکتا ہے۔ جبکہ احناف کے نزدیک............ فرمان الہٰی ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتا (یعنی بیشک ایمان والوں کیلئے نمازوں کے اوقات مقرر کیے گئے ہیں) کے مطابق ہر نماز کا ایک وقت مقرر ہے۔ اور وہ نماز اپنے وقت میں ہی ادا کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اسی وقت میں وہ نماز فرض ہوتی ہے جو وقت اس کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ وقت سے پہلے وہ فرض نہیں ہوتی۔ اور وقت کے بعد وہ قضا ہو جاتی ہے۔ ..... مثلاً ظہر کے وقت اگر عصر ادا کرنا چاہے تو وہ ابھی اس پر فرض نہیں ہوئی۔ اور عصر کے وقت اگر ظہر ادا کرے تو اپنا وقت گزرنے کی وجہ سے وہ قضا ہو چکی ہے۔ بہر حال یہ احناف اور غیر مقلدین کے درمیان ایک اختلاف ہے۔ پہلے غیر مقلدین کا مسلک ملاحظہ فرمالیجئے۔ غیر مقلدین کے محسن اوّل نواب وحید الزمان خان فرماتے ہیں کہ

☆ مجھ کو بواسیر اور ریاح کی شکایت ہے، میں ہمیشہ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کیا کرتا ہوں۔ بعض اہل حدیث نے بلا عذر بھی جمع درست رکھا ہے۔ بشرطیکہ اہل شیعہ کی طرح اس کی عادت نہ بنالے .... (حیات وحید الزمان..... ص ٦١)

نواب صاحب کے مذکورہ موقف سے دو چیزیں واضح ہو رہی ہیں ...... پہلی یہ کہ اہل حدیث کے نزدیک بلا عذر بھی جمع بین الصلوٰتین جائز ہے ...... اور دوسری یہ کہ یہ اصل مذہب شیعہ کا ہے۔ دونوں (یعنی شیعہ اور غیر مقلدین) میں فرق یہ ہے کہ شیعہ اس کے دوام کے قائل ہیں، اور غیر مقلدین وقتی طور پر، خواہ وہ عذر سے ہو یا بلا عذر۔ بلکہ نواب صاحب تو اس کو مذہب

اہل حدیث کی نشانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

☆ اہلحدیث کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ مقیم اور تندرست ہونے کی حالت میں بھی دینی یا دنیوی ضرورت کی وجہ سے دو وقت کی نمازوں کو ایک وقت میں ساتھ ساتھ ادا کرنا.......................(ایضاً.........ص ۱۴۶)

لیجئے اب تو بات پوری طرح واضح ہو چکی کہ جمع بین الصلوٰتین پر عمل کئے بغیر کوئی اہل حدیث ہو ہی نہیں سکتا. لیکن دیگر غیر مقلدین صرف مجبوری کی حالت میں جمع بین الصلوٰتین کی اجازت دیتے ہیں. قطع نظر اس سے کہ وہ مجبوری شرعی ہو یا تفریحی. مثلاً فتاوی علمائے حدیث میں اسکی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ

☆ بارش کے وقت دو نمازیں کبھی کبھی جمع کر کے پڑھ سکتے ہیں........(جلد ا...ص ۱۴۷)

اور سردارِ اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم تو فٹ بال وغیرہ کھیلنے والے کھلاڑیوں کو بھی اس کی اجازت دیتے ہیں. چنانچہ فرماتے ہیں کہ

☆ وہ (یعنی کھلاڑی) ظہر کے ساتھ عصر ملالیں۔ یا عصر کے ساتھ ظہر ملا کر جمع کرلیں......

.......................(فتاوی ثنائیہ جلد ا ص ۶۳۲)

غرضیکہ غیر مقلدین کے نزدیک ہر قسم کی موسمی و تفریحی مجبوری کے تحت جمع بین الصلوٰتین جائز ہے. اور دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی جمع بین الصلوٰتین کے قائل تھے۔ (ملاحظہ فرمایئے نہج المصلی ص ۱۶۵.....) اور مرزا بشیر احمد، مرزا صاحب کا عمل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

☆ اتنے میں چونکہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا نماز شروع ہوئی. لیکن چونکہ حضرت صاحب اور آپ کے ساتھی گھر پر نماز جمع کر کے پڑھ آئے تھے۔ اس لئے آپ نماز میں شامل نہیں ہوئے.......(سیرت المہدی جلد ۲...ص ۸۸.........مجدد اعظم جلد ا...ص ۳۱۱)

نماز سے سلام پھیرتے ہی حضور علیہ السلام (یعنی مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ سب دوست مسجد میں آ جائیں. چنانچہ دوست آ گئے اور بعد جمع صلوٰتین حضور علیہ السلام منبر پر رونق افروز ہوئے. اور ایک مبسوط تقریر فرمائی.........(ایضاً جلد ۳......ص ۲۲۰)

مرزا صاحب کے جمع بین الصلاتین کے بارہ میں اقوال وافعال کا مفصل تذکرہ.........فتاوی احمدیہ جلدا میں.....ص۱۶۴ تا ص ۲۰۰.....یعنی تقریباً ۳۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ نیز........ ذکر حبیب ص ۱۱۱........ملفوظات احمدیہ جلدا ص ۲۰۰........تاریخ احمدیت جلد۲ ص ۲۳۶ ....اور مجدد اعظم جلدا...ص ۳۱۱.....ص ۶۵۵ ...ص ۶۶۳ ...اور جلد۲...ص ۷۶۱........... ص ۱۰۳۶ وغیرہ کتب قادیانیہ میں بھی موجود ہے. جوانکی غیر مقلدیت کی ناقابل تردید دلیل ہے۔

دلیل نمبر 24

نماز میں ہاتھ سینہ پر باندھنا

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے درمیان ساتواں عملی اختلاف نماز کے اندر بحالت قیام ہاتھ باندھنے کا ہے. احناف ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں. جبکہ غیر مقلدین سینہ پر ہاتھ باندھنے کا مذہب رکھتے ہیں. چنانچہ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ اہلحدیث کا مذہب ہے کہ ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں.........(اہلحدیث کا مذہب...ص ۷۶)

نواب وحید الزمان خان فرماتے ہیں کہ

☆ اسی طرح نماز میں دونوں ہاتھوں کو سینہ پر باندھنا اہل حدیث کی نشانی لکھا گیا ہے.......
....(حیات وحید الزمان.......ص ۱۴۷)

غرضیکہ نماز کے اندر ہاتھ سینہ پر باندھنا غیر مقلدین کی نشانی بھی ہے اور مذہب بھی. اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب کے اندر غیر مقلدیت کی یہ نشانی پائی جاتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارہ میں قادیانی مذہب کے جملہ مؤرخین متفق ہیں کہ

☆ مرزا صاحب نماز میں ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے.......................................
.......................(ذکر حبیب...ص ۲۴.............فتاوی احمدیہ جلدا.....ص ۷۴)

ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ آپ (مرزا صاحب) خود سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے لیکن جو ناف کے نیچے ہاتھ باندھے

آپ نے اسے کبھی کچھ نہیں کہا..................(مجدد اعظم جلد۲........ص ۱۳۳۳)

مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں نے حضرت احمد علیہ السلام کو بارہا نماز فریضہ اور تہجد پڑھتے دیکھا۔ آپ نماز نہایت اطمینان سے پڑھتے۔ ہاتھ سینہ پر باندھتے..................(سیرت المہدی جلد۳......ص ۴۸)

☆ حضرت اقدس مولانا عبدالکریم صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ بحالت نماز ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے..................(ایضاً جلد۳.....ص ۲۶۵)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب دیگر غیر مقلدین کی طرح نماز میں ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے۔ بلکہ بقلم خود انہوں نے زیر ناف ہاتھ باندھنے کو کبھی پسند ہی نہیں کیا۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ بیان کیا مجھ سے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّل کے پاس کسی کا خط آیا کہ کیا نماز میں ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کے بارہ میں کوئی صحیح حدیث بھی ملتی ہے؟ حضرت مولوی صاحب نے یہ خط حضرت صاحب کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ اس بارہ میں جو حدیثیں ملتی ہیں وہ جرح سے خالی نہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا مولوی صاحب آپ تلاش کریں ضرور مل جائے گی۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ شروع عمر میں بھی ہمارے اردگرد سب حنفی تھے۔ مجھے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کبھی پسند نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ طبیعت کا میلان ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کی طرف رہا ہے۔ اور ہم نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ جس بات کی طرف ہماری طبیعت کا میلان ہو وہ تلاش کرنے سے ضرور حدیث میں نکل آتی ہے۔ خواہ ہم کو پہلے سے اس کا علم نہ ہو۔ پس آپ تلاش کریں ضرور مل جائے گی.....
..................(سیرت المہدی جلد۱........ص ۱۰۳)

قطع نظر اس سے کہ تلاش حدیث کا یہ طبعی ومیلانی پیمانہ کیا حقیقت رکھتا ہے؟ اور کیا کیا گل کھلا چکا ہے؟ اتنی بات واضح ہے کہ مرزا صاحب نماز میں ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے۔ جو انکی غیر مقلدیت کی

بین دلیل ہے۔اور پھر ان کے اس جملہ پر بھی غور فرمایئے کہ بچپن میں ہمارے ارد گرد سب حنفی تھے۔گویا مرزا صاحب برملا طور پر بچپن میں بھی اپنے حنفی ہونے کا انکار کر رہے ہیں۔

﴿دلیل نمبر 25﴾

نمازِ قصر کیلئے مقدارِ سفر

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے مابین آٹھواں عملی اختلاف نمازِ قصر کے لئے مقدارِ سفر کا ہے۔ احناف کے نزدیک اسکی مقدار کم از کم اڑتالیس میل ہے۔(جو رائج الوقت پیمائش کے حساب سے تقریباً ۷۲ یا ۷۵ کلومیٹر بنتی ہے) جبکہ غیر مقلدین اس بارہ میں مختلف مذاہب رکھتے ہیں۔بعض کے نزدیک مقدارِ سفر آٹھ میل ہے.....اور بعض کے نزدیک نو میل۔جبکہ بعض غیر مقلدین مقدارِ سفر کی کوئی تعیین قبول نہیں کرتے۔جیسا کہ مولانا ثنا اللہ امرتسری مرحوم لکھتے ہیں کہ

☆ سفر کی تعیین نہیں آئی۔عرف عام میں جتنی مسافت کو سفر کہتے ہیں۔وہی سفر ہے ....

.... (فتاوٰی ثنائیہ جلد ۱.........ص ۴۶۰)

مقدار سفر کے اس اختلاف میں مرزا صاحب کا فکر و عمل بعینہٖ مولانا امرتسری مرحوم سے ملتا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

☆ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں، خواہ وہ دو، تین کوس ہی ہو۔اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے.................................. (ملفوظات احمدیہ جلد ۱.....ص ۱۹۹)

اور مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بذریعہ تحریر ذکر کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قصر نماز سے متعلق سوال کیا۔حضور نے فرمایا جس کو تم پنجابی میں واندھا کہتے ہو۔بس اس میں قصر ہونا چاہئے۔میں نے عرض کیا کہ کیا کوئی میلوں کی بھی شرط ہے۔آپ نے فرمایا نہیں۔بس جس کو تم واندھا کہتے ہو، وہی سفر ہے۔جس میں قصر جائز ہے۔میں نے عرض کیا کہ میں سیکھوان سے (جو قادیان سے غالباً چار میل کے فاصلہ پر ہے) قادیان آتا ہوں۔کیا اس وقت نماز قصر کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا

ہاں......................(سیرت المہدی جلد ۳......ص ۵۳)

اسی طرح پیر سراج الحق نعمانی لکھتے ہیں کہ

☆ پھر میں نے عرض کیا کہ نماز قصر کتنی دور کیلئے کرنی چاہیے. فرمایا ایک تو سفر ہوتا ہے۔ اور ایک سیر ہوتی ہے۔ سفر کی نیت سے اگر تین کوس جانا ہو جیسے لدھیانہ سے پھلور تو نماز قصر کرنی چاہئے......................(تذکرۃ المہدی........ص ۱۶۴)

مرزا صاحب کا یہی فتوٰی ......فتاوی احمدیہ جلد ا ص ۲۰۱ تا ص ۲۰۶ ......میں بھی مختلف سوالات کے جوابات کی صورت میں موجود ہے. غرضیکہ نماز قصر کیلئے مقدارِ سفر کا قادیانی مذہب بھی مرزا صاحب کی غیر مقلدیت پر واضح طور پر دلالت کرتا ہے۔

﴿دلیل نمبر 26﴾

حلتِ گوہ

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے مابین نواں عملی اختلاف حلتِ گوہ کا ہے. احناف کے نزدیک یہ حرام ہے. جبکہ غیر مقلدین اسے حلال قرار دیتے ہیں. (ملاحظہ فرمایئے فتاوی اہل حدیث جلد ۳ ......ص ۳۱۷) دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی حلتِ گوہ کے قائل تھے. اگرچہ خود کھانے سے گریز کرتے تھے جیسا کہ......سیرت المہدی جلد ۳ ص ۱۱۹....میں مذکور ہے. مگر اسکی حلت کے قائل تھے. جیسا کہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ حضور (مرزا صاحب) کے سامنے دو، ایک دفعہ گوہ کا گوشت پیش کیا گیا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ جائز ہے. جس کا جی چاہے کھالے. مگر رسول کریم نے چونکہ اس سے کراہت فرمائی. اس لئے ہم کو بھی اس سے کراہت ہے. اور جیسا کہ وہاں ہوا تھا۔ یہاں بھی لوگوں نے آپ کے مہمان خانہ میں بلکہ گھر میں بھی کچھ بچوں اور لوگوں نے گوہ کا گوشت کھایا.

......................(سیرت المہدی جلد ۲......ص ۱۳۲)

گوہ کو حلال و جائز سمجھنا، اور اس کا گوشت اپنے احباب و اہل خانہ کو اپنے گھر کے اندر کھانے کی اجازت دینا مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی کافی دلیل ہے۔

﴿دلیل نمبر 27﴾

وتر ادا کرنے کا غیر مقلدانہ طریقہ

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے مابین دسواں عملی اختلاف وتروں کا طرزِ ادائیگی ہے۔ احناف تین وتر نماز مغرب کے طریق پر ادا کرتے ہیں۔اور تیسری رکعت میں قرأۃ کے بعد دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔جبکہ غیر مقلدین اوّل تو ایک ہی وتر پڑھتے ہیں۔اور اگر تین پڑھیں تو اسکا طریقہ احناف سے مختلف ہے۔ چنانچہ فتاویٰ علمائے حدیث میں مذکور ہے کہ

☆ تین رکعت وتر پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔ایک یہ کہ دو رکعت پڑھ کر التحیات وغیرہ کے بعد سلام پھیرے۔پھر ایک رکعت بعد میں پڑھے۔دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مسلسل تین رکعت پڑھ کر صرف اخیر میں بیٹھے (یعنی دو رکعت بعد والی درمیانی التحیات نہ بیٹھے) اور التحیات وغیرہ کے بعد سلام پھیرے۔البتہ نماز مغرب کی طرح نہیں پڑھنی چاہئے۔کہ دو رکعت کے بعد التحیات پڑھ کر بغیر سلام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔
.................................(جلد۳.....ص۱۹۵)

احناف اور غیر مقلدین کے اس اختلاف میں مرزا صاحب کا طرزِ عمل کیا ہے؟ اس کے بارہ میں مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ قاضی محمد یوسف پشاوری بیان کرتے ہیں کہ حضرت احمد علیہ السلام تہجد میں دو رکعت وتر جدا پڑھتے۔اور پھر سلام پھیر کر ایک رکعت الگ پڑھتے تھے۔۔۔۔۔۔ (سیرت المہدی جلد۳...ص۴۸)

اسی طرح پیر سراج الحق نعمانی لکھتے ہیں کہ

☆ ایک روز میں نے حضرت اقدس (مرزا صاحب) علیہ السلام سے پوچھا وتر کی کتنی رکعت ہیں۔اور کس طرح پڑھنا چاہئیں۔فرمایا وتر تو ایک ہی رکعت ہے۔وتر ایک کو کہتے ہیں۔لیکن ایک رکعت جائز نہیں ہے۔اسلئے دو رکعت نفل اور اس کے ساتھ لگا دی گئی ہیں۔اور دو طریق سے پڑھنے چاہئیں۔ایک طریق کہ جس طرح حنفی پڑھتے ہیں۔اور دوسرا طریق یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔اور ایک رکعت چپکے سے اٹھ کر پڑھ لے۔۔۔۔۔۔۔۔

(تذکرۃ المہدی.....ص ۱۶۳)

اس میں بھی مرزا صاحب نے خود کو حنفیت سے الگ اور جدا رکھا ہے. اور ان کا اپنا عمل بھی حنفیت کے خلاف ہے. اور سید سرور شاہ قادیانی اس کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں کہ

☆ وتروں کی نسبت بہت سوال ہوتا رہتا ہے کہ ایک پڑھا جائے یا تین، اور یہ بھی کہ اگر تین ہوں تو پھر کس طرح پڑھے جائیں۔ تو ان میں حضور کا حکم ہے کہ ایک رکعت تو منع ہے۔ اور تین اس طور پر پڑھتے ہیں کہ دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھ کر سلام پھیر دیتے ہیں. اور پھر اٹھ کر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ اور کبھی دو کے بعد التحیات پڑھتے ہیں۔ اور سلام پھیرنے سے پہلے اٹھ کر تیسری رکعت پڑھتے ہیں...... (فتاوی احمدیہ جلد ا...ص ۲۰۸)

بعض غیر مقلدین مختلف قادیانی کتب کے حوالے سے یہ تو نقل کرتے ہیں کہ مرزا صاحب تین وتر پڑھتے تھے۔ (حالانکہ تین وتر پڑھنا حنفیت کی دلیل نہیں. کیونکہ تین وتر غیر مقلد بھی پڑھتے ہیں) لیکن مرزا صاحب کا تین وتر پڑھنے کا غیر مقلدانہ طریقہ بیان نہیں کرتے. جو مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی دلیل ہے۔

﴿دلیل نمبر 28﴾

بسم اللہ بالجہر

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے مابین گیارہواں عملی اختلاف نماز کے اندر بسم اللہ بالجہر کا ہے. احناف کے نزدیک بسم اللہ آہستہ پڑھنا مسنون ہے. جب کہ غیر مقلدین اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھنے کو اولیٰ اور بہتر قرار دیتے ہیں. (ملاحظہ فرمایئے فتاوی ثنائیہ جلد ا....ص ۵۷۷) دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا قادیانی بھی بسم اللہ بالجہر کے قائل تھے. جیسا کہ مفتی محمد صادق قادیانی لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ہمیشہ نماز میں بسم اللہ بالجہر پڑھتے تھے......... حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر بزرگان دین نے سالہا سال مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی اقتداء میں نماز پڑھی.......... (ذکر حبیب.....ص ۲۴)

☆ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اپنی قراۃ میں ہمیشہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ سے پہلے بالجبر پڑھتے تھے...(ایضاً.....ص ۲۳)

مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اکثر طور پر امام صلوٰۃ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ہوتے تھے۔اور وہ بالجبر نمازوں میں۔بسم اللہ بالجبر پڑھتے تھے۔اور قنوت بھی کرتے تھے۔اور حضرت احمد علیہ السلام انکی اقتداء میں ہوتے تھے...(سیرت المہدی جلد۳.....ص ۲۲۲)

مولوی عبدالکریم کے بسم اللہ بالجبر پڑھنے کا تذکرہ......مجدد اعظم جلد۲..ص ۱۳۳۵.....میں بھی موجود ہے۔سوال یہ ہے کہ اگر مرزا صاحب حنفی تھے،اور نماز میں بسم اللہ بالجبر کے قائل نہ تھے تو انہوں نے اپنے امام کو اسکے ترک کا حکم کیوں نہ دیا؟

﴿دلیل نمبر 29﴾

قنوت نازلہ

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے درمیان بارھواں عملی اختلاف قنوتِ نازلہ کا ہے۔ غیر مقلدین نماز فجر میں بالخصوص اور باقی نمازوں میں بالعموم مصیبت عامہ کے وقت قنوتِ نازلہ پڑھنے کے قائل و عامل ہیں۔(ملاحظہ فرمایئے فتاوی ثنائیہ جلد ا.....ص ۴۵۶) دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی اسی کے قائل تھے۔چنانچہ مفتی محمد صادق لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب آخری رکعت میں بعد رکوع کھڑے ہو کر باواز بلند دعائیں (قنوت) کرتے تھے...(ذکر حبیب.....ص ۶۴)

☆ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم فجر،مغرب اور عشاء کی آخری رکعت میں بعد رکوع عموماً بلند آواز سے دعائیں......پڑھا کرتے تھے.................................(ایضاً.....ص ۲۳)

اور مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب تک مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم

زندہ رہے۔ وہ ہر فرض نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔ اور صبح اور مغرب اور عشاء میں جہر کے ساتھ قنوت ہوتا تھا.......................(سیرت المہدی جلد ۳..... ص ۲۸۷)

ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور علیہ السلام بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔ جس کا یہ مصرع ہے...... اے خدا اے چارۂ آزارِ ما.... خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے۔ جو روحانیت سے پُر ہے۔ مگر معروف مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں صرف مسنون دعائیں بالجبر پڑھنی چاہئیں۔ باقی دل میں پڑھنی چاہئیں...................(ایضاً جلد ۳..... ص ۱۳۸)

غور فرمایئے۔ مولوی عبدالکریم کا تمام نمازوں میں (بالخصوص جہری نمازوں میں) ہمیشہ قنوت پڑھنا۔ اور مرزا صاحب کا ہمیشہ انکی اقتداء میں نمازیں ادا کرنا، اور انہیں اس سے منع نہ کرنا انکی غیر مقلدیت کی دلیل نہیں تو کیا ہے؟...... پھر پیر سراج الحق نعمانی کا نماز کے اندر مرزا قادیانی کی فارسی نظم کا بالجبر پڑھنا۔ مرزا صاحب کا ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا اور انہیں منع نہ کرنا ان کی غیر مقلدیت کا ثبوت نہیں تو کیا ہے؟...... اس کے علاوہ مرزا بشیر احمد کا نماز کے اندر مسنون دعاؤں کے بالجبر پڑھنے کو معروف مسئلہ قرار دینا بھی مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کا واضح ثبوت ہے۔

﴿دلیل نمبر 30﴾

حکم حرمت رضاعت

مقلدین احناف کے نزدیک حرمتِ رضاعت کیلئے مقدار شیر کے بارہ میں مسلک ونظریہ یہ ہے کہ مدتِ رضاعت کے اندر بچہ اگر کسی عورت سے ایک گھونٹ یا چند قطرے بھی دودھ پی لے تو حرمتِ رضاعت ظاہر ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ...... اصول الشاشی ص ۹...... اور تفسیرات احمدیہ وغیرہ...... کتب میں اسکی وضاحت وصراحت مذکور ہے۔ لیکن مرزا صاحب اس کے قائل نظر نہیں آتے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۂ اوّل

(حکیم نور دین بھیروی) کے بڑے لڑکے میاں عبدالحئ مرحوم کا نکاح بہت چھوٹی عمر میں حضرت صاحب نے پیر منظور محمد صاحب کی چھوٹی لڑکی (حامدہ بیگم) کے ساتھ کرادیا تھا. بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں. اس پر علماء جماعت کی معرفت اس مسئلہ کی چھان بین ہوئی کہ رضاعت سے کس قدر دودھ پینا مراد ہے. اور کیا موجودہ صورت میں رضاعت ہوئی بھی ہے یا نہیں؟ آخر تحقیقات کرکے اور مسئلہ پر غور کرکے فیصلہ ہوا کہ واقعی یہ ہردو، رضاعی بہن بھائی ہیں. اور نکاح فسخ ہوگیا. خاکسار (مرزا بشیر احمد) عرض کرتا ہے کہ جہاں تک مجھے یاد ہے اس وقت حضرت صاحب اس طرف مائل تھے کہ اگر معمولی طور پر کسی وقت تھوڑا دودھ پی لیا ہے تو ایسی رضاعت نہیں جو باعث حرمت ہو۔ اور حضور کا میلان تھا کہ نکاح قائم رہ جائے. مگر حضرت خلیفہ اوّل کو فقہی احتیاط کی بناء پر انقباض تھا. اس لئے حضرت صاحب نے فسخ کی اجازت دیدی.........................

........................(سیرت المہدی جلد ۳........ص ۶۳.....۶۴)

گویا مرزا صاحب تھوڑا سا دودھ پی لینے سے حرمتِ رضاعت کے قائل نہ تھے. خواہ مستقل نظریہ کی وجہ سے یا وقتی طور پر نکاح قائم رکھنے کی وجہ سے دونوں صورتوں میں انکی غیر مقلدیت ظاہر و ثابت ہوجاتی ہے.

دلیل نمبر 31

گولی کا شکار حلال

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے درمیان یہ مسئلہ بھی اختلافی نوعیت کا ہے کہ گولی کا شکار حلال ہے یا حرام؟ فقہاء احناف کا مذہب و نظریہ اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر بسم اللہ اکبر پڑھ کر تیر جانور پر پھینکا گیا. اور اسکے لگنے سے وہ جانور ذبح کرنے سے پہلے مرگیا تو وہ حلال ہے. کیونکہ تیر کاٹ پیدا کرتا ہے. لہذا اسکی کاٹ ذبح کے مترادف ہوگی. اس کے برعکس اگر بندوق کی گولی یا غلیل کا پتھر بسم اللہ پڑھ کر جانور پر پھینکے جائیں تو ان کے لگنے سے بلا ذبح مرجانے والا جانور حرام ہوگا، حلال نہ ہوگا. کیونکہ یہ دونوں کاٹ پیدا نہیں کرتے. بلکہ گولی بارود کے اثر سے اور پتھر پریشر کے اثر سے زخم کرتا ہے جو ذبح کے حکم میں نہیں آئے۔ جبکہ غیر مقلدین

کا مسلک و نظریہ یہ ہے کہ گولی کے ذریعہ بھی جو جانور بلا ذبح مرجائے وہ حلال ہے. جیسا کہ مولانا ثناءاللہ امرتسری مرحوم نے...... فتاوٰی ثنائیہ جلد ۲.... ص ۱۳۲ میں..... اور نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے....... بدور الاہلہ ص ۳۳۵ میں....... اسکی صراحت کی ہے. دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا قادیانی بھی اسی کے قائل تھے. چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ غلیل سے جو پرندے مارے جاتے ہیں انکی بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ تکبیر پڑھ کر مار لیا کرو. اور فرماتے تھے کہ غلیل اور بندوق کا حکم تیر کی طرح ہے۔ یعنی اگر جانور ذبح سے پہلے ہی مرجائے تو وہ حلال ہے........................ (سیرت المہدی، جلد ۳..... ص ۹۷)

مرزا صاحب کا یہ فتوٰی بھی انکی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے۔

دلیل نمبر 32

نماز میں تنہا بیوی مقتدی

فقہاء احناف کے نزدیک مرد کا صرف عورتوں کی امامت کرنا (جسمیں ایک مرد بھی شامل نہ ہو) درست نہیں. اور نہ ہی عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھنا جائز ہے. جیسا کہ فقہ حنفی کی مستند کتب...... ہدایہ جلد ۱ ص ۷۹ ...... شرح نقایہ جلد ۱ ص ۸۹ ...... شرح وقایہ جلد ۱ ص ۱۵۴ ...... اور اعلاءُالسنن وغیرہ...... میں اسکی صراحت ہے. اگرچہ وہ عورت محرم ہی کیوں نہ ہو. لیکن اس مسئلہ میں بھی مرزا قادیانی کا عمل فقہ حنفی کے سراسر خلاف تھا. چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت ام المومنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے. ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے. میں نے حضرت ام المومنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔ مگر ساتھ یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ

سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آجاتا ہے۔اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو............... (سیرت المہدی، جلد۳....ص ۱۳۱)

مرزا صاحب کا باجماعت نماز میں بیوی کو اپنے برابر کھڑا کرنے کا یہ عذر کس حد تک معقول اور درست ہے؟ ہمیں اس پر بحث نہیں لیکن مرزا صاحب کا یہ عمل بہر حال فقہ حنفی کے خلاف ہے. کھڑا ہونے کی صورت میں تو چکر آنے کا اندیشہ تھا لیکن بیٹھ کر نماز پڑھانے کی صورت میں بھی مرزا صاحب بیوی کو پہلو میں ہی رکھتے تھے. جیسا کہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ اس مسجد (مبارک) کی تعمیر کے بعد حضرت اقدس علی العموم نمازیں اسی میں باجماعت پڑھا کرتے تھے. اوائل میں آپ ہی اذان دیتے تھے، آپ ہی امامت کرادیا کرتے تھے. مگر عموماً آپ کسی دوسرے کو امام مقرر کر دیا کرتے تھے. بالخصوص مسیح موعود کے دعوے کے بعد بجز ایک دو مرتبہ کے (وہ بھی قادیان کے باہر) کبھی نماز نہیں پڑھائی. البتہ مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد آخر عمر میں شام کو آپ کو اس قدر ضعف ہو جاتا تھا کہ باہر مسجد میں تشریف نہ لا سکتے تھے تو زنانہ میں ہی آپ بیٹھ کر امامت کرادیا کرتے تھے۔ پیچھے گھر کی یا مہمان مستورات کھڑی ہو جایا کرتی تھیں۔ حضرت بیوی صاحبہ آپ کے دائیں طرف ہوتی تھیں............... (مجدد اعظم جلد ۱......ص ۱۳۵)

مسجد میں مردوں کو نماز نہ پڑھانے اور زنانہ میں عورتوں کی امامت کرنے میں نبوت جدیدہ کے پیش نظر کیا حکمت کارفرما تھی، اس کی وضاحت تو قادیانی حضرات ہی کر سکتے ہیں. لیکن مرزا صاحب کے مذکورہ فعل سے انکی غیر مقلدیت بہر حال پوری طرح ظاہر ہے۔

﴿دلیل نمبر 33﴾

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر بداخلاقی کی تہمت

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے درمیان ایک اختلاف ازواج مطہرات یعنی امہات المومنین رضوان اللہ علیھن کی شان وعظمت کے بارہ میں ہے. فقہاء احناف ان کی توہین وتنقیص کو کھلی گمراہی قرار دیتے ہیں. جبکہ بعض غیر مقلدین حضرات اسمیں احتیاط نہیں برتتے. چنانچہ

مشہور غیر مقلد مفکر سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ

☆ (حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کچھ جری ہوگئی تھیں۔ اور حضورؐ سے زبان درازی کرنے لگی تھیں.........

.........(ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور جلد ۱۵، شمارہ دسمبر ۱۹۶۷ء)

ازواج مطہراتؓ پر زبان درازی کی تہمت (العیاذ باللہ تعالیٰ) نری گمراہی اور غیر مقلدانہ طرز فکر کا نتیجہ ہے. غالباً مودودی صاحب نے یہ طرز فکر اور نظریہ اپنے دوسرے غیر مقلد بھائی مرزا قادیانی سے حاصل کیا ہے. چنانچہ مرزا صاحب میر محمد اسماعیل کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ

☆ ماسوا اس کے شریعت اسلامی میں حکم ہے کہ عورتوں کی عزت کرو۔ اور انکی بداخلاقی پر صبر کرو۔ اور جب تک ایک عورت پاک دامن اور خاوند کی اطاعت کرنے والی ہو تب تک اس کے حالات میں بہت نکتہ چینی نہ کرو. کیونکہ عورتیں پیدائش میں مردوں کی نسبت کمزور ہیں۔ یہی طریق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا. آنحضرت ﷺ اپنی بیویوں کی بداخلاقی برداشت کرتے تھے.........(سیرت المہدی جلد ۳......ص ۲۲۴)

ازواج مطہرات یعنی امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کو (العیاذ باللہ تعالیٰ) بداخلاق قرار دینا مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے۔

﴿دلیل نمبر 34﴾

آیت پردہ صرف ازواج مطہراتؓ کیلئے

مقلدین احناف اور غیر مقلدین کے درمیان ایک اختلاف آیت پردہ کے بارہ میں بھی ہے. فقہاء احناف کے نزدیک آیت پردہ میں پردہ کا حکم شرعی تمام مسلمان عورتوں کے لئے ہے. اور انہیں بلا ضرورتِ شدیدہ گھر سے نکلنے سے منع کیا گیا ہے. جبکہ غیر مقلدین حضرات اسکے برعکس نظریہ رکھتے ہیں. چنانچہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ آیت پردہ عام نہیں. بلکہ صرف ازواج مطہرات کے لئے خاص ہے.........

.........(البیان المرصوص ص ۱۶۸)

حالانکہ قرآن پاک میں یا ایھا النبی قل لا زواجک و بناتک و نساء المؤمنین کے الفاظ میں...... ازواج رسولؐ ...... بنات پیغمبرؐ ...... اور نساء المؤمنین ...... سب کو مخاطب کر کے پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی اس بارہ میں یہی عقیدہ و نظریہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ ایک لیکچر میں فرمایا کہ یہ پردہ جو گھروں میں بند ہو کر بیٹھنے والا ہے۔ جس کے لئے قرن فی بیوتکن کے الفاظ آئے۔ یہ امہات المؤمنین کے لئے خاص تھا۔ دوسری مؤمنات کیلئے ایسا پردہ نہیں ہے۔ بلکہ ان کیلئے صرف اخفاء زینت والا پردہ ہے......
......(سیرت المہدی جلد۳ ......ص ۳۵۱)

مرزا صاحب کا یہ تصور و نظریہ بھی انکی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے ہاں ان کے مذہبی اجتماعات عورتوں اور مردوں پر مشتمل مخلوط ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر 35

جمعہ سے پہلے کی سنتیں تحیۃ المسجد

فقہاء احناف کے نزدیک جمعہ سے پہلے کی چار رکعتیں سنتِ مؤکدہ ہیں۔ جیسا کہ فقہ حنفی کی مستند و معتمد کتب میں ..... طحاوی شریف جلد ا ص ۱۹۸ ...... ترمذی شریف جلد ا ص ۱۰۱ ..... مصنف عبد الرزاق جلد ۳ ص ۲۸۷ ...... کنز العمال جلد ۷ ص ۵۳۲ ...... اور مجمع الزوائد جلد ا ص ۳۶۸ ...... وغیرہ کتب حدیث کے حوالہ سے اس مسئلہ کی صراحت موجود ہے۔ لیکن مرزا صاحب ان سنتوں کو تحیۃ المسجد قرار دیکر انکی تعداد چار کی بجائے دو تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جمعہ کی پہلی سنتوں کے متعلق ایک دفعہ فرمایا کہ یہ تحیۃ المسجد ہے اس لئے آپ دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد۳ ......ص ۲۸۷)

اس مذکورہ فکر وعمل کے اعتبار سے بھی مرزا صاحب کی غیر مقلدیت واضح ہے۔

﴿دلیل نمبر 36﴾

تکیہ اور لحاف پر تیمّم

مقلدین احناف کے نزدیک تیمم صرف اسی چیز سے درست ہے جو جنسِ زمین سے تعلق رکھتی ہو..... جیسے مٹی، ریت، چونا، سیمنٹ وغیرہ...... جو چیزیں جنسِ زمین سے تعلق نہیں رکھتیں ان پر تیمم بھی ہرگز درست نہیں۔ جیسا کہ فقہ حنفی کی مستند کتاب..... ہدایہ جلد ا ص ۲۶ ...... شرح نقایہ جلد ا ص ۲۶ .... کبیری ص ۷۶ ...... اور اعلاء السنن وغیرہ ...... میں مذکور ہے. لیکن مرزا صاحب اپنے تکیہ اور لحاف پر ہی تیمم کرلیا کرتے تھے. حالانکہ مرزا صاحب جیسے رئیس قادیان سے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ وہ خاک آلود تکیہ اور غبار آلود لحاف استعمال کرتے ہوں گے. چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اگر تیمم کرنا ہوتا تو بسا اوقات تکیہ یا لحاف پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کرلیا کرتے تھے .... (سیرت المھدی جلد ۳ ص ..... ۲۵۹)

یہ عمل بھی مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کا بیّن ثبوت ہے۔

﴿دلیل نمبر 37﴾

تسبیح پھیرنا بدعت ہے

مقلدین احناف وظائف و اوراد کیلیے ہاتھ کی انگلیوں اور تسبیح کا استعمال رکھتے ہیں. تا کہ وظائف و اوراد کی مطلوبہ تعداد بہتر طریقے سے پوری کی جاسکے. لیکن غیر مقلدین حضرات تسبیح کو برملا طور پر بدعت قرار دیتے ہیں. دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی یہی نظریہ رکھتے تھے. چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا

اعتکاف نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی. تسبیح نہیں رکھی .... (سیرت المہدی جلد ۳.....ص ۱۱۹)

مرزا صاحب نے کبھی تسبیح کیوں نہیں رکھی؟ اسکی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ تسبیح رکھنے اور استعمال کرنے کا تو اسلام میں کوئی حکم نہیں. کیونکہ تسبیح سے آپ کی مراد مالا ہے. جس کے دانوں پر کچھ پڑھا جائے. اور اسکی تعداد گنی جائے. نہ رسول اللہ صلعم نے کوئی ایسی مالا پھیری نہ رکھی، اور نہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کبھی مالا پھیری. یہ بدعت ہے. البتہ اسلام میں تسبیح کرنے کا حکم ہے........... (بشارت احمدیہ جلد ۱....ص ۲۰۸)

دوسرے مقام پر اسکی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

☆ اور اگر تسبیح واستغفار اور درود شریف کسی تعداد ہی میں پڑھنی ہو تو باسانی انگلیوں پر پڑھی جا سکتی ہے. کسی مالا کو ساتھ لئے پھرنے کی ضرورت نہیں. جو نہ صرف بدعت ہے بلکہ ریاکاری کا موجب ہو جاتی ہے........................... (ایضاً ص......۲۱۱)

مرزا صاحب کا بدعت سمجھ کر تسبیح اختیار نہ کرنا، اور ان کے حواریوں کا مالا کہہ کر تسبیح کا مذاق اڑانا انکی غیر مقلدیت کی کھلی دلیل ہے. یاد رہے کہ مالا کا لفظ عام ہار کے علاوہ موتیوں کے اس ہار کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جو ہندو جوگی اپنے وظائف کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

﴿دلیل نمبر 38﴾

صوفیاء کرام کے وظائف سے نفرت

مرزا صاحب کو صرف تسبیح سے نہیں بلکہ صوفیاء کرام کے وظائف سے بھی نفرت تھی. اسی طرح کہ جس طرح عام غیر مقلدین ان وظائف سے نفرت کرتے ہیں. چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ جب خاکسار مؤلف نے بیعت کی تو عرض کیا کہ تزکیہ نفس کے لئے کوئی وظیفہ بتایا جائے. فرمانے لگے یہی نماز سمجھ سمجھ کر اور سنوار سنوار کر پڑھو. اور تہجد پڑھو کہ یہی سنتِ رسولؐ ہے. موجودہ پیروں فقیروں نے جو بہت سے اوراد و وظائف بنا رکھے ہیں ان سے آپ قطعاً مجتنب تھے. فرمایا کرتے تھے کہ عبادت کے معاملہ میں تو انہوں نے ایک نئی شریعت بنائی ہوئی ہے........... (مجدد اعظم جلد ۲........ص ۱۳۶۵)

اس میں کوئی شک نہیں کہ تزکیہ نفس کیلئے نماز اور قرآن پاک سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں. لیکن صوفیاء کرامؒ کے وظائف و اوراد کو نئی شریعت قرار دینا مرزا صاحب کا خالص غیر مقلدانہ نظریہ ہے. جبکہ ان وظائف و اوراد میں سے اکثر و بیشتر وہی ہیں جو قرآن و سنت سے ثابت شدہ ہیں. البتہ ان کا اعداد و شمار صوفیاء کرامؒ کا متعین کردہ ہے. جو صرف عوامی ضرورت و سہولت کیلئے ہے۔

﴿دلیل نمبر 39﴾

حدیث رجل من ابناءِ فارس کا مصداق کون

تمام مقلدین ائمہ اربعہ تقریباً اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے جو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ایمان اگر ثریا ستارہ تک بھی پہنچ جائے اور عرب اس کو نہ پاسکیں تو ایک فارسی النسل آدمی اسکو ضرور پالے گا. (بخاری و مسلم وغیرہ)..... اس کا اوّلین اور سب سے بڑا مصداق امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ہیں. لیکن بعض متعصب و متشدد غیر مقلدین اس سے انکار کرتے ہیں. دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی اس سے انکاری ہیں. اور اس کا مصداق اپنی ذات کو قرار دیتے ہیں. چنانچہ لکھتے ہیں کہ

☆ پھر دوسرا الہام میری نسبت یہ ہے لو کان الا یمان معلقاً بالثریا لنا له رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جا کر اسکو لے لیتا................ (کتاب البریہ........ص ۱۴۴ حاشیہ)

مرزا صاحب کے اس الہام کی وضاحت و تشریح میں ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ یہ جو حضرت مرزا صاحب نے اپنا الہام لو کان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس پیش کیا ہے. یہ دراصل حدیث نبوی ﷺ کا ایک ٹکڑا ہے جو بطور الہام آپ پر نازل ہوا.........پس جناب الہی کی طرف سے اس حدیث کو بطور الہام نازل فرما کر آپ کو توجہ دلائی گئی کہ آپ ہی وہ کامل الایمان فارسی الاصل مرد ہیں۔ جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی اور دہریت کے زمانہ میں بذریعہ دلائل بینہ و حجج نیرہ اور نشانات سماوی آپ ہی کے ذریعہ ثریا سے ایمان واپس لانا

مقدر تھا... (مجدد اعظم جلد ا.......ص ۹)

مرزا صاحب فارسی النسل تھے یا نہیں؟ انہیں مذکورہ حدیث مبارکہ کا الہام ہوا یا نہیں؟ ہم اس بارہ میں بلا ریب ان کے مکر.....و.....خدع اور انکی کذب بیانی پر پورا ایمان ویقین رکھتے ہوئے اس پر بحث فضول سمجھتے ہیں۔ البتہ ان کے اس طرز استدلال سے انکی غیر مقلدیت پوری طرح آشکارا ہے۔

﴿دلیل نمبر 40﴾

جوتا پہن کر نماز درست

نقہاء احناف کے نزدیک جوتا پہن کر نماز پڑھنا بغیر ضرورت شدیدہ (مثلاً جہاد وغیرہ) کے درست نہیں جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک وہ مسنون ہے۔ اور مرزا صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ چنانچہ

☆ ذکر ہوا کہ امیر کابل اجمیر کی خانقاہ میں بوٹ پہنے ہوئے چلا گیا تھا۔ اور ہر جگہ بوٹ پہنے ہوئے نماز پڑھی۔ اور اس بات کو خانقاہ کے کارندوں نے برا منایا حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا کہ اس معاملہ میں امیر حق پر تھا۔ جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے.. (فتاوی احمدیہ جلد ا.....ص ۹۷۔۹۸)

مرزا صاحب کا یہ فتوی خالص غیر مقلدانہ ہے۔ کیونکہ عام حالات میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی اجازت دینا درست نہیں ہے۔ خواہ وہ حکمران وقت ہی کیوں نہ ہو۔

﴿دلیل نمبر 41﴾

غائبانہ نماز جنازہ

مقلدین احناف غائبانہ نماز جنازہ کے قائل نہیں ہیں۔ جبکہ غیر مقلدین حضرات نے اسے اپنی شہرت کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ باقاعدہ انکی طرف سے غائبانہ نماز جنازہ کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں مرزا صاحب بھی اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو جنازہ میں شامل نہ ہو سکیں وہ اپنے طور سے دعا کریں۔ یا جنازہ غائب پڑھ دیں۔ (فتاوی احمدیہ جلد ا.....ص ۳۵۰)

غائبانہ نماز جنازہ کی اجازت مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی بڑی واضح دلیل ہے۔اب آخر میں مرزا بشیر احمد کے اس جملہ کو ایک بار پھر دیکھ لیجئے کہ

☆ حالانکہ اگر عقائد و تعامل کے لحاظ سے دیکھیں تو آپ (یعنی مرزا صاحب) کا طریق حنفیوں کی نسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا جلتا تھا............(سیرت المہدی جلد۲....ص۴۸)

کیا مرزا صاحب کے مذکورہ تعامل دیکھنے کے بعد مرزا بشیر احمد کے قول کی سچائی اور مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے؟

بچھڑ کر کارواں سے خضر کی منت بجا لیکن
جو نکلے خضر بھی گم کردہ منزل تو کیا ہوگا

فصل سوم

مرزا قادیانی کا فقہی مذہب

اپنے .... کفریہ .... دعاوی کے آئینہ میں

بھلا دیا غمِ روزگار نے جس کو
وہ داستاں پھر مجھے یاد آئی جاتی ہے

﴿مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت﴾

کفریہ دعاوی..........کے آئینہ میں

خاندانی پس منظر اور افکار و اعمال کے آئینہ میں مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اب ہم مرزا قادیانی کی طرف سے مختلف اوقات میں ظہور پذیر ہونے والے انکے الہامی (یعنی تبخیری) دعاوی کی روشنی میں انکی غیر مقلدیت کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔

یوں تو مرزا صاحب نے اپنی کتاب کے اندر بیسیوں دعوے کئے ہیں. اور ہر دعوی اپنے مقام پر انکی غیر مقلدیت کی مستقل دلیل ہے۔ مثلاً

کبھی وہ دعوی کرتے ہیں میں بیت اللہ ہوں (اربعین ....ص ۴)..........کبھی دعوی کرتے ہیں میں مجدد ہوں (ازالہ اوہام ....ص ۱۵۴)..........کبھی دعوی کرتے ہیں میں مہدی ہوں (تذکرہ...ص ۲۵۷)......کبھی دعوی کرتے ہیں میں ملہم من اللہ ہوں (تریاق القلوب.....ص ۱۵۵)......کبھی دعوی کرتے ہیں میں محدث ہوں (توضیح المرام ....ص ۹)......کبھی دعوی کرتے ہیں میں امام زمان ہوں (حقیقۃ الوحی .....ص ۷۹)......کبھی دعوی کرتے ہیں میں خلیفۃ اللہ ہوں (کتاب البریہ.....ص ۷۶)......کبھی دعوی کرتے ہیں میں مریم ہوں (کشتی نوح....ص ۴۶)

لیکن ہم ان کے صرف چند بنیادی دعاوی پر انکی غیر مقلدیت کی بنیاد قائم کریں گے۔

﴿دلیل نمبر 42﴾

ماموری من اللہ ہونے کا دعوی

مرزا صاحب مامور من اللہ ہونے کے مدعی تھے. (روحانی خزائن جلد ۱۳....ص ۲۰۳) اور انکے اس دعوی کو انکی تحریک قادیانیت کے دونوں گروہ (قادیانی و لاہوری) قبول کرتے ہیں. اور جو خود (بزعم خویش) مامور من اللہ ہو وہ کسی فقیہ و مجتہد کا مقلد کیسے ہو سکتا ہے؟

دلیل نمبر 43

مسیح بن مریم ہونے کا دعویٰ

مرزا صاحب (بقلم خود) مسیح بن مریم ہونے کے بھی مدعی تھے. (تذکرہ ص ۱۷۲... تبلیغ رسالت جلد ا ص ۱۵۹) انکا دعویٰ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (العیاذ باللہ تعالیٰ) وفات پا چکے ہیں. اور انکی قبر سری نگر میں ہے. قرب قیامت میں آسمان سے انکے نزول اور چالیس سالہ خلافت کی روایات من گھڑت ہیں. البتہ احادیث میں جس مسیح کی آمد کا تذکرہ ہے وہ میں ہوں. مرزا صاحب کے اس دعویٰ کو بھی تحریک احمدیت کے دونوں گروہ قبول کرتے ہیں. اور ظاہر بات ہیں جو مسیح بن مریم ہونے کا مدعی ہو. وہ کسی کا مقلد کیسے ہو سکتا ہے؟

ایک غلط فہمی کا ازالہ!

غیر مقلدین حضرات عام طور پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احناف کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کریں گے۔ حالانکہ یہ اعتراض بے بنیاد ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر ان مسائل میں جو قرآن وسنت میں موجود نہیں ہوں گے خود اجتہاد کریں گے البتہ ان کا اجتہاد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کے موافق ہوگا۔ کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصول اجتہاد اور طرز اجتہاد میں جو احتیاط پائی جاتی ہے اور جس کثرت کے ساتھ امت نے اسے قبول کیا ہے یہ شرف کسی اور مجتہد اور اس کی فقہ کو حاصل نہیں ہو سکا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد قرار نہیں دے رہے بلکہ ان کے اجتہاد کو امام ابو حنیفہؒ کے اجتہاد کے موافق قرار دے رہے ہیں۔ اور ہر عقل مند آدمی تقلید اور موافقت کے فرق کو اچھی طرح جانتا ہے اس پر تفصیلی بحث ہم انشاءاللہ العزیز اپنی زیر ترتیب کتاب "منکرین تقلید اپنے اعتراضات کے آئینہ میں" کریں گے۔

﴿دلیل نمبر 44﴾

نبوّت ورسالت کا دعوٰی

مرزا صاحب (بقلم خود) نبوت ورسالت کے بھی مدعی تھے. (تذکرہ....اربعین....دافع البلاء ....ضمیمہ تحفہ گولڑویہ....ایک غلطی کا ازالہ وغیرہ) ان کے اس دعوے نے بہت سے تدریجی مراحل طے کئے. کبھی ظلی اور بروزی کا چکر چلایا, کبھی اپنی نبوّت کو غیر تشریعی الفاظ کا لباس پہنایا۔ اور کبھی تشریعی نبوّت کے روپ میں ظاہر ہوئے. اور متعدد احکامات شرعیہ (جہاد وغیرہ) کو منسوخ بھی کردیا. ان کے اس دعوٰی کو تحریک قادیانیت کا ایک گروہ (قادیانی) قبول کرتا ہے. جبکہ دوسرا گروہ (لاہوری) اسکی تاویل کرکے اس سے انکاری ہے. اب جو شخص خود مدعی نبوّت ہو وہ کسی امام ومجتہد کی تقلید کیونکر روا رکھ سکتا ہے؟

﴿دلیل نمبر 45﴾

مرزا ناصر احمد کو پروفیسر غازی احمد کا جواب

اس موقع پر ملک کے نامور نومسلم .... پروفیسر غازی احمد مدظلہ کا قادیانیوں کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر احمد کے ایک دعوٰی پر جواب نقل کردینا ہم ضروری ومناسب خیال کرتے ہیں. پروفیسر صاحب نے اسلام قبول کرنے کے بعد حقیقی اسلام کی پہچان کیلئے مسلمان کہلانے والے مختلف مکاتب فکر اور مذہبی طبقات کے راہنماؤں سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا تو اس سلسلہ میں وہ قادیانیوں کے مرکز ربوہ (موجودہ چناب نگر) بھی گئے. جہاں انہوں نے قادیانیوں کے تیسرے خلیفہ (مرزا قادیانی کے پوتے اور مرزا بشیر الدین محمود کے بیٹے) مرزا ناصر احمد سے بھی ملاقات کی. دورانِ ملاقات مرزا ناصر احمد نے دعوٰی کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی حنفی تھے تو اسکے جواب میں پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ

☆ میں نے (مرزا ناصر احمد سے) عرض کیا کہ مرزا صاحب تو آپکے خیال میں منصب نبوّت پر سرفراز تھے. کیا یہ امر منصب نبوّت کے شایان شان ہے کہ ایک نبی ایک اُمتی کے فقہی

مسلک کا مقلد ہو؟ کیا یہ منصب نبوت کی توہین نہیں؟ ناصر صاحب نے فرمایا، اس سوال کا جواب کسی دوسری مجلس میں دوں گا.............(من الظمات الی النور.....ص ۹۳)

مرزا ناصر احمد نے پروفیسر صاحب کے اشکال واعتراض کا پھر کوئی جواب نہیں دیا. جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا ناصر احمد کا یہ دعوی بلا دلیل اور پروفیسر صاحب کا اعتراض لاجواب تھا. اور یہ دونوں چیزیں مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کو بہت حد تک واضح و آشکارا کر رہی ہیں۔

﴿دلیل نمبر 46﴾

الوہیت کا دعوٰی

مرزا صاحب کے تبخیری وتخریبی دعوؤں نے صرف نبوت ورسالت تک ترقی نہیں کی، بلکہ وہ اپنی فرضی وہوائی دنیا میں الوہیت وخدائی کے منصب تک بھی پہنچے. اور انہوں نے العیاذ باللہ تعالٰی خدا ہونے کا دعوٰی بھی کر دیا. (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴.... حقیقۃ الوحی ص ۸۶) ظاہر بات ہے کہ خدائی کا دعویدار کسی مجتہد کا مقلد کیسے ہو سکتا ہے؟ بالخصوص ایسے دور میں کہ جسمیں اردو عبارت پڑھنے کی معمولی اہلیت رکھنے والا بھی کسی فقیہ کی تقلید کو اپنی توہین سمجھتا ہو۔

﴿دلیل نمبر 47﴾

کرشن مہاراج ہونے کا دعوٰی

مرزا صاحب نے ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اپنے دعوؤں کا رخ بدلا. اور کرشن مہاراج ہونے کا دعوٰی کر دیا. (تتمہ حقیقۃ الوحی ...ص ۸۶) اب جو شخص ہندوؤں کا کرشن مہاراج ہو وہ مسلمانوں کے کسی فقیہ ومجتہد کا مقلد کیسے ہو سکتا ہے؟ البتہ مرزا صاحب کے اس دعوٰی سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا مذہب صرف خوشنودی حاصل کرنا تھا. اپنے اسی مذہب کے تحت اگر انہوں نے کسی مقام پر حنفی ہونے کا دعوٰی کیا ہے تو وہ صرف انکے خوشنودی مذہب کی پیداوار ہے۔

﴿دلیل نمبر 48﴾

مرزا قادیانی کے دعاوی تقلیدی یا اجتہادی

یقیناً غیر مقلدین حضرات مرزا صاحب کے ان دعاوی سے انکار نہیں کر سکتے۔ اب ان سے ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ اس بات کی وضاحت کریں کہ مرزا قادیانی کے یہ دعاوی تقلیدی ہیں یا اجتہادی؟ اگر تقلیدی ہیں تو غیر مقلدین حضرات وضاحت کریں کہ انہوں نے ائمہ اربعہؒ میں سے کس امام کی تقلید میں یہ دعاوی اختیار کئے ہیں؟ اور فقہ کی جس کتاب سے یہ گمراہ کن دعاوی لئے گئے ہیں اسکا حوالہ بقید ثبوت دیں۔ اور اگر غیر مقلدین ائمہ اربعہؒ کے مذاہب میں سے فقہ کی کسی کتاب سے ان دعوؤں کا ثبوت فراہم نہ کر سکیں (اور انشاء اللہ العزیز تا قیامت نہ کر سکیں گے) تو پھر تسلیم کرنا ہوگا کہ مرزا صاحب کے یہ دعاوی اجتہادی اور غیر مقلدانہ ہیں۔ جن سے انکی غیر مقلدیت واضح ہے۔

﴿دلیل نمبر 49﴾

مرزا قادیانی حنفی یا کافر؟

مرزا صاحب کے مذکورہ دعاوی سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے دعوؤں کی روشنی میں بلا شک وشبہ کافر و مرتد ہیں۔ جبکہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ گروہ احناف ایک خالص اسلامی فرقہ ہے۔ جو مکمل طور پر دائرہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر کہ جب مرزا قادیانی کا کفر وارتداد بالاتفاق مسلّم ہے تو غیر مقلدین سے ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو حنفی قرار دیکر اسے دیگر علمائے احناف کیطرح مسلمان تسلیم کرانا چاہتے ہیں؟ یا مرزا قادیانی کی مزعومہ حنفیت کی آڑ میں تیرہ سو سالہ علماء احناف کو کافر و مرتد ظاہر کرنا چاہتے ہیں؟ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی اور اس کی امتِ کافرہ کیساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اسے حنفیت کی آڑ میں مسلمان تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جب کسی آدمی کے بارہ میں یہ یقین ہو جائے کہ وہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید کرنے والا ہے، تو سب سے پہلا تصور اس کے بارہ میں

مسلمان اور اہلسنت والجماعت ہونے کا پیدا ہوتا ہے. اب اس کی وضاحت تو غیر مقلدین ہی کر سکتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کو حنفی قرار دے کر کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

ایک غلط فہمی کا ازالہ!

یہاں ہم پر ایک اعتراض وارد کیا سکتا ہے. وہ یہ کہ جب ہم مرزا قادیانی کو غیر مقلد قرار دیتے ہیں تو اس سے بھی یہی مطلب نکلتا ہے کہ اسے مسلمان تسلیم کیا جا رہا ہے. کیونکہ غیر مقلد پر بھی فتویٰ کفر جاری نہیں کیا گیا. مگر اس کے جواب میں ہمارا موقف بالکل واضح و بے غبار ہے. کیونکہ مقلد و غیر مقلد کا فرق ہم مقدمہ میں بیان کر چکے ہیں. ہر ذی شعور و ہوشمند اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہے کہ مقلد فکری و اعتقادی اور علمی و نظریاتی طور پر اپنے امام کی تقلید و اتباع کرنے کی وجہ سے حلقۂ اہل سنت اور دائرہ اسلام میں رہتا ہے. کافر و مبتدع نہیں ہو سکتا. قطع نظر اس سے کہ وہ.... مقلد حنفی ہو یا شافعی.... مالکی ہو یا حنبلی.... کیونکہ ان چاروں ائمہ کے فقہی مذاہب کے بارہ میں تیرہ سو سالہ امت کا اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ ان سے اختلاف کی گنجائش کے باوجود ان کی تقلید سے کوئی شخص کافر و بدعتی قرار نہیں پاتا. یہی وجہ ہے کہ یہ چاروں مذاہب شدید ترین فقہی اختلافات کے باوجود صدیوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر چلتے رہے. اور کبھی بھی انہوں نے ایک دوسرے پر کفر و بدعت کے فتوے جاری نہیں کئے. بلکہ سب ایک دوسرے کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے رہے.

اس کے برعکس غیر مقلدین حضرات فکری و نظریاتی اور علمی و عملی اعتبار سے کسی مدوّن و مسلم فقہی مذہب کی پابندی اپنے لئے نہ صرف غیر ضروری خیال کرتے ہیں بلکہ اس پابندی کو توہین آمیز روّیہ کے ساتھ کفر و شرک تک قرار دینے سے گریز نہیں کرتے. اور پھر اس سے آگے غیر مقلدین دو قسموں میں تقسیم ہوتے ہیں. ایک وہ جو ائمہ اربعہؒ کے فقہی مذاہب کی توہین و تنقیص کئے بغیر انکی مسلمہ حیثیت کا اعتراف کرتے ہوئے فقہی مسائل میں صرف انکی تقلید شخصی کے تارک ہیں. جیسے.... امام داؤد ظاہری.... امام حافظ ابن حزم ظاہری..... قاضی محمد بن علی شوکانی.... نواب صدیق حسن خان بھوپالی.... مولانا سید میاں نذیر حسین دہلوی..... مولانا محمد عبداللہ غزنوی.....

مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی..... مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی ...... مولانا غلام رسول قلعہ میاں سنگھ..... مولانا محمد داؤد غزنوی ..... اور دیگر علماء غزنویہ...... رحمھم اللہ تعالیٰ وغیرھم ...... جملہ حضرات فقہ کی اہمیت اور مذاہب اربعہ کی حیثیت وواقعیت تسلیم کرتے ہوئے صرف انکی تقلید شخصی کے تارک ہیں لہذا ان کو کوئی بھی کافر و غیر مسلم قرار نہیں دیتا۔

دوسرے وہ غیر مقلد ہیں جو امام اعظم ابو حنیفہ" کی توہین وتنقیص کو اپنا فرض منصبی اور فقہ حنفی کو قرآن وسنت کے مخالف ومتصادم قرار دینے کو اپنا مقصد حیات سمجھتے ہیں. ان غیر مقلدین کے بدعتی وگمراہ ہونے میں کس حقیقت پسند کو شبہ ہوسکتا ہے؟..... پھر اس توہین وتنقیص کا منحوس اثر انہیں مطلق ترکِ تقلید کی آلودگیوں میں مبتلا کرتا ہے. یہاں تک کہ وہ عقائد ونظریات کے اعتبار سے بھی ائمہ مجتہدین ومحدثین کی اجماعی تحقیقات پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مسترد کر دیتے ہیں. جیسے ..... سر سید احمد خان کا نظریہ انکار معجزات ..... مرزا قادیانی کا نظریہ انکار ختم نبوت ..... مولوی عبداللہ چکڑالوی وغلام احمد پرویز کا نظریہ انکار حدیث وغیرہ..... لہذا ان ملحدانہ نظریات کی بناء پر ان کے الحاد و زندقہ سے کون اختلاف کرسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم نے اپنی معروف کتاب "تحریک آزادیٔ فکر" میں ان تمام مذکورہ حضرات کو ملحد تسلیم کرنے کے باوجود غیر مقلد قرار دیا ہے۔

بقول شاعر: جن کو دعویٰ ہے بیاباں کو سنوارا ہم نے
ان سے پوچھو کہ اجاڑے ہیں گلستاں کس نے؟

فصل چہارم

مرزا قادیانی کا فقہی مذہب

اکابرین...جماعت کے آئینہ میں

کس شوق کس تمنا کس درجہ سادگی سے
ہم آپ کی شکایت کرتے ہیں آپ ہی سے

﴿مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت﴾

اکابرین جماعت.........کے آئینہ میں

خاندانی پس منظر، افکار و اعمال اور کفریہ دعاوی کے آئینہ میں آپ مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت ملاحظہ فرما چکے ہیں اب آیئے قادیانی تحریک کے ان اکابرین کے مذہب و مسلک کی روشنی میں بھی مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کا جائزہ لے لیا جائے۔ جو مرزا صاحب کے مذہبی و تحریکی معاون و مددگار تھے اور انہی کے ذریعہ قادیانی تحریک نے برصغیر کے اندر نشو و نما پائی۔ یہ ایک فطری و بدیہی امر ہے کہ ہر شخص اپنے مذہبی افکار و خیالات کی اشاعت کے لئے معاونت کے طور پر صرف انہی اشخاص پر بھروسہ کرتا ہے جو اس کے ہم مذہب و ہم فکر ہوں اور۔۔۔اپنے بعد وہ اپنی تحریک کی باگ ڈور انہی افراد کے حوالہ کرتا ہے۔۔۔زندگی میں انہیں ہی اپنے قریب رکھتا ہے۔۔۔انہیں کو بڑی ذمہ داریاں سونپتا ہے۔۔۔اور انہیں کو دیگر لوگوں پر ترجیح دیتا ہے۔

اس مسلمہ اور فطری اصول کی روشنی میں اب ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریک قادیانیت کے سب سے زیادہ سرگرم، فعال، اور قابل اعتماد لوگ کون تھے؟ جن پر مرزا قادیانی کو بھی بھروسہ تھا، اور پھر وہ تحریک قادیانیت کی نشر و اشاعت میں بھی نمایاں و ممتاز رہے۔ قادیانی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تحریک قادیانیت کی پہلے اور دوسرے درجہ کی قیادت اکثر و بیشتر غیر مقلدین پر ہی مشتمل تھی۔ جیسا کہ آپ انشاء اللہ العزیز آئندہ سطور میں دلائل و براہین کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور یہ تاریخی حقیقت مرزا قادیانی کے غیر مقلد ہونے کی مستقل اور بین دلیل ہے۔ آیئے آپ بھی اسکی تفصیلات ملاحظہ فرمالیجے۔

﴿دلیل نمبر 50﴾

حکیم نور الدین بھیروی کی غیر مقلدیت

قادیانیت سے معمولی واقفیت رکھنے والے حضرات بھی جانتے ہیں کہ تحریک قادیانیت میں مرزا قادیانی

کے بعد جو نام سب سے نمایاں نظر آتا ہے، وہ حکیم نورالدین بھیروی کا ہے. یہ نام اس تحریک کے اندر اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ کچھ واقفانِ حال پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ یہ انکشاف کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو نبوت و مسیحیت کے منصب تک پہنچانے میں اصل کردار و کمال حکیم صاحب ہی کا ہے. لیکن قطع نظر اس سے کہ مرزا صاحب کو منصب نبوّت تک پہنچانے والا کون ہے؟ یہ بہر حال ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مرزا صاحب کیلئے نبوّت کی ابتدائی راہیں ہموار کرنے، اور اسکو مالی وسائل کا سہارا دیکر اس کی ترقی کے پلان و منصوبے تیار کرنے میں بنیادی کردار حکیم صاحب ہی کا ہے۔

قادیانی امت میں حکیم نوردین کی حیثیت!

قادیانی امت کی نظر میں بھی حکیم نوردین بھیروی کا ایک منفرد مقام تھا. وہ امتِ قادیانیہ کے ہاں کس اہمیت وحیثیت کے حامل تھے، اس کے بارہ میں مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مامور ہونے کے بعد اکثر دعا فرمایا کرتے تھے کہ اپنی جناب سے اس دینی خدمت کا بوجھ اٹھانے کے لئے کوئی شریک سفر پیدا فرما. چنانچہ آپ کو آنحضرت ﷺ کی طرح ایک فاروق کی بشارت دی گئی. یہ فاروق حضرت مولانا نوردین شاہی طبیب تھے۔

.... (جلد۲........ص۳۰)

اس مختصر عبارت سے حکیم صاحب کے بارہ میں قادیانی تحریک کے خیالات بآسانی محسوس کئے جاسکتے ہیں. گویا حکیم صاحب کو مرزا صاحب نے دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مانگا. اور یہ مرزا صاحب کی دعا کا ثمر ہیں. اور پھر مرزا صاحب کی وفات کے بعد قادیانی جماعت میں حکیم صاحب واحد وہ شخصیت ہیں جو غیر متنازعہ ہیں. ان پر پوری جماعت متفق اور متحد رہی. انکی وفات کے بعد قادیانی جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی. ایک ''قادیانی گروپ'' مرزا بشیر الدین محمود کی قیادت میں، اور دوسرا ''لاہوری گروپ'' مولوی محمد علی لاہوری کی قیادت میں۔

مرزا قادیانی کے نزدیک حکیم نوردین کی اہمیت!

مرزا قادیانی کے نزدیک بھی حکیم نوردین بھیروی ایک ممتاز مقام رکھتے تھے. مرزا صاحب کے ہاں حکیم

صاحب کی خصوصی اہمیت کا اندازہ ذیل کے اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ (مرزا صاحب کی طرف سے) بیعت کا اعلان تو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ہوا تھا مگر سب سے پہلے ۱۸۸۹ء کے ابتداء میں بمقام لدھیانہ آپ نے لوگوں سے بیعت لی. چونکہ آپ نے حضرت مولانا نورالدین مرحوم سے وعدہ کیا تھا کہ سب سے پہلے انکی بیعت لی جائے گی. اس لئے سب سے پہلے انکی بیعت لی............... (مجدد اعظم جلد ا.........ص ۲۱۷)

بیعت طریقت کی مخالفت کرنے والے مرزا قادیانی نے اپنی بیعت مجددیت (جو کہ نبوت کی ایک تمہید تھی) لینے کا جب فیصلہ کیا. تو سب سے پہلے اس بیعت کیلئے جس شخص کا انتخاب کیا گیا وہ حکیم نوردین بھیروی تھا حتیٰ کہ انکی وجہ سے کئی ماہ تک بیعت کا معاملہ مؤخر رکھا گیا. اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کا حکیم نوردین سے تعلق کیسا تھا؟

حکیم نوردین کا ترکِ حنفیت!

ہم مقدمہ میں پوری صراحت کے ساتھ باحوالہ یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ ہر گمراہی کی پہلی سیڑھی ترکِ تقلید ہے. اور ترکِ تقلید کے بغیر کسی گمراہی کا کوئی تصور ہی نہیں. حکیم نوردین بھیروی کے اندر بھی جب الحاد و زندقہ کا ذہنی و فکری طوفان اٹھا تو انہوں نے بھی پہلے تقلید کو ہی خیر باد کہا. اور گمراہی کی جملہ منازل طے کرنے کے لئے اوّلاً ترکِ تقلید کا ہی سہارا لیا. تاریخی حقائق و واقعات کی روشنی میں حکیم صاحب کی فکری زندگی چار مختلف ادوار پر مشتمل ہے۔

(پہلا دور)........ انکی فکری زندگی کا پہلا دور وہ ہے جب وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اندر زیر تعلیم و تربیت تھے. اس وقت وہ حنفی المذہب تھے. اور حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔

(دوسرا دور)........ انکی فکری زندگی کا دوسرا دور وہ ہے جب انہوں نے حنفیت ترک کی. اور ترکِ تقلید کا راستہ اختیار کیا. معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدیت کے جراثیم ان کے اندر شروع سے ہی پیدا ہو چکے تھے۔ جو مدینہ منورہ میں بھی ختم نہ ہو سکے۔

(تیسرا دور)...... انکی فکری زندگی کا تیسرا دور وہ ہے، جب وہ سر سید احمد خان کے نیچری افکار و خیالات سے متاثر ہو کر نیچری ہو گئے۔ اور اس کے اثرات ان میں تا حیات باقی رہے۔

(چوتھا دور)...... انکی فکری زندگی کا چوتھا دور وہ ہے، جب وہ مرزا قادیانی کی امت میں شامل ہو کر تحریک قادیانیت سے وابستہ ہوئے۔ اور تا دم آخر اس سے وابستہ رہے۔

چنانچہ حکیم صاحب کے انہی ذہنی تغیرات اور فکری قلابازیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا ابو القاسم محمد رفیق دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ (حکیم نور دین بھیروی) کچھ عرصہ مکہ معظمہ میں مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ مہاجر مکی کی خدمت میں اور مدینہ منورہ میں مولانا شاہ عبد الغنی صاحب نقشبندی مجددی رحمہ اللہ کے پاس رہے۔ لیکن ایسے ایسے اکابر کی صحبت اٹھانے کے باوجود طبیعت آزادی کی طرف مائل تھی۔ اس لئے حنفیت پر قائم نہ رہے۔ پہلے اہل حدیث بنے۔ لیکن اس سے بھی جلد سیر ہو گئے۔ ان دنوں ہندوستان کی فضا نیچریت کے ہنگاموں سے گونج رہی تھی۔ چاہا کہ اس گلشن آزادی کی بھی ذرا سیر کر دیکھیں۔ سر سید احمد خان کی کتابوں اور رسالوں کا مطالعہ شروع کیا۔ یہ مسلک پسند آ گیا اور اسی کی صف میں جلوہ گری شروع کر دی............ (رئیس قادیان جلد ا..... ص ۸۱)

معلوم ہوتا ہے حکیم صاحب کی طبیعت میں ایک فطری اضطراب تھا خود پسندی اور حب جاہ انکی طبیعت ثانیہ بن چکے تھے۔ اسی کے لئے وہ در بدر ٹھوکریں کھاتے رہے۔ اور بالآخر تحریک قادیانیت کے دامن میں انہیں وہ سب کچھ میسر آ گیا جسکی انہیں تلاش تھی لہذا وہ اسی سے وابستہ ہو کر رہ گئے۔

شاہ عبد الغنیؒ سے بیعت کے وقت حکیم صاحب کی ذہنی کیفیت!

ہم گذشتہ سطور میں عرض کر چکے ہیں کہ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران ہی حکیم نور دین بھیروی کے اندر غیر مقلدیت کے جراثیم پیدا ہو چکے تھے۔ اس کی ایک جھلک اس دوران حضرت شاہ عبد الغنی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے وقت حکیم صاحب کی ذہنی کیفیت کے حوالہ سے ملاحظہ فرمائیے۔ ڈاکٹر بشارت احمد حکیم صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

☆ جب میں حضرت اقدس مرزا صاحب کی بیعت کرنے لگا تو تنہائی میں عرض کیا کہ

میں مدینہ منورہ میں حضرت شاہ عبدالغنی صاحب سے علم دین پڑھا کرتا تھا. وہ بہت بڑے عالم اور صاحب کمال صوفی تھے. ہندوستان کے رہنے والے تھے. مگر ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہے تھے. نقشبندی خاندان میں بیعت لیا کرتے تھے. بہت لوگ انکی بیعت کیا کرتے تھے. میرا بھی کئی دفعہ انکی بیعت کرنے کو دل چاہا مگر دل رک جاتا رہا. یہی خیال آیا کہ بیعت کا فائدہ کیا ہے؟ ایک مرتبہ میں نے ان سے عرض کر ہی دیا کہ میں بھی بیعت کرنا چاہتا ہوں. انہیں کچھ تعجب سا ہوا. پھر انہوں نے ہاتھ آگے بڑھایا. میں نے بھی ہاتھ آگے بڑھایا مگر پھر میں رک گیا. میں نے کہا پہلے مجھے بتا دیجئے کہ بیعت کا فائدہ کیا ہوگا؟ فرمانے لگے کہ ''قال بہ حال مبدل گردد، شنید بہ دید مبدل گردد'' (یعنی یہ علم جو پڑھتے ہو بطور حال وارد ہو جائے گا. اور جو کچھ سنتے ہو آنکھوں سے دیکھ لوگے) میں نے عرض کیا کہ آپ میری بیعت لے لیں. فرمانے لگے ایک شرط کے ساتھ بیعت لیتا ہوں. اور وہ یہ ہے کہ میرے پاس کافی عرصہ ٹھہرو. میں نے اسے منظور کر لیا. اور بیعت ہوگئی۔ اور میں کافی عرصہ انکی خدمت میں ٹھہرا. اور جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا، وہ سب باتیں پوری ہوئیں۔

(مجدد اعظم جلد ۱......ص ۲۱۸)

مذکورہ اقتباس میں تین چیزیں غور طلب ہیں...... پہلی یہ کہ بیعت کے وقت حکیم صاحب کی ذہنی کیفیت قابل توجہ ہے. جو بیعت طریقت سے انکی نفرت و ناپسندیدگی پر دلالت کرتی ہے...... دوسری بیعت کے وقت حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کا تعجب۔ جو حکیم صاحب کی انانیت و غیر مقلدیت پر دلالت کرتا ہے. گویا استاد اپنے اس شاگرد کی ذہنی و قلبی حالت و کیفیت سے بے خبر نہ تھا اسے اس کے احوال کی خبر تھی...... اور تیسری یہ کہ استاد و مرشد نے طویل عرصہ تک اپنی صحبت میں رکھنے کی جو شرط عائد کی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ابھی شاگرد و مرید کی مزید تربیت کی ضرورت محسوس کرتا تھا. اگرچہ حکیم صاحب نے بقلم خود استاد و مرشد کا یہ تقاضا تو پورا کر دیا. اور بقلم خود اس بیعت کے ثمرات بھی محسوس کر لئے لیکن ان کی انانیت پرستی و غیر مقلدیت. بہر حال مرشد کی صحبت و ترتیب پر غالب ہی رہی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ بیعت دل سے نہیں کی تھی. جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ واپس ہندوستان پہنچتے ہی پہلے غیر مقلد ہوئے اور پھر نیچری و قادیانی ہو گئے. چنانچہ مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ حرمین سے واپسی پر نورالدین نے وہابیت اختیار کی۔ اور ترک تقلید پر وعظ کئے ۔ اور عدم جواز تقلید پر کتابیں تصنیف کیں .... (جلد۴ ...... ص ۶۹)

غور فرمائیے کہ حکیم صاحب نے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے اندر فاتحِ عیسائیت حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اور مرشد عالم حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی نقشبندیؒ جیسے حنفی اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ اور پھر حنفی مرشد کے ہاتھ پر بیعت طریقت کی۔ لیکن ان کی بدقسمتی کا عالم یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے اندر حاصل کردہ علوم وسلوک بھی انکی اندرونی ذہنی کیفیت میں کوئی تبدیلی نہ لا سکے۔ اوران کی آزادی پسند طبیعت بالآخر ان کو اس مقام پر لے ہی آئی جو ایسے لوگوں کا مقدر ہوتا ہے۔ انہوں نے ہندوستان واپس آکر تقلید و ترک تقلید کا مناظرانہ بازار گرم کر دیا۔ وہ اپنی غیر مقلدانہ ذہنیت کو زیادہ دیر تک مخفی وپوشیدہ نہ رکھ سکے۔

ڈاکٹر بشارت احمد کا حکیم نوردین سے تعلق!

ڈاکٹر بشارت احمد تحریک قادیانیت کے سرگرم رکن تھے۔ انکے غیر مقلد ہونے کا تفصیلی تذکرہ آئندہ اوراق میں آرہا ہے۔ اسی غیر مقلدیت کی وجہ سے وہ حکیم صاحب سے بھی مسلکی ربط وتعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے ہاتھ پر قادیانیت کی بیعت کرنے کے بعد وہ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ

☆ (قادیان میں مرزا قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور ان سے دعاء لینے کے بعد) وہاں سے نکل کر میں حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے وہابیت کے وقت کا پرانا دلی تعلق تھا۔ انہوں نے بھی دعاء پر مختصر سی تقریر کی ....

.... (بشارات احمدیہ جلد۱ ...... ص ۱۶)

ڈاکٹر بشارت احمد کا اپنی وہابیت کا اعتراف اور اس وہابیت کے حوالہ سے حکیم صاحب سے تعلق کا اعتراف اس حقیقت کی صاف نشاندہی کرتا ہے کہ حکیم صاحب غیر مقلد تھے۔

مولانا عبدالواحد غزنویؒ، حکیم نوردین کے داماد!

خاندان غزنویہ غیر مقلدین میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ مرزا قادیانی کے خلاف اس خاندان

کی خدمات محتاج بیان نہیں. اسی خاندان کے چشم و چراغ اور مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبدالواحد غزنوی مرحوم، حکیم نوردین بھیروی کے داماد تھے. جیسا کہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ غزنویوں کی اس وحشت کی ایک اور مثال حضرت مولانا محمد علی صاحب (لاہوری) بیان کرتے ہیں. فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مولوی عبدالواحد غزنوی جو حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمتہ کا داماد تھا. مولوی صاحب موصوف کے پاس قادیان آیا.......................

.... (مجدد اعظم جلد۱.......ص ۲۵۸)

مولانا عبدالواحد غزنوی مرحوم جیسے غیر مقلد عالم کا حکیم نوردین بھیروی کی دامادی میں آنا، حکیم صاحب کی غیر مقلدیت کا کافی ثبوت ہے. کیونکہ اس دور میں غیر مقلدین حضرات شدت تعصب کی وجہ سے حنفیوں کے ساتھ رشتے ناطے کرنا حرام و ناجائز سمجھتے تھے. معلوم ہوتا ہے کہ مولانا عبدالواحد صاحب مرحوم کا حکیم صاحب سے یہ رشتہ حکیم صاحب کی مرزا قادیانی کیساتھ وابستگی سے قبل کا ہے. کیونکہ انہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف بھرپور کردار ادا کرنے میں اس رشتہ کا قطعاً کوئی لحاظ نہیں کیا۔

حکیم نوردین، نیچریت کے دروازہ پر!

ہم گذشتہ اوراق میں پوری طرح واضح کر چکے ہیں کہ حکیم نوردین بھیروی اپنی زندگی کے چار مختلف ادوار سے گزرے. پہلا دور حنفیت کا. دوسرا غیر مقلدیت کا. تیسرا نیچریت کا. اور چوتھا قادیانیت کا۔ تیسرے دور میں وہ درج ذیل عقائد رکھتے تھے۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بغیر باپ کے نہیں ہوئی..... (مجدد اعظم جلد۲.....ص ۱۳۴۱)

(۲) حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں نہیں گئے................. (ایضاً.....ص ۱۳۳۸)

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لاٹھی مارنے سے پتھر سے پانی کے چشمے جاری نہیں ہوئے........ (ایضاً.....ص ۱۳۳۸)......... (۴) غزوہ بدر میں ملائکہ کا نزول نہیں ہوا صرف روحانی رنگ میں قلوب کی تقویت ہوئی......... (سیرت المہدی جلد۲........ص ۵۶)۔

ان کے علاوہ بھی وہ متعدد نیچری عقائد پر عمل پیرا تھے. اور مرزا قادیانی کے مکمل ہم ذوق بھی.

مرزا صاحب کا غیر مقلد ہونا زیر نظر کتاب میں پوری طرح ثابت ہے۔اور ان کا ہم ذوق ہونا حکیم صاحب کی غیر مقلدیت کی دلیل ہے۔ چنانچہ مولانا محمد رفیق دلاوریؒ فرماتے ہیں کہ

☆ منشی الٰہی بخش (غیر مقلد) نے اپنی کتاب...عصائے موسیٰ ص ۲۷۶...میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب اور حکیم نورالدین صاحب بالکل ہم مذاق تھے۔حکیم صاحب کے دماغ میں مرزا صاحب کی ملاقات سے پیشتر ہی باتباع سرسید احمد خان بالقابہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مارنے اور انکی قبر کھودنے کا خبط موجود تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزائیت کی ساری چھیڑ خانی انہوں نے ہی چھیڑی تھی۔اور مرزا صاحب نے ان کو اپنے مفید مطلب سمجھ کر انکی تکمیل کا بیڑا اٹھالیا تھا.....کند ہم جنس باہم جنس پرواز ....(رئیس قادیان جلد ا..........ص ۸۳)

گویا حکیم صاحب مرزا قادیانی کے مکمل ہم ذوق تھے۔اور باہمی ربط و تعلق سے قبل ہی وہ مرزا قادیانی کی طرح وفاتِ مسیح کے نیچری عقیدہ پر عمل پیرا تھے۔حکیم صاحب کی نیچریت کا تذکرہ کرتے ہوئے مرزا بشیر احمد ایم۔اے لکھتے ہیں کہ

☆ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل بھی اوائل میں سرسید کے خیالات اور طریق سے بہت متاثر تھے۔مگر حضرت صاحب کی صحبت سے یہ اثر آہستہ آہستہ دھلتا گیا..(سیرت المہدی جلد ا......ص ۱۵۹)

دوسرے مقام پر ذرا تفصیل سے لکھتے ہیں کہ

☆ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہونے سے پہلے سرسید احمد خان مرحوم کے خیالات اور ان کے طریق استدلال کی طرف مائل تھے۔اس لئے بسا اوقات معجزات اور اس قسم کے روحانی تصرفات کی تاویل فرمادیا کرتے تھے۔اور ان کی تعبیر میں اس میلان کی جھلک احمدیت کے ابتدائی ایام میں بھی نظر آتی ہے.............(ایضاً جلد ۲....ص ۵۷)

مذکورہ تمام حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات بالکل آشکارا ہوچکی ہے۔کہ حکیم صاحب نے مذہب حنفی ترک کرنے کے بعد پہلے غیر مقلدیت اختیار کی۔ پھر دوسرے مرحلہ میں نیچریت کی طرف ترقی

کی۔اوراس کے بعد تیسرے اور آخری مرحلہ میں قادیانی مذہب کو اپنے گلے کا ہار بنالیا اور تادم آخر اسی مذہب پر قائم رہے۔انکی زندگی کے یہ تدریجی مراحل انکی غیر مقلدیت کی ناقابل تردید دلیل ہیں۔

حکیم نوردین اپنے تعامل کے آئینہ میں!

عقائد وافکار کے علاوہ حکیم صاحب اعمال وافعال کے اعتبار سے بھی غیر مقلد تھے۔ چنانچہ مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ حکیم نوردین صاحب امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔اور رفع یدین کرتے تھے ....(جلد۴......ص۶۰)

حتی کہ خود حکیم صاحب اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ

☆ سورۃ فاتحہ خلف الامام کو ہم فرض سمجھتے ہیں؛ضرور پڑھنی چاہیے۔میں بھی پڑھتا ہوں،اور مسیح موعود علیہ السلام بھی پڑھا کرتے تھے ....(فتاوی احمدیہ جلد۱......ص۳۳)

گویا حکیم صاحب فاتحہ خلف الامام کی فرضیت اور رفع یدین دونوں کے قائل وعامل تھے۔اور ہم آئندہ اوراق میں ''فتاوی احمدیہ'' کے حوالہ سے وضاحت کے ساتھ انشاءاللہ العزیز بیان کردیں گے کہ حکیم صاحب.....جرابوں اور پگڑی پر مسح....آمین بالجہر .....فاتحہ خلف الامام.. ...رفع یدین..... ہاتھ سینہ پر باندھنے.....ننگے سر نماز پڑھنے.....تہجد وتراویح کو ایک ہی نماز قرار دینے.....جمعہ کیلئے شرط مصر سے انکار.....تکبیرات عیدین.....جمع بین الصلوتین.....اور قصر کیلئے مقدار سفر......وغیرہ تمام مسائل میں احناف کے مخالف اور غیر مقلدین کے مؤید تھے۔اور ہر عقلمند اس حقیقت سے واقف ہے کہ فرضیت فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین (برصغیر پاک وہند میں) غیر مقلدیت کی علامت ہیں،حنفیت کی نہیں۔جو اس بات کا کافی ووافی ثبوت ہے کہ حکیم صاحب اور مرزا صاحب دونوں عملاً بھی غیر مقلد تھے۔

حکیم نوردین نے خود کو حنفی کیوں لکھا؟ایک غلط فہمی کا ازالہ!

بعض غیر مقلدین حضرات حکیم نوردین کو حنفی ثابت کرنے کیلئے ان کے ایک خط کا حوالہ دیتے ہیں۔کہ مرزا صاحب نے حکیم صاحب کو حکم دیا کہ آپ اپنے آپ کو حنفی المذہب لکھیں،تو حکیم

صاحب نے اس کے جواب میں ایک خط لکھا. جس میں نیچے دستخط بایں الفاظ کئے...... نوردین حنفی...... بظاہر یہ غیر مقلدین کی بڑی وزنی دلیل ہے. لیکن اگر اسکو حقیقتِ واقعہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو غیر مقلدین کے دعوٰی کی اصلیت بے نقاب ہوکر رہ جاتی ہے۔

اس سے پہلی بات تو یہ واضح ہوتی ہے کہ حکیم صاحب حنفی نہ تھے بلکہ غیر مقلد تھے. کیونکہ اگر وہ حنفی ہوتے تو مرزا صاحب کو یہ حکم نامہ جاری کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ اپنے آپ کو حنفی لکھیں. مرزا صاحب کا حکم نامہ ہی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ حکیم صاحب حنفی نہ تھے. اور نہ حنفی کہلاتے تھے.

......دوسری بات اس سے یہ واضح ہو رہی ہے کہ حکیم صاحب نے اپنے خط میں اپنے حنفی المذہب ہونے کا اعلان و اظہار نہیں کیا. صرف دستخطوں میں اپنے نام کے ساتھ حنفی کا لاحقہ لگا دیا. جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب حنفی کہلانا پسند نہیں کرتے تھے صرف کسی مجبوری کے تحت مجبوراً یہ کڑوا گھونٹ بھر رہے ہیں. وہ مجبوری کیا تھی؟ آیئے اسکی تفصیلات بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ حافظ روشن علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی دینی ضرورت کے ماتحت حضرت مسیح موعود نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو یہ لکھا کہ آپ یہ اعلان فرمادیں کہ میں حنفی المذہب ہوں. حالانکہ آپ جانتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب عقیدتاً اہل حدیث تھے. حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں ایک پوسٹ کارڈ ارسال کیا جس میں لکھا۔۔بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید...... کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا.... اور اس کے نیچے نورالدین حنفی کے الفاظ لکھدیئے...................... (سیرت المہدی جلد ۲..... ص ۴۸)

اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی صاحب نے جو شعر لکھا تھا، اسکا یہ مطلب تھا کہ اگرچہ میں اپنی رائے میں تو اہل حدیث ہوں. لیکن چونکہ میرا پیر طریقت کہتا ہے کہ اپنے آپ کو حنفی کہو. اس لئے میں اسکی رائے پر اپنی رائے کو قربان کرتا ہوا، اپنے آپ کو حنفی کہتا

ہوں............................(ایضاً جلد۲.........ص ۴۸)

مذکورہ دونوں عبارات کو بار بار ملاحظہ فرمائیے کہ ان سے حکیم صاحب کی حنفیت ثابت ہوتی ہے یا غیر مقلدیت؟ مرزا بشیر احمد صاف طور پر اعتراف کر رہے ہیں کہ حکیم صاحب اہل حدیث تھے حنفی نہ تھے. انہوں نے خود کو نور دین حنفی صرف مرزا صاحب کے حکم سے ایک دینی ضرورت کے تحت لکھا. باقی رہی یہ بات کہ وہ دینی ضرورت کونسی تھی؟ جسکی بناء پر حکیم صاحب نہ چاہتے ہوئے بھی خود کو حنفی لکھنے پر مجبور و بے بس ہو گئے۔ آیئے اس دینی ضرورت کی حقیقت بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ چنانچہ مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ......مکتوبات احمد یہ جلد ۵ ص ۵۳، ۵۴......کے حوالہ سے اس دینی ضرورت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

☆ (مرزا قادیانی نے حکیم نور دین بھیروی کو خط لکھا کہ) اس عاجز نے آں مخدوم کے نکاح ثانی کی تجویز کیلئے کئی جگہ خط روانہ کئے تھے. ایک جگہ سے جو جواب آیا وہ کسی قدر حسب مراد معلوم ہوتا ہے۔ یعنی میر عباس علی شاہ صاحب لدھیانوی کا خط جو روانہ خدمت کرتا ہوں. اسمیں ایک شرط عجیب ہے کہ حنفی ہوں غیر مقلد نہ ہوں. چونکہ میر صاحب حنفی ہیں. اور میرے مخلص دوست منشی احمد جان صاحب جن کی بابرکت لڑکی سے یہ تجویز درپیش ہے، پکے حنفی تھے. اور ان کے مرید جو اس علاقہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں سب حنفی ہیں. اسلئے حنفیت کی قید بھی لگادی گئی. یوں تو حنیفاً مسلماً میں سب مسلمان داخل ہیں لیکن اس قید کا جواب بھی معقولیت سے دیا جائے تو بہتر ہے.........(رئیس قادیان جلد۱.....ص ۱۵۸)

ملاحظہ فرمایئے کہ مرزا صاحب کا شاطرانہ ذہن حکیم صاحب کو حنفیت کے ذو معنی مفہوم کا راستہ بھی خود ہی دکھا رہا ہے. کہ خود کو حنفی لکھو، لیکن تقلید فقہ حنفی کے مفہوم سے نہیں بلکہ حنیفاً مسلماً کے مفہوم سے۔ اس مقام پر غیر مقلدین سے ہمارا سوال یہ ہوگا کہ کیا اس مفہوم کے اعتبار سے وہ اپنے حنفی ہونے کا انکار کر سکتے ہیں؟ اگر اس مفہوم کے اعتبار سے آپ کی حنفیت آپکی غیر مقلدیت اور اہل حدیثیت کو متاثر نہیں کرتی تو حکیم صاحب کی غیر مقلدیت کو کیسے متاثر کر سکتی ہے؟ جبکہ مرزا صاحب کی طرف سے یہ سارا ڈرامہ حکیم صاحب کے نکاح ثانی کیلئے کھیلا جارہا ہے. چنانچہ مولانا دلاوری مرحوم اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

☆ غرض غیر مقلد کو مقلد ظاہر کر کے (منشی احمد جان کے بیٹے) افتخار احمد اور اسکی ماں کو راضی کرلیا گیا. اور حکیم صاحب انکی لڑکی کو بیاہ لائے. واقعی چودھویں صدی کی مجددیت کو یہی دیانت اور صداقت زیب دیتی تھی..........(رئیس قادیان جلد ا......ص ۱۵۹)

ان حوالہ جات سے یہ حقیقت پوری طرح ظاہر وعیاں ہو چکی کہ وہ شہوت پرستانہ مصلحت جسے دینی ضرورت کا نام دیا گیا صرف منشی احمد جان کی بیوہ اور اس کے بیٹے کو دامِ فریب میں الجھا کر انکی نوجوان اور خوبصورت لڑکی کو حکیم صاحب جیسے بوڑھے طبیب کیلئے حاصل کرنا تھا. چنانچہ ایسا کیا گیا. اور حکیم نوردین (غیر مقلد) کو حنفی ظاہر کر کے وہ لڑکی ان کیلئے حاصل کر لی گئی۔

مولانا ثنا اللہ امرتسری رحؒ کا اظہار خیال!

مولانا ثنا اللہ امرتسری مرحوم ایک خط کے بارہ میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

☆ اس خط میں علماء کا لفظ دیکھ کر ہمیں تعجب ہوا. اور یہ تعجب ہمیں دوسری دفعہ پیش آیا. اس سے پہلے ہمیں اس وقت تعجب ہوا تھا. جب مرزا صاحب قادیانی نے جو دراصل حنفی تھے. (مرزا صاحب کی حنفیت کی اصلیت وحقیقت اپنے مقام پر اسی زیر نظر کتاب میں باتفصیل ملاحظہ فرمائیے. بشیر) مولوی نورالدین صاحب کو جو اہل حدیث تھے. خط لکھا تھا کہ مولوی صاحب. بہت مدت اہل حدیث کہلائے. اب حنفی ہو جائیے. مولوی نورالدین صاحب نے بغیر حیل وحجت اور بغیر بحث وتکرار کے یہ خط لکھا.

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید ....که سالک بے خبر نبود ز راہ ورسم منزلها

.........(راقم نورالدین حنفی)

اس کا ترجمہ پنجابی زبان میں کسی شاعر نے یوں کیا

نال شرابے رنگ مصلا جے گور آکھے تینوں

راہی راہاں تھیں کدی نہ بھلدے خبر راہاں دی جنہوں.

وجہ تعجب ہم کو یہ پیش آئی کہ مولوی نوردین صاحب جن کے علم وفضل کا ذکر قادیانی لٹریچر میں سب سے زیادہ ہوتا ہے. انہوں نے جو مذہب اہلحدیث اختیار کیا تھا، وہ اپنے علم وفضل کی روشنی میں کیا تھا؟ یا سنے سنائے محض کی تقلید سے کیا تھا؟ غالباً شق ثانی کا کوئی بھی

قائل نہ ہوگا. سب یہی کہیں گے کہ مولوی صاحب جیسے عالم و فاضل مذہبی عقیدہ کو کسی کی تقلید سے اختیار کرنے والے نہ تھے. پھر کیا وجہ ہے کہ آپ مرزا صاحب کے کہنے سے اہل حدیث مذہب کو چھوڑ کر حنفی کہلانے لگے..... (مولانا مودودی سے خطاب.....ص ۴۴۔۴۵)

مولانا امرتسری مرحوم کے مذکورہ اظہار خیال سے تین چیزیں پوری طرح واضح و آشکارا ہو رہی ہیں۔

پہلی...... یہ کہ حکیم صاحب حنفی المذہب نہ تھے بلکہ اہل حدیث و غیر مقلد تھے۔

دوسری...... یہ کہ انہوں نے اہل حدیث مذہب تحقیقی طور پر اختیار کیا نہ کہ تقلیدی طور پر۔

تیسری...... یہ کہ انہوں نے خود کو حنفی ابن الوقتی اور مصلحت پرستی کے طور پر ظاہر کیا۔

چنانچہ مولانا امرتسری مرحوم اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

☆ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ ایسے لوگوں کا قول یہ ہے چلو تم ادھر کو جدھر کی ہو ہوا.... (ایضا..ص ۴۵)

مولانا امرتسری مرحوم کے اس فرمان سے اس حقیقت کا انکشاف بھی ہو رہا ہے کہ حکیم صاحب نے حنفیت اختیار نہیں کی. صرف نئی نویلی دلہن حاصل کرنے کیلئے حنفیت ظاہر کی ہے. جیسا کہ مولانا ابو القاسم محمد رفیق دلاوریؒ فرماتے ہیں کہ

☆ لدھیانہ میں احمد جان نامی ایک شخص پیری مریدی کرتا تھا. بدنصیبی سے وہ شخص کسی طرح قادیانی کے دام تزویر میں پھنس گیا۔ اور قبول مرزائیت کے تھوڑے ہی دن بعد دنیا سے رخصت ہوگیا۔ اس نے بارہ تیرہ سال کی ایک نہایت حسینہ لڑکی پیچھے چھوڑی تھی۔ الہامی (یعنی مرزا) صاحب نے اپنے مرید خاص میر عباس علی لدھیانوی کو لکھا کہ حکیم نورالدین صاحب کیلئے اس لڑکی کی بات چیت کرو. میر عباس علی نے لڑکی کی ماں اور بھائی سے گفتگو کی. اور بہلا پھسلا کر ان کو راضی کرلیا لیکن انہوں نے اس ازدواج کو اس شرط کے ساتھ مشروط کیا کہ وہ حنفی ہوں. اگر وہابی ہوں گے تو ہمیں قطعاً منظور نہیں ہے. گو مرزائی ہو جانے کے بعد نہ کوئی شخص حنفی رہ سکتا ہے نہ اہل حدیث، لیکن چونکہ اس وقت تک مرزا صاحب اور انکے پیرووں کو بہت کم لوگ مرتد اور خارج از اسلام گمان کرتے تھے. اس لئے شاید بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوگی کہ تقلید اور عدم تقلید ائمہ بھی مرزائیت کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔ ارتداد

سے پہلے مرزا صاحب اور حکیم نور الدین صاحب دونوں اہل حدیث تھے۔ اور چونکہ اس وقت تک انکے مذہبی رویہ میں اسلام کی کچھ نہ کچھ رمق باقی تھی۔ اس لئے یہ خود بھی اب تک اہل حدیث ہی کہلاتے تھے.........(رئیس قادیان جلد۱........ص ۱۵۷)

غرضیکہ حکیم صاحب کی غیر مقلدیت آفتاب نیمروز کی طرح واضح و آشکارا ہے۔ اور ان حقائق وشواہد کے باوجود ان کو حنفی ثابت کرنیکی کوشش کرنا اگر تعصب نہیں تو کم از کم جہالت ضرور ہے۔ اور مولانا امرتسری مرحوم نے جو یہ تاثر دیا ہے کہ مرزا صاحب نے حکیم صاحب کو یہ لکھا کہ بہت مدت اہل حدیث کہلائے اب حنفی ہو جایئے۔ یہ مولانا امرتسریؒ کے حقیقت واقعہ سے ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب حکیم صاحب کو اپنے لئے حنفی نہیں بنا رہے تھے، بلکہ ان کے نئے سسرال کیلئے بنا رہے تھے۔

﴿دلیل نمبر 51﴾

حنفی خاندان کو غیر مقلد بنانے کا قادیانی منصوبہ

تاریخی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی صرف غیر مقلد نہیں بلکہ غیر مقلد گر بھی تھا۔ چنانچہ جب منشی احمد جان کے اہل خانہ نے اپنی بچی کی شادی کیلئے حنفیت کی شرط رکھی تو مرزا صاحب نے بظاہر حکیم نور الدین کو حنفی المذہب ظاہر کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن درحقیقت منشی احمد جان کے گھرانہ کو غیر مقلد بنانے کا منصوبہ بنا لیا۔ اگرچہ قادیانیت اختیار کرنے کے بعد منشی احمد جان اور ان کے اہل خانہ کا حنفیت سے فکری و نظریاتی تعلق ختم ہو چکا تھا۔ لیکن مرزا صاحب کو انکی طرف سے فقہ حنفی کی زبانی نسبت بھی ناگوار گزری۔ چنانچہ مرزا صاحب حکیم نور الدین کے نام اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ

☆ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب اور انکے تمام اعزہ و متعلقین کے دل پر تقلید حنفی کا بڑا رعب طاری ہے۔ اور مدت دراز کی عادت جو طبیعت ثانیہ کا حکم پیدا کر لیتی ہے۔ اگر خدا تعالی چاہے تو تدریجاً دور ہو سکتی ہے۔ یک بارگی تبدیلی گو قلب ماہیت میں داخل ہے اس موقع میں تمام تر حکمت عملی، حلم و رفق و درگزر و زیادت محبت و مودت و غائبانہ دعا میں ہے۔

........(مکتوبات احمدیہ جلد۵ ص ۶۹ ....بحوالہ رئیس قادیان جلد۱ ص ۱۵۸)

مرزا صاحب کے اس مکتوب پر بار بار غور کرنے کی ضرورت ہے. جس کا ایک ایک لفظ برملا طور پر اسکی شہادت دے رہا ہے کہ مرزا صاحب حکیم نورالدین کو حنفی بنانے کی کوشش نہیں کر رہے. بلکہ منشی احمد جان کے گھرانہ کو (جو صرف زبانی نسبت کے لحاظ سے ہی حنفی رہ گیا تھا) غیر مقلد بنانے کی سازش کر رہے ہیں. اور اس کیلئے حکیم صاحب کو حکمت عملی کے ساتھ نرم پالیسی اختیار کرنے کی خصوصی ہدایت جاری کر رہے ہیں. اور انہیں تلقین کر رہے ہیں کہ اس خاندان کو غیر مقلد بنانے کیلئے سختی کرنیکی بجائے حلم و رفق، درگزر، زیادت محبت و مؤدت کے علاوہ غائبانہ دعا سے بھی کام لیا جائے. مرزا صاحب کی یہ ساری کوشش ان کی غیر مقلدیت کی دلیل ہے۔

﴿دلیل نمبر 52﴾

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کی غیر مقلدیت

تحریک قادیانیت میں مرزا قادیانی اور حکیم نورالدین کے بعد تیسرا نام جو سب سے نمایاں نظر آتا ہے، وہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کا ہے. جو مرزا صاحب کے خصوصی معاون تھے. انہوں نے مرزا صاحب کی زندگی ہی میں وفات پائی ۔ اور مرزا صاحب نے خود انکی نماز جنازہ پڑھائی ..... (مجدد اعظم جلد۲. ص ۱۰۳۱) ..... وہ ابتدا سے ترکِ تقلید کی طرف مائل تھے. اور ان کا شمار ممتاز علمائے اہل حدیث میں ہوتا تھا. وہ بھی حکیم نورالدین کی طرح تدریجی مراحل طے کرتے ہوئے قادیانیت تک پہنچے تھے. وہ..... پہلے اہل حدیث تھے..... پھر نیچری ہوئے..... اور پھر قادیانی ہوگئے..... اور تادم آخر قادیانیت سے وابستہ رہے. چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد (جنہیں مولوی عبدالکریم صاحب کا مقتدی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے) لکھتے ہیں کہ

☆ اسی سال ۱۸۹۲ء کے آخر میں مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی بھی قادیان ہجرت کر کے آگئے. آپ سیالکوٹ میں ڈسٹرکٹ بورڈ اسکول میں عربی اور فارسی کے ٹیچر تھے. انگریزی بھی جانتے تھے. آخر حضرت اقدس کے عشق نے مجبور کیا. ملازمت سے استعفیٰ دیکر قادیان جا بیٹھے. سیالکوٹ شہر میں آپ اہل حدیث کی جماعت کے امام تھے. خاکسار مؤلف سیالکوٹ میں جمعہ اکثر ان کے پیچھے پڑھا کرتا تھا خطیب بڑے زبردست تھے.

درس قرآن بھی دیا کرتے تھے قرآن بڑے جذبہ سے پڑھتے تھے. ابتداء میں سرسید احمد خان کے بڑے شیدائی تھے. انکی تہذیب الاخلاق اور تفسیر پر دل و جان سے قربان تھے۔ غرضیکہ نیچریت ان کے رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی........ (مجدد اعظم جلد ا... ص ۳۳۵)

غرضیکہ مولوی عبدالکریم صاحب کی غیر مقلدیت کا تذکرہ قادیانی لٹریچر میں جا بجا موجود ہے. جس سے کوئی بھی ذی ہوش انکار کی جسارت نہیں کرسکتا اور جہاں تک انکی نیچریت کا تعلق ہے تو ڈاکٹر بشارت احمد کے علاوہ مرزا بشیر احمد بھی اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

☆ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور بھی ابتداء میں سرسید کے بہت دلدادہ تھے........ (سیرت المہدی جلد ا. ص ۱۵۹)......... مولوی عبدالکریم صاحب نے جب بیعت کی تو اس کے کچھ عرصہ بعد تک نیچریت کے دلدادہ رہے........... (ایضاً جلد ۳... ص ۱۴)

اور مؤلف تاریخ احمدیت اس کا اعتراف یوں کرتے ہیں کہ........... ان (بیعت کے) ایام میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نیچری خیالات رکھتے تھے........... (جلد ۲..... ص ۱۷۲)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی عبدالکریم کی..... غیر مقلدیت..... نیچریت..... اور قادیانیت..... تینوں ہر شک و شبہ سے بالاتر تھیں. ذہنی و فکری اعتبار سے غیر مقلد ہونے کے علاوہ وہ عملی طور پر بھی غیر مقلد تھے...... وہ سیالکوٹ میں اہل حدیث مسجد کے امام و خطیب تھے..... وہ نماز کے اندر ہمیشہ بسم اللہ بالجہر پڑھتے تھے .. (ذکر حبیب ص ۲۳....... مجدد اعظم جلد ۲ ص ۱۳۳۵) وہ فجر، مغرب اور عشاء کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد عموماً بلند آواز سے قنوت یعنی دعائیں مانگتے تھے...... (ذکر حبیب ص ۲۳) مولوی عبدالکریم کے قنوت اور بسم اللہ بالجہر کا تذکرہ..... سیرت المہدی جلد ۳ ص ۲۲۲..... اور جلد ۳ ص ۲۸۷ میں بھی موجود ہے ان حقائق سے مولوی عبدالکریم کی غیر مقلدیت اور ان کی غیر مقلدیت سے مرزا صاحب کی غیر مقلدیت پوری طرح واضح ہے۔

﴿دلیل نمبر 53﴾

مرزا قادیانی کے دو پیارے

ہم واضح کر چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کے بعد قادیانی تحریک میں سب سے اہم اور نمایاں صرف

دو نام تھے.....حکیم نوردین....اور مولوی عبدالکریم...... چنانچہ پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم، مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

☆ مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اخبار الحکم کے فائل میں سے حضرت حجۃ اللہ (مرزا صاحب) کا ایک خط بنام حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم پیش کیا جس میں حضرت جری اللہ (مرزا صاحب) نے لکھا ہے کہ دو آدمی مجھے ملے ہیں، ایک حضرت مولوی نور الدین صاحب، اور ایک مولوی عبدالکریم صاحب اور تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا۔ اس پر فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ گھر میں عورتوں میں بحث چلی حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب کی بیوی کہتی تھی کہ مولوی عبدالکریم صاحب حضرت صاحب کو پیارے ہیں. اور والدہ (حضرت ام المؤمنین) فرماتی تھیں کہ حضرت مولوی صاحب (خلیفہ اوّل) یہ معاملہ حضرت اقدس پر پیش کیا گیا، آپ نے ہنس کر فرمایا کہ حدیث میں جو آتا ہے. عملاً دونوں دائیں بائیں ہیں. حضرت مولوی صاحب دائیں طرف رہتے تھے. اور حضرت مولوی عبدالکریم حوم بائیں طرف................................ (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ......ص ۷۳۹)

گویا یہ امت قادیانیہ کے شیخین تھے. اور دونوں غیر مقلد تھے. ان دونوں کا مرزا صاحب کے ہاں بنیادی اہمیت کا حامل ہونا مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے. کیونکہ اگر مرزا صاحب غیر مقلد نہ ہوتے تو مذکورہ دونوں غیر مقلدین کو اس قدر اہمیت نہ دیتے کہ ان کے علاوہ کوئی تیسرا مرزا صاحب کیلئے پیدا ہی نہیں ہوا۔

﴿دلیل نمبر 54﴾

مولوی محمد احسن امروہی کی غیر مقلدیت

تحریک قادیانیت میں جو چوتھا نام سب سے نمایاں نظر آتا ہے وہ مولوی محمد احسن امروہی کا ہے. قادیانی لٹریچر کے حوالہ سے اگر مولوی محمد احسن امروہی اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کا تقابل کیا جائے تو علمیت کے اعتبار سے اوّل الذکر اور فنائیت کے اعتبار سے مؤخر الذکر کا نام نمایاں ہے۔ اسکی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے۔ پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم.......اخبار الفضل قادیان

میں مفتی محمد صادق قادیانی کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ

☆ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نماز پڑھا رہے تھے. وہ جب (دوسری رکعت کے بعد) تیسری کیلئے قعدہ سے اٹھے تو حضرت (مرزا صاحب) کو پتہ نہ لگا حضور التحیات میں ہی بیٹھے رہے۔ جب مولوی صاحب نے رکوع کیلئے تکبیر کہی تو حضور (مرزا صاحب) کو پتہ لگا. اور حضور اٹھ کر رکوع میں شریک ہوئے. نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مولوی نورالدین اور مولوی محمد احسن صاحب کو بلوایا اور مسئلہ کی صورت پیش کی. اور فرمایا میں بغیر فاتحہ پڑھے رکوع میں شامل ہوا ہوں۔ اسکے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ (حیرت ہے کہ نبی اپنے امتیوں سے شریعت کا حکم پوچھ رہا ہے. بشیر) مولوی محمد احسن نے مختلف شقیں بیان کیں کہ یوں بھی آتا ہے اور یوں بھی ہو سکتا ہے. کوئی فیصلہ کن بات نہ بتائی. مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے آخری ایام بالکل عاشقانہ رنگ پکڑ گئے تھے. وہ فرمانے لگے مسئلہ وغیرہ کچھ نہیں. جو حضور نے کیا بس وہی درست ہے ....

............(قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ........ص ۷۵۰)

اس ایک واقعہ سے جہاں مولوی عبدالکریم صاحب کی فنائیت کا پتہ چلتا ہے. وہاں مذکورہ چاروں حضرات (مرزا قادیانی، حکیم نورالدین، مولوی محمد احسن اور مولوی عبدالکریم) کی غیر مقلدیت کی بھی واضح خبر ملتی ہے. بہرحال تحریک قادیانیت میں چوتھی نمایاں شخصیت مولوی محمد احسن امروہی کی ہے. جو نہ صرف غیر مقلد تھے بلکہ حنفیت کے خلاف غیر مقلدیت کے بہت بڑے ترجمان تھے۔ چنانچہ مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ مولوی محمد احسن متوطن امروہہ ضلع مرادآباد ایک مشہور اہل حدیث عالم تھے. جن ایام میں مقلدوں اور غیر مقلدوں میں بعض فروعی مسائل کی بناء پر جھگڑے قضیے بپا تھے۔ ان دنوں بعض ارادت مندوں کی درخواست پر حضرت مولانا محمد قاسم مرحوم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے ''ادلۃ کاملۃ'' کے نام سے ایک رسالہ لکھ کر اختلافی مسائل کے متعلق حنفی مسلک کو کتاب وسنت کی روشنی میں واضح فرمایا. مولوی محمد احسن امروہی نے اس کے جواب میں ایک رسالہ ''مصباح الادلۃ لدفع الادلۃ الاذلۃ'' لکھا۔ مصباح

الادلۃ کی تردید میں مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی مرحوم (معروف بہ حضرت شیخ الہند) نے ''ایضاح الادلۃ'' کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ جسمیں حنفی مسلک کو بدلائل قاطعہ حق بجانب ثابت کیا۔ مولوی محمد احسن یا کسی دوسرے اہل حدیث کی طرف سے ''ایضاح الادلۃ'' کا تو کوئی جواب شائع نہ ہوا۔ البتہ ''مصباح الادلۃ'' کا پرزور نشرو ابلاغ ہوتا رہا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی نے اپنے ....ماہوار رسالہ اشاعۃ السنۃ کی جون ۱۸۷۹ء کی اشاعت (جلد۲ نمبر۶)....میں مولوی محمد احسن کے رسالہ ''مصباح الادلۃ'' پر ایک طویل ثناگسترانہ تبصرہ کیا۔ جسے امروہی صاحب نے اپنی کتاب...القول الممجد کے صفحات ۱۲۳۔۱۲۴ ....پر نقل کیا ہے۔ اسی طرح مولوی سید آل حسن نے کتاب...نخبۃ التواریخ...میں امروہی صاحب کی تعریف میں لکھا کہ .....مولوی سید محمد احسن ذی علم و مستعد و واعظ نیکو و با اخلاق است، در عمل بالحدیث بترک تقلید ید طولیٰ می دارد و دریں باب رسائل تالیف فرمودہ، (القول الممجد مؤلفہ محمد احسن امروہی ص ۱۲۳)....سید آل حسن غالباً نواب صدیق حسن خان مرحوم کے والد تھے۔ مولوی محمد احسن شروع میں وائسرائے کے باڈی گارڈ رسالہ میں سواروں کو اردو پڑھانے پر مامور تھے نواب صدیق حسن خان مرحوم کے ایماء سے باڈی گارڈوں کی منشی گیری چھوڑ کر بھوپال میں جا ملازم ہوئے۔ جہاں مستحقین زکوٰۃ کا حساب رکھنے کا کام انکو تفویض ہوا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد بھوپال کی خدمت سے برطرف کردیئے گئے.........(اشاعۃ السنۃ جلد۱۴....ص ۳۵۴....۳۵۷ حاشیہ) بھوپال کی معزولی کے بعد امروہی صاحب کو عُسر و ناداری نے آگھیرا۔ اس ایمانی قلعہ کی دیواریں ایسی کھوکھلی تھیں کہ انقلاب دہر کے ایک ہی تیشہ سے گر پڑیں۔ اور حواس کے اوراق خزاں دیدہ آناً فاناً بادِ اضطرار کی نذر ہو گئے۔ اخلاقی حالت اور ایمانی قوت کا امتحان تو اسی وقت ہوتا ہے جب سر پر مصائب و نوازل کے طوفان اُٹھ رہے ہوں۔ جن لوگوں کو خدائے بزرگ و برتر ضبط و تحمل کی دولت جاوید سے بہرہ مند فرماتا ہے۔ وہ ہجوم مشکلات میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ اور جو حرماں نصیب صبر و ثبات کی نعمت سے محروم ہیں ان کا پایہ استقلال ڈگمگا جاتا ہے ایسے لوگ جھٹ ارتداد کی وادیوں میں بھٹکنے لگتے ہیں۔ کوئی عیسائیت یا مرزائیت کی

آغوش میں پناہ لیتا ہے. اور کوئی آریہ بن کر اپنی بے زری اور ناداری کا مداوا ڈھونڈتا ہے.
معلوم نہیں کہ امروہی صاحب نے تنگی معاش کے وقت خود قادیان سے خط و کتابت کی
یا مرزا صاحب نے ان کو چاہ عسر میں دیکھ کر انکی ناداری سے ناجائز فائدہ اٹھایا. بہر حال
اب امروہی نے اپنی قسمت قادیان سے وابستہ کر دی جہاں وہ پہلے مرزائیت کی تردید کیا
کرتے تھے. اب رات دن قادیانی مسیحیت کے راگ الاپنے لگے ....

(رئیس قادیان جلد۲......ص ۸۷_۸۸)

یہ تھی مولوی احسن امروہی کی مختصر داستان ہمیں اس داستان کے دیگر پہلوؤں سے قطعی کوئی تعلق نہیں. البتہ اس سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہے کہ امروہی صاحب نہ صرف یہ کہ خود غیر مقلد تھے بلکہ احناف کے خلاف غیر مقلدیت کے سرگرم وکیل و ترجمان بھی تھے. اور پھر قادیانیت اختیار کرنے کے بعد وہ مرزا قادیانی کے دست راست بنے. چنانچہ جب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کے خلاف کتاب ''شمس الھدایۃ'' تالیف فرمائی تو اسکا جواب مرزا صاحب نے اپنے اسی دست راست حواری مولوی محمد احسن امروہی سے ''شمس بازغہ'' کے نام سے لکھوا کر شائع کرایا. وہ تادم آخر قادیانی رہے. اور قادیانی جماعت میں انکی حیثیت پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حکیم نورالدین اور مولوی محمد احسن امروہی مرزائیت کے دو شہتیر تھے. جنکی مدد سے مرزا صاحب فضائے زندقہ میں پرواز کیا کرتے تھے ....

(رئیس قادیان جلد۲......ص ۹۰)

اگرچہ امروہی صاحب حکیم نوردین بھیروی کی وفات کے بعد قادیانی جماعت کے اندر پیدا ہونے والے اختلافات میں لاہوری گروپ کا حصہ بنے. لیکن اس کے باوجود قادیانی گروپ انکے علم و اخلاص کا معترف رہا. یہی وجہ ہے کہ انکی وفات کے بعد قادیانی جماعت کے سربراہ و خلیفہ ثانی مرزا بشیرالدین محمود نے قادیان کے اندر انکی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی ...... (ملاحظہ فرمائیے تاریخ احمدیت جلد۲ ص ۱۸۵ حاشیہ)...... اور انکی وفات پر تبصرہ کرتے ہوئے

مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ ایسی حالت میں جبکہ وہ (مولوی محمد احسن امروہی) دوسروں کے سہارے زندگی گزارتے تھے. انہوں نے جو کمزوری دکھائی وہ قابلِ معافی ہے. وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے پرانے صحابی تھے. گو بعد میں ان کو ہمارے ساتھ اختلاف ہو گیا مگر جو عقیدت اور اخلاص ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھا، وہ اپنے رنگ میں خاص تھا..........

..........(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد۲......ص۱۸۵ حاشیہ)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ امروہی صاحب کو قادیانی جماعت میں انتہائی اہمیت حاصل تھی. اور انکی غیر مقلدیت بھی ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے. اس اعتبار سے مرزا قادیانی کے ہاں انکی اس قدر اہمیت مرزا صاحب کی اپنی غیر مقلدیت کا واضح ثبوت ہے۔

دلیل نمبر 55

مولوی محمد علی لاہوری کی غیر مقلدیت

تحریک قادیانیت میں پانچواں نمایاں نام مولوی محمد علی لاہوری کا ملتا ہے. مرزا قادیانی کی تعلیمات کو انگریزی زبان میں منتقل کر کے انکی اشاعت کرنے کا سہرا ان ہی کے سر ہے. مرزا صاحب نے ان ہی کے ذریعہ اپنی تحریرات کا انگلش ترجمہ کرایا۔ چنانچہ مرزا صاحب اپنے ایک اشتہار میں لکھتے ہیں کہ

☆ وہ تمام کتابیں جو انگریزی میں ترجمہ ہو کر ہماری طرف سے نکلتی ہیں. ان کا ترجمہ مولوی محمد علی صاحب ہی کرتے ہیں۔..........(مجدد اعظم جلد۱.....ص۶۳۷)

اسی ضرورت کے تحت مرزا صاحب نے ایک انگریزی رسالہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا. اور اسکی ذمہ داری مولوی محمد علی کو سونپی گئی. اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ آخر مولوی محمد علی صاحب کو جس خاص مقصد کیلئے قادیان میں ٹھہرایا گیا تھا، اسکے پورا ہونے کا وقت آگیا یعنی جنوری ۱۹۰۲ء سے ایک انگریزی رسالہ ”ریویو آف ریلی جنز“ جس کے معنی ہیں ”دنیا کے مذاہب پر ایک نظر“ قادیان سے مولوی محمد علی صاحب کی ایڈیٹری میں

شائع ہونے لگا............................ (مجدد اعظم جلد۲.........ص ۸۳۱)

اس سے جماعت قادیانیہ کے اندر مولوی محمد علی کی حیثیت واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے.اور مولوی محمد علی صاحب کو امت قادیانیہ کے اندر یہ اہمیت بھی حاصل ہے کہ انکی شادی کیلیے تلاش رشتہ کے اشتہارات خود مرزا صاحب نے شائع کیے..... (ملاحظہ فرمایئے مجدد اعظم جلدا ...ص ۶۳۶).....اور تحریک قادیانیت کی یہ پانچویں اہم شخصیت بھی تاریخی حقائق کی روشنی میں غیر مقلد تھی. چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد.مولوی محمد علی کے انگریزی ترجمہ قرآن کے دیباچہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

☆ مقتدی کو بھی سورۃ فاتحہ دہرانی چاہیئے............ (بشارات احمدیہ جلدا......ص ۱۲۰)

گویا مولوی محمد علی صاحب فاتحہ خلف الامام کو ضروری قرار دیتے تھے. جو انکی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے۔اور خود مولوی محمد علی صاحب قادیانیت کے فقہی مذہب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

☆ جملہ فقہی مسائل میں احمدیت (قادیانیت) کا مسلک بالکل آزادانہ ہے.آمین و رفع یدین کے مسائل ہوں.... یا نماز، روزہ وغیرہ کے جزئیات کے متعلق اختلافات ہوں... یا نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ مسائل کے متعلق اختلاف ہوں....ان سب میں احمدیت کا مسلک آزادانہ ہے.کوئی ایک مسئلہ درست مانے یا دوسرے کو....ایک ہی صف میں رفع یدین کرنے والے اور نہ کرنے والے.آمین بالجہر یا آہستہ کہنے والے. ہاتھ سینہ پر یا نیچے باندھنے والے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں.اور ایک کو دوسرے کے فعل پر ادنیٰ اعتراض بھی نہیں..................... (تحریک احمدیت جلدا.....ص ۱۷۵)

مولوی محمد علی لاہوری چونکہ قادیانی جماعت کے لاہوری گروہ کے سربراہ تھے. بحیثیت سربراہ جماعت ان کا یہ اعلان کہ قادیانی جماعت کا مسلک آزادنہ یعنی غیر مقلدانہ ہے.انکے غیر مقلد ہونے کی واضح دلیل ہے.اور مرزا صاحب کی طرف سے ان پر اعتماد اور اپنی تعلیمات کے انگریزی تراجم کیلیے ان کا انتخاب مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کا ثبوت ہے۔

﴿دلیل نمبر 56﴾

قادیان کی پانچ بڑی نعمتیں

قادیانی جماعت کے نزدیک قادیان کو کچھ خاص نعمتیں میسر تھیں۔ اور وہ نعمتیں بھی غیر مقلدیت کے محور پر ہی گھومتی ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ اس زمانہ میں قادیان میں پانچ چیزیں ایسی تھیں جنہیں میں اللہ تعالیٰ کی خاص نعمتوں میں سے سمجھتا تھا۔ اور جو میری رائے میں اس وقت دنیا میں بے نظیر تھیں...... سب سے پہلے تو حضرت اقدس (مرزا صاحب) کا وجودِ باجود...... دوم مولانا نور الدین صاحب کا درس قرآن...... سوم مولانا عبد الکریم صاحب کی نمازوں میں کمال درجہ کی خوش الحان قرآن خوانی...... چہارم مولوی محمد علی صاحب کا رسالہ ریویو آف ریلیجنز...... پنجم احمد نور صاحب کابلی کی اذان جو اس قدر خوش الحان اور مؤثر ہوتی تھی کہ فجر کی نماز کی اذان جس وقت ہوتی تھی تو میں اپنی جگہ سے ہل نہ سکتا تھا۔ جب تک کہ وہ ختم نہ ہو لیتی حرکت کرنے کو دل نہ چاہتا۔ اور مسجد میں پہنچنے کی جلدی کا خیال بھی نہ رہتا...

(مجدد اعظم جلد۲......ص ۱۰۳۰)

غور فرمایئے کہ مرزا صاحب (غیر مقلد) حکیم نور الدین (غیر مقلد) مولوی عبد الکریم (غیر مقلد) مولوی محمد علی (غیر مقلد) کو قادیان کی خصوصی نعمتیں قرار دیکر برملا طور پر تسلیم کیا جا رہا ہے کہ وہاں غیر مقلدیت کا ہی غلبہ و راج تھا۔ جو مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی ناقابل تردید شہادت ہے۔

﴿دلیل نمبر 57﴾

مرزا بشیر الدین محمود کی غیر مقلدیت

تحریک قادیانیت میں چھٹا نمایاں نام مرزا بشیر الدین محمود کا ہے۔ جو مرزا قادیانی کے بیٹے اور تحریک قادیانیت کے خلیفہ ثانی ہیں۔ ان ہی کو قادیانی جماعت مصلح موعود کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ یعنی مرزا صاحب نے اپنے جس مصلح موعود بیٹے کی پیشین گوئی کی تھی وہ تو بچپن میں ہی

مر گیا تھا۔ البتہ مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کی لاج رکھنے کیلئے دوسرے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کو اس پیشین گوئی کا مصداق قرار دیدیا۔ ہمیں فی الحال اس سے بحث نہیں کہ قادیانیوں کا یہ دعوٰی کس حد تک مبنی بر حقیقت ہے۔ لیکن یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ ان کا یہ مصلح موعود بھی غیر مقلد تھا۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین کے افکار و عقائد اور خلافت و نیابت بھی غیر مقلدانہ تھی اور وہ افعال و اعمال کے اعتبار سے بھی پکے غیر مقلد تھے۔ جیسا کہ مولوی محمد احسن امروہی کی وفات پر تبصرہ کرتے ہوئے مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ حضور (یعنی مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی) نے قادیان میں انکی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

.... (جلد۲......ص ۱۸۵ حاشیہ)

امروہی صاحب حکیم نور الدین کی وفات کے بعد لاہوری گروہ سے جا ملے تھے۔ اور قادیان چھوڑ دیا تھا۔ انکی وفات پر قادیان کے اندر مرزا بشیر الدین محمود کا انکی غائبانہ نماز جنازہ پڑھانا انکی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے۔ علاوہ ازیں مرزا بشیر الدین کی غیر مقلدیت کی سب سے وزنی دلیل ان کے عہد خلافت میں ''فقہ احمدیہ'' کی اشاعت ہے۔ جو انکی اجازت و پسندیدگی کے بعد شائع ہوئی۔ انکی تفصیلات آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیے۔

﴿دلیل نمبر 58﴾

مرزا بشیر احمد ایم۔اے کی غیر مقلدیت

تحریکِ قادیانیت میں ساتواں نمایاں نام مرزا قادیانی کے چھوٹے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔اے کا ملتا ہے۔ جو اپنے والد مرزا قادیانی کے سوانح نگار بھی ہیں۔ انکی غیر مقلدیت کا اندازہ انکے طرز فکر سے ملتا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ

☆ خاکسار عرض کرتا ہے کہ فرقہ اہل حدیث اپنی اصل کے لحاظ سے ایک نہایت قابلِ قدر فرقہ ہے۔ کیونکہ انکی وجہ سے بہت سے مسلمان بدعات سے آزاد ہو کر اتباع سنتِ نبوی سے مستفیض ہوئے ہیں..........................

(سیرت المہدی جلد۲......ص ۲۹)

غور فرمائیے فرنگی سامراج کی پیداوار فرقہ اہل حدیث کو قابل قدر قرار دینا (جس نے برصغیر کے مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ کر کے رکھدی) غیر مقلدیت کی دلیل نہیں تو کیا ہے؟ اور پھر مرزا بشیر احمد کا یہ اعلان کہ فرقہ اہل حدیث کی وجہ سے بہت سے مسلمان بدعات سے آزاد ہو کر متبع سنت ہو گئے. انتہائی قابلِ توجہ ہے. کیونکہ فرقہ اہل حدیث نے اپنی تمام تر علمی و فکری توانائیاں صرف احناف کے اعمال وافکار کو بدعت قرار دینے پر صرف کیں مثلاً ...... انہوں نے تقلید کو بدعت کہا. ...... ترک رفع یدین کو بدعت کہا ...... آمین بالسّر کو بدعت کہا ..... ترک فاتحہ خلف الامام کو بدعت کہا ..... علیٰ ھذا القیاس ..... غرضیکہ اس فرقہ کے نزدیک مقلدین احناف کے جملہ افکار و اعمال بدعت قرار پائے. اور انہی کے خلاف انہوں نے مناظرانہ ومجادلانہ سرگرمیاں جاری کیں. اور ان اعمال وافکار کے ترک کو بدعات سے آزادی قرار دیکر فرقہ اہل حدیث کے اعمال وافکار کو سنتِ نبویؐ تسلیم کرنا مرزا بشیر احمد کی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے۔

﴿دلیل نمبر 59﴾

خواجہ کمال الدین کی غیر مقلدیت!

تحریک قادیانیت میں آٹھواں نمایاں نام خواجہ کمال الدین کا ہے. مولوی محمد علی لاہوری کے بعد مرزا قادیانی کی تعلیمات کو انگریزی زبان میں منتقل کر کے انکی اشاعت کا دوسرا سہرا خواجہ کمال الدین کے سَر ہے. بقول ڈاکٹر بشارت احمد مرزا صاحب نے انگریزی رسالہ "ریویو آف ریلی جنز" جاری کرنے کا فیصلہ خواجہ کمال الدین کی تحریک وتجویز پر کیا اور وہی اسکے پہلے نائب ایڈیٹر مقرر ہوئے ...... (مجدد اعظم جلد ا ..... ص ۲۳۷) .... خواجہ صاحب کے بارہ میں قادیانی لٹریچر کا دعوٰی یہ ہے کہ وہ قادیانیت قبول کرنے سے قبل غیر مقلدیت کے انتہائی عروج پر تھے یعنی الحاد و زندقہ کی حدود سے نکل کر وہ دہریت کے دروازہ پر دستک دے رہے تھے. چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ خواجہ کمال الدین صاحب جو بعد میں آ کر مسلم مشنری انگلستان بنے. یہ سب حضرت اقدس مرزا صاحب کا فیض تھا. ورنہ یہ خود عیسائی ہو چکے تھے فورمین کرسچن کالج میں پڑھتے تھے. ملانوں کے اسلام سے چونکہ متنفر ہو چکے تھے. اور اندر سے دہریہ بن چکے تھے۔ اس لئے

اس خیال میں تھے کہ مذہب یونہی ایک مذاق ہے۔ پس اس زمانہ میں دنیوی ترقی کیلئے مسیحیوں کی سوسائٹی بہت اچھی ہے۔ کیوں نہ عیسائی ہو جاؤں۔ پادری یوانگ، جو فورمین کرسچن کالج کا پرنسپل تھا وہ ان کا رجحان عیسائیت کی طرف دیکھ کر ان پر بہت مہربان ہو گیا۔ اور یہ بھی بپتسمہ لینے کو تیار ہو گئے........ نہ معلوم خواجہ صاحب کو کہاں سے براہین احمدیہ پہنچ گئی۔ اور انہوں نے اس کا مطالعہ کیا، بس پکڑے گئے۔ براہین احمدیہ پڑھ کر آنکھیں کھل گئیں۔ نہ صرف خدا اور مذہب پر ہی یقین پیدا ہو گیا۔ بلکہ پتہ لگ گیا کہ اگر کوئی سچا مذہب ہے تو اسلام ہی ہے۔ جوں جوں اسے پڑھتے گئے۔ سچے مسلمان بنتے گئے۔ اور اپنے تمام دہریت اور مسیحیت کے عقائد سے توبہ کی.......... (مجدد اعظم جلد ا..... ص ۳۸۵)

غور فرمائیے کہ قبولیت قادیانیت سے قبل خواجہ صاحب کی غیر مقلدیت کس مقام پر پہنچ چکی تھی؟ اور خواجہ صاحب جیسا پہنچا ہوا غیر مقلد مرزا صاحب کی غیر مقلد ٹیم میں آٹھویں کھلاڑی کی حیثیت سے پوری طرح ایڈجسٹ ہو گیا۔ یاد رہے کہ تحریک قادیانیت میں اختلاف کے بعد خواجہ صاحب لاہوری گروہ میں چلے گئے تھے۔

دلیل نمبر 60

ڈاکٹر بشارت احمد کی غیر مقلدیت

تحریکِ قادیانیت میں نویں نمایاں شخصیت ڈاکٹر بشارت احمد کی ہے۔ جو تحریک قادیانیت کے وہ سرگرم رکن ہیں۔ جن کے ذریعہ قادیانی فکر کے خدوخال......... مجدد اعظم اور بشارات احمدیہ .... کے نام وعنوان سے متعدد جلدوں میں منظر عام پر آ چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا تعلق بھی قادیانی تحریک کے لاہوری گروہ سے تھا۔ وہ قادیانی ہونے کے ساتھ ساتھ نیچری خیالات کے ترجمان بھی تھے۔ جیسا کہ انکی ''بشارات احمدیہ'' کی تین جلدیں ایسے خیالات سے بھری پڑی ہیں۔ اور قادیانیت و نیچریت تک انکی رسائی کا بنیادی سبب انکی ترکِ تقلید تھی۔ کیونکہ وہ مسلکاً غیر مقلد تھے۔ جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں کہ

☆ اگرچہ میرے خاندان کے لوگ حنفی تھے لیکن بچپن سے مجھے دینی کتب کے مطالعہ اور علماء

کی صحبت میں بیٹھنے اور انکی باتیں سننے کا بے حد شوق تھا میری دینی تحقیقات نے مجھے اہلحدیث بنا دیا تھا۔ چنانچہ میں سیالکوٹ شہر میں اہل حدیث کی مسجد میں نماز جمعہ پڑھا کرتا تھا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ہمارے امام ہوا کرتے تھے...... (مجدد اعظم جلد ا ص ۳۳۱)

☆ مذہب سے دلچسپی مجھے بچپن سے تھی ابتدائے عمر سے ہی علمائے دین کی صحبت سے مستفیض ہونے کا شوق بے حد تھا کوئی مولوی، کوئی واعظ اگر قرب وجوار میں آتا اس کے وعظ میں پہنچے بغیر مجھے چین نہ پڑتا میرے آباؤ اجداد حنفی المذہب تھے۔ مگر میری طبیعت میں جہاں مذہب کا شوق تھا وہاں مذہبی مسائل میں تحقیقات کرنے کا بھی عشق بدرجہ کمال تھا میرے ملنے والوں میں اہلحدیث بھی تھے تحقیقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہلحدیث میں شامل ہو گیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتا تھا کہ حدیث کے ہوتے ہوئے کسی امام کے قول کو ترجیح کس طرح دی جاسکتی ہے؟ یہ وہ زمانہ تھا جب اہل حدیث وہابی کہلاتے تھے۔ اور انہیں مسجدوں میں ماریں پڑتی تھیں۔ اور مسجدوں سے نکلوائے جاتے تھے۔ ہمارا خاندان ان دنوں سیالکوٹ میں تھا۔ رہتے صدر بازار میں تھے مگر میں پڑھتا شہر میں سکاچ مشن ہائی سکول میں تھا۔ میں نے وہابی ہوتے ہی صدر کی بڑی مسجد میں سینہ پر ہاتھ باندھنا اور آمین بالجہر کہنا شروع کر دیا۔ (انہی حرکتوں کی وجہ سے تو غیر مقلد مسجدوں سے نکالے جاتے تھے۔ کیونکہ وہ امت کے اندر فتنہ و فساد کے مرتکب ہو رہے تھے۔ بشیر) امام مسجد مبارک علی مرحوم تھے، انہوں نے تو کچھ نہیں کہا کیونکہ وہ صاحب علم تھے۔ لیکن مقتدیوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ بہت شور وغل ہوا۔ خطرناک دھمکیاں مجھے دی گئیں۔ آخر کار رپورٹ ہمارے خاندان کے بزرگ میرے دادا صاحب کو پہنچائی گئی وہ مجھ پر بہت خفا ہوئے۔ میں نے ان سے تو کچھ نہ کہا۔ لیکن جمعہ پڑھنے شہر میں اہل حدیثوں کی مسجد میں جانے لگا۔ جہاں مولوی عبدالکریم مرحوم جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ اور بڑی آزادی سے رفع یدین اور آمین بالجہر کہنے لگا...... (بشارات احمدیہ جلد ا...... ص ۶)

....

غور فرمائیے کہ ڈاکٹر بشارت احمد نے غیر مقلدیت اختیار کرنے کے بعد احناف کی مسجد میں فتنہ وفساد برپا کرنے کا جو غیر مقلدانہ طرز اختیار کیا اس سے انکی نفسیات اور انکی غیر مقلد سوسائٹی کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

بہر حال اتنی بات پوری طرح آشکارا ہے کہ وہ قادیانیت اختیار کرنے سے قبل غیر مقلد تھے۔ اور اتنے متعصب و متشدد غیر مقلد کا (جس نے ترکِ تقلید کیلئے پورے خاندان اور اپنی حنفی سوسائٹی سے بغاوت کردی ہو) وہ کسی مقلد کو مجدد و مسیح موعود کیسے مان سکتا تھا؟ ڈاکٹر صاحب کے اس فکر و عمل سے بھی واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب غیر مقلد تھے۔

﴿دلیل نمبر 61﴾

سر ظفر اللہ خان کی غیر مقلدیت

تحریک قادیانیت میں دسویں اہم اور نمایاں شخصیت سر ظفر اللہ خان (سابق وزیر خارجہ پاکستان) کی ہے۔ جو عالمی عدالت کے جج بھی رہ چکے ہیں۔ پاکستان کے اندر قیام پاکستان کے بعد قادیانیت کے فروغ اور تحفظ میں سر ظفر اللہ کا کردار کسی سے مخفی و پوشیدہ نہیں۔ جنہیں دس ہزار سے زائد جانثارانِ ختم نبوت کے مقدس لہو سے ہولی کھیلنے کا شرف بھی حاصل ہے۔ اور تاریخی حقائق و واقعات کی روشنی میں وہ بھی غیر مقلد تھے۔ چنانچہ سر ظفر اللہ خود لکھتے ہیں کہ

☆ میرے دادا چوہدری سکندر خان صاحب مرحوم اپنے علاقہ کے بہت بارسوخ زمیندار تھے۔ وہ زمانہ ہر رنگ میں تاریکی اور جہالت کا زمانہ تھا لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیوی دانش کے علاوہ دین کا علم اور فہم بھی عطا فرمایا تھا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے۔ وہ اہلحدیث فرقہ سے تعلق رکھتے تھے.................. (میری والدہ ص ۳)

اس زمانہ میں ہمارے نانا صاحب اور ماموں صاحب احمدی ہو چکے تھے۔ والد صاحب بھی الحکم منگوایا کرتے تھے اور سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے درس قرآن میں شامل ہوا کرتے تھے.................. (ایضاً۔۔۔ص ۲۱)

سر ظفر اللہ خان کے دادا کی غیر مقلدیت اور انکے ننھیال کا مولوی عبدالکریم (غیر مقلد) سے ربط و تعلق انکی غیر مقلدیت کو بہت حد تک واضح کر رہا ہے۔ گویا سر ظفر اللہ خان بھی قادیانیت قبول کرنے سے پہلے خاندانی طور پر غیر مقلد ہی تھے۔

تلک عشرۃ کاملۃ۔

فصل پنجم

مرزا قادیانی کا فقہی مذہب

فقہ اور فتاوٰی احمدیہ کے آئینہ میں

دیتے ہیں طعنہ اصنام پرستی مجھ کو
سجدہ کرتے ہوئے نکلے ہیں جو بت خانہ سے

﴿مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت﴾

فقہ اور فتاوٰی احمدیہ.........کے آئینہ میں

خاندانی پسِ منظر، افکار و اعمال، کفریہ دعاوی اور اکابرین جماعت کے آئینہ میں مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت آپ ملاحظہ فرما چکے۔ اب آیئے تحریک قادیانیت کی مستقل فقہ احمدیہ اور فتاوٰی احمدیہ کی روشنی میں بھی مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کا جائزہ لے لیا جائے۔

﴿دلیل نمبر 62﴾

قادیانیوں کا فرقہ احمدیہ

قادیانی لٹریچر سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح آشکارا ہے کہ وہ اپنے لئے مستقل فرقہ احمدیہ کا نام تجویز کرتے ہیں اس فرقہ کو دیگر فقہی مذاہب کی طرح جانتے ہیں جیسا کہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ

☆ چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے۔ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ معزز اور مہذب عہدیدار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نوتعلیم یاب جیسے بی، اے اور ایم، اے اس فرقہ میں داخل ہیں۔ اور داخل ہو رہے ہیں۔ اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے۔۔۔۔ اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدید اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں۔ حضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر کو آگاہ کر دوں۔

....

(تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۷..................بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۷۰۰)

مرزا صاحب کے مذکورہ اقتباس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جماعتِ قادیانیہ ایک مستقل نومولود فرقہ ہے۔ جس کے امام، رہبر اور پیشوا مرزا صاحب خود ہیں۔ اور انہیں اس فرقہ کا پیشوا من جانب اللہ بنایا گیا ہے۔ اور منجانب اللہ معرض وجود میں آنے والا فرقہ اور اس کا پیشوا کسی مجتہد اور فقیہ کا مقلد

کیسے ہوسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب نے ۴ نومبر ۱۹۰۰ء میں ایک اشتہار شائع کیا جسمیں لکھا کہ

☆ اور وہ نام جو اس سلسلہ کیلئے موزوں ہے. جسکو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کیلئے پسند کرتے ہیں. وہ نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" ہے۔ اور جائز ہے کہ اس کو احمدی مذہب کے مسلمان کے نام سے بھی پکاریں.................. (مجدد اعظم جلد۲......ص ۷۸۳)

اور اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اسی اشتہار میں لکھتے ہیں کہ

☆ اور اس فرقہ کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے. ایک محمد ﷺ اور دوسرا احمد ﷺ..... پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے.................. (ایضاً.....ص ۷۸۴)

اور جب بعض لوگوں کی طرف سے اس نام پر اعتراض ہوا تو مرزا صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ

☆ جو لوگ اسلام کے نام سے انکار کریں یا اس نام کو عار سمجھیں ان کو تو میں لعنتی کہتا ہوں. میں کوئی بدعت نہیں لایا جیسا کہ حنبلی شافعی وغیرہ تھے ایسا ہی احمدی بھی نام ہے. بلکہ احمدی کے نام میں اسلام اور اسلام کے بانی احمد ﷺ کے ساتھ اتصال ہے اور یہ اتصال دوسرے ناموں میں نہیں۔ احمد آنحضرت ﷺ کا نام ہے. اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے....... (ایضاً...ص ۱۰۴۲)

مرزا صاحب کا اپنے فرقہ کو حنبلی، شافعی وغیرہ فقہی مذاہب کے برابر کھڑا کرنا. اسے ان ہی جیسا فرقہ قرار دینا. انکی خالص غیر مقلدیت کی دلیل ہے. اور پھر دیگر غیر مقلدین کی طرح ان فقہی نسبتوں کو وہ ناقص بھی قرار دیتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دیگر غیر مقلدین حنفی کے مقابلے میں محمدی کہلاتے ہیں..... اور قادیانی حنفی کے مقابلے میں احمدی، اور دعوٰی دونوں کا ایک ہے کہ مقلدین کی آنحضرت ﷺ کے ساتھ نسبت بالواسطہ ہے اور ہماری متصل۔ مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کیساتھ اس ذہنی یک جہتی سے انکی غیر مقلدیت خوب آشکارا ہے. یہی وجہ ہے کہ دیگر قادیانی بھی اپنے فرقہ کو دیگر فقہی مذاہب کی طرح ہی سمجھتے ہیں. چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ اسی طرح شیعہ، سنی، حنفی، شافعی، احمدی نام رکھنے سے ہرگز کسی کا بھی یہ مقصد نہیں کہ وہ لوگ مسلمان کا نام اپنے لئے پسند نہیں کرتے. اسی لئے انہوں نے اپنا نام یہ رکھ لیا ہے. بلکہ

ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ....(بشارات احمدیہ جلد ا.....ص ۲۱۶)

ڈاکٹر صاحب کا اپنے احمدیہ فرقہ کو حنفی وشافعی بلکہ شیعہ وسنی فرقوں کے برابر علیحدہ و مستقل حیثیت دینا، اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ اس فرقہ کا فقہ کے مذاہب اربعہ سے قطعاً کوتعلق نہیں .اور یہ ایک مستقل اور خالص غیر مقلد فرقہ ہے۔

دلیل نمبر 63

قتال فی سبیل اللہ ناجائز

فرقہ قادیانیہ کی بنیادی فکر کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ

☆ یادر ہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدانے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے .ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں .اور نہ اس کی انتظار ہے .بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا ....

.....(تبلیغ رسالت جلد۹ ص ۸۲........بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۷۰۲)

اس فرقہ کی یہ بنیادی فکر کس فرقہ کی فکر سے ملتی جلتی ہے. آیئے اس کا بھی مختصر جائزہ لے لیں۔ اہل حدیث حضرات کے سرخیل نواب صدیق حسن خان مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ اور اہل حدیث تیرہ سو برس سے چلے آتے ہیں .ان میں سے کسی نے ملک میں جھنڈا اس جہاد اصطلاحی حال کا کھڑا نہیں کیا۔ اور نہ کوئی ان میں حاکم یا بادشاہ کسی ملک کا بنا۔ اکثر بلکہ سب کے سب زاہد تارک دنیا تھے. فتنہ وفساد وقتل وخون ریزی سے ہزاروں کوس بھاگتے تھے ....(ترجمان وہابیہ.......ص ۲۱)

جہاد وقتال کے بارہ میں مرزا قادیانی اور نواب صدیق حسن خان مرحوم کی ذہنی ہم آہنگی صاف ظاہر کر رہی ہے کہ......قادیانیوں کا احمدی فرقہ.....اور اہل حدیث کا محمدی فرقہ...........ایک ہی ذہن کی تخلیق ہیں، اور وہ ذہن انگریز بہادر کے سوا کس کا ہوسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ نواب صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ جتنے لوگوں نے غدر (یعنی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی) میں شر و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد

ہوئے ،وہ سب کے سب مقلدانِ مذہب حنفی تھے نہ متبعان حدیث نبویؐ ...(ایضاً ص ۴۵)

نواب صاحب مرحوم کے دونوں اقتباسات کو سامنے رکھنے سے یہی نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی تاریخ کے اندر جہاد وقتال کا فریضہ سرانجام دینے والا......کوئی جرنیل وسپہ سالار جیسے محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر رحمھم اللہ تعالیٰ وغیرھم ......اور کوئی سلطان وبادشاہ جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز، سلطان نورالدین زنگی، سلطان صلاح الدین ایوبی، سلطان محمود غزنوی، سلطان شہاب الدین محمد غوری رحمھم اللہ تعالیٰ وغیرھم.....غیر مقلد واہل حدیث نہیں ہوا حتی کہ برصغیر میں فرنگی سامراج کے خلاف جہاد وقتال کا فریضہ سرانجام دینے والے تمام مجاہدین.........نواب سراج الدولہ......سلطان حیدر علی......سلطان فتح علی ٹیپو......حافظ رحمت خان......حضرت سید احمد شہید......حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید.........اور مجاہدین ۱۸۵۷ء رحمھم اللہ تعالیٰ وغیرھم......... سب کے سب حنفی تھے .بہر حال مرزا صاحب کی جہاد وقتال کے بارہ میں مذکورہ غیر مقلدانہ فکر سے بھی ان کی غیر مقلدیت پوری طرح عیاں ہے۔

﴿دلیل نمبر 64﴾

مقلد اور غیر مقلد کا جھگڑا ختم

مرزا صاحب کے فرقہ جدیدہ احمدیہ کا ایک مقصد ’’جہاد وقتال کی مخالفت‘‘ آپ ملاحظہ فرما چکے. دوسرا مقصد بھی ملاحظہ فرمالیجیے .چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ آپ (مرزا صاحب) کی زندگی میں آپ کی جماعت کا طرز عمل مذہبی رواداری کا ایک بہترین نمونہ تھا.آپ کی مسجد میں مقلد اور غیر مقلد بھائیوں کی طرح ایک دوسرے سے سلوک کرتے تھے .اور کبھی فروعی امور میں نہ جھگڑتے جن کیلئے مقلدین اور غیر مقلدین میں آئے دن سر پھٹول ہوتی رہتی ہے .مسجد میں آمین زور سے کہنے والے بھی بکثرت ہوتے تھے .اور آہستہ کہنے والے بھی موجود تھے .کبھی ایک نے دوسرے کو نہیں ٹوکا. ....

..........................(مجدد اعظم جلد۲ ......ص ۱۳۳۳)

گویا مرزا صاحب کا مسلک وفرقہ ایک معجون مرکب تھا.اور یہی ان کی غیر مقلدیت کی دلیل

ہے. چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

☆ چنانچہ جن مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ان کا نصب العین جب خدا کی بادشاہی کو قائم کرنے کیلئے دعوت و تبلیغ کے رنگ میں جہاد ہو گیا تو آپس کے تمام فروعی جھگڑے ان میں یک قلم موقوف ہو گئے. ان کے اندر نہ شیعہ وسنی کا جھگڑا باقی رہا. نہ مقلد و غیر مقلد کا تنازعہ سب آپس میں بھائی بھائی بن گئے.......... (ایضاً جلد ۱... ص ۷۳۵)

قادیانیوں کا یہ طرز فکر کہ ان کا فرقہ احمدیہ اصولی و فروعی ہر قسم کے تنازعات میں تمام فرقوں کا مذہبی تشخص قائم رکھتے ہوئے اتحاد و یک جہتی کی فضا پیدا کرے گا. ایک خالص غیر مقلدانہ سوچ اور فکر ہے. یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ مرزا صاحب کی حیات میں قادیان کی مسجد کے اندر مقتدی تو (مقلد و غیر مقلد) ہر قسم کے تھے مگر امام صرف غیر مقلد ہی تھے۔ جیسا کہ گذشتہ اوراق میں گزر چکا ہے۔

﴿دلیل نمبر 65﴾

قادیانیوں کی فقہ احمدی

قادیانیوں نے اپنے مستقل ''فرقہ احمدیہ'' کیلئے مستقل ''فقہ احمدی'' بھی مدون کر لی. چنانچہ پہلے قادیانیوں کے خلیفہ بلافصل حکیم نوردین بھیروی نے '' فتاوی احمدیہ'' مرتب کیا. اور اس کے بعد حافظ روشن علی قادیانی نے ''فقہ احمدیہ'' ترتیب دی. اسکی تمہید میں حافظ روشن علی لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی دفعہ اس امر کی خواہش کی کہ ہماری جماعت کے علماء ایک کتاب فقہ کی سلیس اردو زبان میں لکھیں. تا کہ خاص و عام اس سے یکساں مستفید ہوں مگر یہ امر معرض التوا میں رہا. یہاں تک کہ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے عہد سے بھی آٹھ سال گزر چکے تو تب اس کام کا آغاز ہوا کہ اس امر مہم کو پورا کیا جائے. چنانچہ ۱۹۲۲ء کی کانفرنس کے موقع پر تجویز کیا گیا کہ ایک فقہ کی کتاب لکھی جائے. اور مجھے ارشاد کیا گیا کہ میں اس نازک کام کے سرانجام کو اپنے ہاتھ میں لوں. سو اس کا عبادات کا حصہ تیار ہو جانے کے بعد مکرمی مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا. انہوں نے بھی اس کو ملاحظہ فرمایا. اور مکرمی مولوی شیر علی صاحب نے بھی اسکو ملاحظہ فرمایا.

اور مولوی محفوظ الحق صاحب علوی نے بھی اس کتاب کو دیکھا۔ان حضرات کی پسندیدگی کے بعد میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں پیش کیا۔آپ نے بغیر ملاحظہ فرمانے کے ہی پسند فرمایا کہ اسے چھاپ کر طالبین کی خدمت میں ہدیہ کی جائے میں نے اسکی تصنیف میں قرآن کریم،اور صحاح ستہ اور نیل الاوطار،اور مجموعہ فتاوی احمدیہ،اور فتاوی عالمگیری،اور فتاوی قاضی خان،اور ہدایہ کو مدنظر رکھا۔اور وقتاً فوقتاً دیگر کتب سے بھی امداد لی..................(فقہ احمدیہ جلد ا......ص ۲)

اس اقتباس سے درج ذیل چار چیزوں کی وضاحت پوری طرح ہو رہی ہے۔

☆ پہلی........یہ کہ مرزا قادیانی کا اپنی جماعت کیلئے فقہ کی مستقل الگ کتاب ترتیب دینے کی ضرورت محسوس کرنا اور خواہش رکھنا۔نیز قادیانی جماعت کا اپنے لئے فقہ کی مستقل کتاب ترتیب دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ فقہ حنفی کے ساتھ قادیانیوں کا کوئی تعلق نہیں۔ورنہ انہیں اپنے لئے الگ فقہ مدون کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

☆ دوسری........یہ کہ اسکی تدوین کا فیصلہ جماعت احمدیہ نے اجتماعی صورت میں اپنی خلافت ثانیہ کے زمانہ میں کیا۔جسے جماعت کے سینئر علماء نے ملاحظہ کیا اور پسند کرنے کے بعد اشاعت کی اجازت دی۔گویا یہ کسی فرد واحد کی انفرادی کاوش نہیں ہے۔بلکہ اسے پوری جماعت قادیانیہ کے عمل کیلئے مرتب کیا گیا ہے۔اور ظاہر بات ہے کہ جماعت قادیانیہ نے یہ فقہ اپنے پیشوا مرزا قادیانی کے مذہب و مسلک کے مطابق ہی مدون کی ہوگی۔

☆ تیسری........یہ کہ فقہ کی اس کتاب کو تدوین و ترتیب کے بعد قادیانیوں کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود کی خدمت میں پیش کیا گیا۔اور انکی اجازت و پسندیدگی کے بعد اسے شائع کیا گیا۔ گویا یہ خلیفہ ثانی کی مصدقہ اور پسندیدہ ہے۔لہذا اس کا اطلاق پوری جماعت قادیانیہ پر ہوگا۔

☆ چوتھی........یہ کہ اس فقہ کی تدوین و ترتیب کیلئے صرف فقہ حنفی کی کتب پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ مشہور غیر مقلد عالم قاضی شوکانی مرحوم کی نیل الاوطار سے بھی استفادہ کیا گیا۔اس اعتبار سے اس کا طرز تحقیق و ترتیب ہی غیر مقلدانہ ہے۔

دلیل نمبر 66

فقہ محمدی اور فقہ احمدی

غیر مقلدین کے مشہور عالم (فقہ حنفی پر تبرابازی کے انداز میں تنقید کرنیوالے) مولانا محمد جونا گڑھی نے فقہ حنفی کے مقابلہ میں اپنی ایک فقہ مدون کی جس کا نام انہوں نے "فقہ محمدی" رکھا۔ اگرچہ اس میں فکر و فلسفہ سارا مولانا محمد جونا گڑھی کا ہے. لیکن غیر مقلدین اس کی نسبت آنخضرت ﷺ کی طرف کرتے ہیں. اسی طرح قادیانیوں نے جو "فقہ احمدی" مدون کی. اسمیں فکر و فلسفہ سارا مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے. لیکن قادیانی اسکی نسبت آنخضرت ﷺ ہی کی طرف کرتے ہیں. ان دونوں فرقوں کی یہ ذہنی ہم آہنگی، فقہی اعتبار سے انکی فکری وحدت پر دلالت کرتی ہے. جس طرح غیر مقلدین خود کو محمدی اور مقلدین کو حنفی قرار دیتے ہیں اسی طرح قادیانی خود کو احمدی اور دوسروں کو غیر احمدی قرار دیتے ہیں۔

دلیل نمبر 67

فقہ حنفی اور فقہ احمدی کا تقابل

قادیانی گروہ صرف اپنی مستقل "فقہ احمدیہ" مدون کرنے ہی کی وجہ سے غیر مقلد نہیں. بلکہ اس کے اندر فقہی مسائل کے اعتبار سے بھی غیر مقلد ہے آیئے "فقہ احمدی" کے چند فقہی مسائل کا جائزہ لے لیں۔

☆ **پگڑی پر مسح**...... احناف کے نزدیک وضو میں چوتھائی سر کا مسح فرض ہے جو پگڑی یا ٹوپی پر جائز نہیں. جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک سر کا مسح پگڑی پر کرنا بھی جائز ہے۔ (ملاحظہ فرمایئے فتاوی علمائے حدیث جلد ۱ ص ۱۰۳) دیگر غیر مقلدین کی طرح قادیانی بھی اسی کے قائل ہیں. چنانچہ لکھا ہے کہ...... سر کا مسح اگر پگڑی پر کر لیا جائے. بشرطیکہ ہاتھ کچھ حصہ بالوں کو بھی چھوئیں تو جائز ہے...................... (فقہ احمدیہ جلد ۱..... ص ۱۴)

☆ **مسح علی الجوربین**...... احناف کے نزدیک عام جرابوں پر مسح جائز نہیں. جبکہ غیر مقلدین اسے جائز قرار دیتے ہیں. (ملاحظہ فرمایئے فتاوی ثنائیہ جلد ۱ ص ۴۴۱..... فتاوی علمائے حدیث جلد ۱ ص ۱۰۰) اور گذشتہ اوراق میں متعدد حوالوں سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ مرزا صاحب بھی غیر مقلدین کی طرح

سی کے قائل اور اسی پر عامل تھے۔ اسی لئے جملہ قادیانی بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ انکی فقہ میں لکھا ہے کہ...... اگر کوئی شخص مکمل وضوء کرے۔ پھر موزے پہنے یا جرابیں اس کیلئے جائز ہے کہ دوبارہ وضوء کرنے کے وقت موزوں اور جرابوں کو نہ اتارے بلکہ ان پر مسح کرے۔۔ (فقہ احمدیہ جلد ا ص ۲۹)

☆ **ہاتھ سینہ پر باندھنا**.......... مقلدین احناف نماز کے اندر بحالت قیام زیر ناف ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ جبکہ غیر مقلدین حضرات ہاتھ سینہ پر باندھنے کو مسنون عمل قرار دیتے ہیں۔ دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا قادیانی بھی اسی پر عمل پیرا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ اوراق میں متعدد کتب کے حوالہ سے مرزا قادیانی کا اس پر عمل بیان ہو چکا ہے۔ مرزا صاحب کی تقلید واتباع میں ان کی جماعت احمدیہ کا عمل بھی اسی پر ہے۔ چنانچہ لکھا ہیں کہ....... ہاتھ باندھنے کی طرز یہ ہے کہ بایاں ہاتھ نیچے ہو، دایاں اوپر، سینہ پر باندھنا افضل ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سینہ پر ہاتھ باندھے ہیں.. (فقہ احمدیہ جلد ا.....ص ۳۷)

☆ **بسم اللہ بالجہر** ...... احناف کے نزدیک بسم اللہ چونکہ ہر سورۃ قرآن کا جز نہیں۔ اس لئے نماز کے اندر فاتحہ سے پہلے یا فاتحہ کے بعد کی سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ بالجہر پڑھنا درست نہیں۔ جبکہ غیر مقلدین۔ بسم اللہ بالجہر پڑھنے کے قائل ہیں۔ دیگر غیر مقلدین کی طرح قادیانی بھی اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ........ امام سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ پڑھنے کیلئے بسم اللہ کو خواہ آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے پڑھے۔ دونوں طرح درست ہے........ (فقہ احمدیہ جلد ا...ص ۳۶)

☆ **آمین بالجہر** .... احناف کے نزدیک نماز کے اندر آمین آہستہ کہنا مسنون ہے۔ جبکہ غیر مقلدین آمین بالجہر کو مسنون قرار دیتے ہیں۔ قادیانیوں کا مسلک اس بارہ میں یہ ہے کہ..... اسی طرح آمین بھی سِرّاً کہے یا جہراً کہے۔ دونوں طرح درست ہے............ (ایضا.....ص ۳۶)

☆ **محرمات کی امامت**......... احناف کے نزدیک مرد کیلئے صرف عورتوں کی امامت درست نہیں۔ اور نہ ہی محرم عورتیں مرد کے برابر کھڑی ہو کر اسکی نماز میں شریک ہو سکتی ہیں لیکن گذشتہ اوراق میں آپ متعدد کتب کے حوالہ سے ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کو اپنے پہلو میں برابر کھڑا کر کے اسکی امامت کیا کرتے تھے۔ اور یہی فتوی قادیانیوں کی فقہ احمدیہ کا ہے۔ چنانچہ لکھا

ہے کہ......جب مرد امام ہو، اور اسکی مقتدی صرف ایک عورت ہو تو عورت اکیلی پیچھے کھڑی ہو سکتی ہے اگر امام کی بیوی ہو یا محرم ہو تو امام کے ساتھ بھی کھڑی ہو سکتی ہے......(ایضاً......ص ۳۲)

☆ **رفع الیدین**......احناف اور غیر مقلدین کے مابین شدید متنازعہ مسائل میں سے ایک مسئلہ نماز کے اندر رفع الیدین کا بھی ہے۔ احناف اسے متروک و منسوخ عمل قرار دیتے ہیں۔ جبکہ غیر مقلدین اسے مسنون عمل سمجھتے ہیں۔ گذشتہ اوراق میں متعدد حوالہ جات سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی رفع یدین کرتے تھے۔ اور انکی فقہ احمدیہ میں بھی اسی پر فتوی دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ......نماز کے شروع میں تو ہاتھ اٹھانے ضروری ہیں۔ اگر کوئی شخص رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت، اور تیسری رکعت میں اٹھتے وقت ہاتھ اٹھائے تو یہ بھی سنت ہے۔ اسکا کرنا بہتر ہے۔ نہ کرنے سے کوئی حرج نہیں......(ایضاً...ص ۳۷ حاشیہ)

......دیگر غیر مقلدین کی طرح قادیانی بھی رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کو مسنون جانتے ہیں۔ مگر سجدوں سے اٹھتے وقت رفع یدین مسنون نہیں جانتے۔ حالانکہ حدیث میں دونوں کا ذکر موجود ہے۔ اور احناف کے نزدیک دونوں متروک ہیں۔

☆ **تہجد و تراویح**......احناف کے نزدیک تہجد و تراویح دو الگ الگ نمازیں ہیں۔ تہجد کی رکعات مختلف (یعنی چار سے بارہ تک) ہیں۔ اور تراویح کی بیس رکعات ہیں۔ اور ان دونوں نمازوں کے اوقات و احکام بھی مختلف ہیں۔ (اسکی تفصیل ہماری کتاب نماز تراویح اور مذاہب اہل حدیث میں ملاحظہ فرمایئے) جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک تہجد و تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ جو رمضان المبارک میں ادا کی جائے تو تراویح کہلاتی ہے اور غیر رمضان میں اسی کا نام تہجد ہوتا ہے۔ اور اسکی رکعات آٹھ معین ہیں۔ دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب کا بھی یہی مسلک و عمل ہے۔ جیسا کہ گذشتہ اوراق میں گزر چکا ہے۔ اور یہی فتوی فقہ احمدیہ کا ہے۔ چنانچہ اس میں ص ۳۸ اور ص ۶۳ پر تہجد و تراویح کو ایک ہی نماز تسلیم کیا گیا ہے اور اسکی رکعات آٹھ بیان کی گئی ہیں۔

☆ **فاتحہ خلف الامام**......احناف کے نزدیک حدیث رسولؐ لا صلوٰۃ لمن لم

یقرأ بفاتحۃ الکتاب الا وراء الامام کی روشنی میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا جائز نہیں۔ جبکہ غیر مقلدین اسے ضروری قرار دیتے ہیں۔ گذشتہ اوراق میں گزر چکا ہے کہ دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا قادیانی بھی فاتحہ خلف الامام کو ضروری قرار دیتے تھے .... چنانچہ فقہ احمدیہ جلد ا ص ۱۴۱ میں بھی اسے مقتدی کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

☆ **قصر کیلئے مقدار سفر** .... احناف کے نزدیک نمازِ قصر کیلئے اڑتالیس میل (یعنی ۷۷ کلومیٹر) یا اس سے زائد کا سفر ہونا ضروری ہے۔ جبکہ بعض غیر مقلدین کے ہاں اسکی کوئی تعیین نہیں۔ اور بعض کے نزدیک آٹھ یا نو میل ہے۔ اوراق گذشتہ میں گزر چکا ہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم اور مرزا قادیانی دونوں کے نزدیک قصر کیلئے کوئی تعیین نہیں۔ البتہ فقہ احمدیہ کے اندر دیگر غیر مقلدین کی طرح گیارہ میل کا فتویٰ دیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ .... شہر سے گیارہ میل باہر جانے یا سفر کا ارادہ کر کے شہر سے باہر نکلنے پر نماز قصر پڑھے .... (ص ۴۳)

☆ **نماز جمعہ** .... احناف کے نزدیک نماز جمعہ ہر گاؤں اور بستی میں واجب نہیں۔ بلکہ تجارت و آبادی کی بعض شرائط سے قصبہ اور گاؤں میں ہی جمعہ پڑھا جا سکتا ہے۔ جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک جہاں بھی تین فرد ہوں وہاں جمعہ واجب ہے۔ دیگر غیر مقلدین کی طرح قادیانی جماعت کا بھی یہی فتویٰ و عمل ہے۔ چنانچہ فقہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ .... اگر تین جمع ہوں تو جمعہ ضرور پڑھیں۔ اگر تین کی تعداد پوری نہ ہو سکے تو عورتوں کو شامل کر لینا چاہیے۔ اگر عورتیں بھی میسر نہ آویں تو دوسری جگہ جاوے جہاں جمعہ ہوتا ہے۔ ورنہ نماز ظہر پڑھے .... (ص ۴۴)

☆ **جمع بین الصلوٰتین** .... احناف کے نزدیک ایک ہی وقت میں دو نمازوں کا جمع کرنا (سوائے حج کے موقع کے) درست نہیں۔ جبکہ غیر مقلدین جمع بین الصلوٰتین کے قائل و عامل ہیں۔ اور گذشتہ اوراق میں متعدد کتب کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ دیگر غیر مقلدین کی طرح مرزا صاحب بھی اسی پر عامل تھے۔ اور یہی فتویٰ فقہ احمدیہ کا ہے۔ جسمیں لکھا ہے کہ .... جبکہ آدمی مسافر ہو یا بارش کی وجہ سے بہت کیچڑ ہو یا اور کوئی اشد مجبوری ہو تو جائز ہے کہ نماز پڑھنے والا ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو اکٹھی پڑھ لے .... (ص ۴۷)

☆ **جمع بین الصلوٰتین میں سنتیں معاف**............غیر مقلدین کے نزدیک صرف جمع بین الصلوٰتین ہی جائز نہیں بلکہ اس صورت میں سنتیں بھی معاف ہیں. چنانچہ مولانا ثناءاللہ امرتسری مرحوم فرماتے ہیں کہ.........جمع بین الصلوٰتین کے صورت میں آنحضرت ﷺ صرف فرض پڑھا کرتے تھے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ نمازوں کو جمع کرنے میں نوافل اور سنتیں نہیں پڑھیں........ (فتاوی ثنائیہ جلد ا.......ص ۴۸۵) اور بعینہ یہی فتوی قادیانیوں کی فقہ احمدیہ میں اس طرح دیا گیا ہے کہ......نمازیں جمع کرنے کی صورت میں دونوں کی سنتیں معاف ہیں........(ص ۴۷)

☆ **تکبیرات عیدین**..........احناف کے نزدیک عیدین (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی نمازوں میں زائد تکبیرات چھ ہیں. تین پہلی رکعت میں قرأت سے قبل اور تین دوسری رکعت میں قرأت کے بعد۔ لیکن غیر مقلدین کے نزدیک عیدین کی نمازوں میں زائد تکبیرات بارہ ہیں۔ سات پہلی رکعت میں قرأت سے قبل اور پانچ دوسری رکعت میں قرأت سے قبل. (ملاحظہ فرمائیے فتاوی ثنائیہ جلد ا ص ۶۱۳ .... فتاوی نذیریہ جلد ا ص ۶۳۰ وغیرہ) دیگر غیر مقلدین کی طرح قادیانی بھی اسی کے قائل ہیں. چنانچہ فقہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ...... (نماز عید میں) جب امام تکبیر تحریمہ کہے تو اسکے بعد ثناء پڑھے. پھر سات تکبیریں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے کہے۔ اور پانچ دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے..................(ص ۵۰)

☆ **اونٹ کی قربانی میں حصے**.....احناف کے نزدیک اونٹ کی قربانی میں بھی اتنے ہی حصے ہیں. جتنے گائے اور بھینس کی قربانی میں یعنی سات. جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک اونٹ کی قربانی میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں. دیگر غیر مقلدین کی طرح قادیانی بھی اسی کے قائل ہیں. جیسا کہ فقہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ..............گائے اور بھینس سات کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے۔ اور اونٹ میں افضل تو یہی ہے کہ سات کس شریک ہوں لیکن دس کی طرف سے بھی اونٹ کفایت کرتا ہے...(ص ۵۱)

☆ **تکبیرات نماز جنازہ**..........احناف کے نزدیک نماز جنازہ کی تکبیرات چار ہیں. جبکہ غیر مقلدین پانچ تکبیروں کے قائل ہیں، اور یہی فتوی قادیانیوں کی فقہ احمدیہ ص ۵۵ میں مذکور ہے۔

☆ **جنازہ میں فاتحہ**......احناف نماز جنازہ کے اندر قراءۃ فاتحہ کے جواز کے قائل نہیں ہیں.

جبکہ غیر مقلدین اسے ضروری قرار دیتے ہیں...اور فقہ احمدیہ ص ۵۵ میں بھی یہی فتوی مذکور ہے۔

☆ **غائبانہ نماز جنازہ**.........احناف کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ کا تصور نہیں ہے۔جبکہ غیر مقلدین اسکے جواز کے قائل ہیں دیگر غیر مقلدین کی طرح قادیانی بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ فقہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ......اس نماز جنازہ سے مراد ہے کہ میت سامنے نہیں ہے اور کسی دوسرے مقام میں فوت ہوگیا ہے اس طرح بھی نماز جنازہ بصورت میت حاضر نہ ہونے کے پڑھنا درست ہے.......(ص ۵٦)

☆ **زیورات کی زکوۃ کا حکم**........احناف کے نزدیک سونا اور چاندی اگر نصاب شرعی کے برابر یا زائد ہوں تو ان پر زکوۃ فرض ہوتی ہے۔خواہ وہ زیورات کی صورت میں ہو یا برتنوں کی صورت میں یا کسی اور صورت میں۔لیکن غیر مقلدین کے نزدیک زیورات کی صورت میں سونے اور چاندی پر زکوۃ واجب نہیں۔خواہ وہ نصاب سے کتنا بھی زائد کیوں نہ ہو۔(ملاحظہ فرمایئے بدور الاہلہ ص ۱۰۲، از نواب صدیق حسن خان بھوپالی مرحوم) دیگر غیر مقلدین کی طرح قادیانی بھی اسی کے قائل ہیں۔چنانچہ فقہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ........سونے، چاندی کے جو زیور عام طور پر عورتوں کے استعمال میں رہتے ہوں۔اور غرباء کو بھی عاریتاً دیئے جاتے ہوں۔ان پر کوئی زکوۃ واجب نہیں ہے۔اور اگر عام طور پر استعمال میں رہتے ہوں۔لیکن غرباء کو عاریتاً نہ دیئے جاتے ہوں۔ان پر زکوۃ ادا کرلینا بہتر ہے۔لیکن واجب نہیں ہے.....................(ص ٦٦)

ہم نے فقہ احمدیہ کی ایک ہلکی سی جھلک قارئین کے سامنے رکھ دی ہے۔تاکہ وہ اسکی روشنی میں فقہ احمدی اور فقہ حنفی کے درمیان موازنہ کرسکیں۔اور غیر مقلدین کے اس دعوٰی کی حقیقت جان سکیں کہ فقہ حنفی اور فقہ احمدی دونوں ایک ہیں۔حالانکہ فقہ احمدیہ اپنے فتاوٰی کی روشنی میں اپنی پوری غیر مقلدانہ اصلیت بے نقاب کررہی ہے۔اس کے بعد کوئی حواس باختہ شخص ہی فقہ حنفی اور فقہ احمدی کو ایک قرار دے سکتا ہے۔اور فقہ احمدیہ کا غیر مقلدانہ طرز مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت کو پوری طرح آشکارا کررہا ہے۔کیونکہ ممکن نہیں کہ قادیانی جماعت اپنے پیشوا و مقتداء مرزا غلام احمد قادیانی کے فقہی مذہب سے روگردانی کرتے ہوئے اس کے مذہب کے خلاف اپنے عمل کے لئے کوئی الگ فقہ مدوّن کرے۔

دلیل نمبر 68

قادیانیوں کا فتاویٰ احمدیہ

فقہ احمدیہ کی طرح ''نہج المصلی یعنی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ'' بھی قادیانیوں کی طرف سے مرتب وشائع ہو چکا ہے. جس میں صرف مرزا غلام احمد قادیانی، انکے خلیفہ اوّل حکیم نور الدین بھیروی اور خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود کے فتاویٰ جات منقول ہیں. آپ فقہ احمدیہ کی روشنی میں مرزا صاحب اور ان کی جماعت کی غیر مقلدیت ملاحظہ فرما چکے. اب فتاویٰ احمدیہ کی روشنی میں بھی ان کی غیر مقلدیت کا جائزہ لے لیجئے. ہم اس میں سے چند نمایاں اختلافی مسائل پر فتاویٰ نقل کریں گے. ملاحظہ فرمایئے۔

☆ **جرابوں پر مسح**...... ہم مرزا صاحب کے عمل اور فقہ احمدیہ کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں کہ انکے نزدیک عام جرابوں پر (دیگر غیر مقلدین کی طرح) مسح جائز ہے.......... چنانچہ فتاویٰ احمدیہ جلد ۱...ص ۳۰ میں حکیم نور الدین کی طرف سے بھی اسکے جواز کا فتویٰ دیا گیا ہے۔

☆ **پگڑی پر مسح**...... ہم فقہ احمدیہ کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں کہ دیگر غیر مقلدین کی طرح قادیانی بھی پگڑی پر مسح کو جائز قرار دیتے ہیں. چنانچہ یہی فتویٰ فتاویٰ احمدیہ میں بھی حکیم نور الدین بھیروی کے حوالہ سے اس طرح منقول ہے کہ...... پگڑی پر مسح میں اختلاف ہے. میری سمجھ میں جائز ہے.. (جلد ۱...ص ۳۰)

☆ **بسم اللہ اور آمین بالجہر**..... دیگر غیر مقلدین کی طرح قادیانی بھی بسم اللہ اور آمین بالجہر کے قائل ہیں. چنانچہ حکیم نور الدین صاحب لکھتے ہیں کہ............بسم اللہ جہراً اور آہستہ پڑھنا ہر دو طرح جائز ہے...... ایسا ہی آمین ہر دو طرح جائز ہے.......مجھے ہر دو طرح مزہ آتا ہے. کوئی آہستہ پڑھے یا اونچی پڑھے...... (فتاویٰ احمدیہ جلد ۱ ص ۶۴) اور ان میں سے اپنے لئے حکیم صاحب کونسا عمل پسند کرتے ہیں. اسکے بارہ میں لکھتے ہیں کہ.......... آمین بالجہر کو ہم پسند کرتے ہیں...... (ایضاً ۱۰۲)

☆ **فاتحہ خلف الامام**...... دیگر غیر مقلدین کی طرح قادیانی بھی فاتحہ خلف الامام کو ضروری قرار دیتے ہیں. چنانچہ حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ.......قرأۃ فاتحہ خلف الامام کو ہم فرض سمجھتے ہیں۔

ضرور پڑھنی چاہیئے۔ میں بھی پڑھتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی پڑھتے تھے۔ سورۃ فاتحہ نماز میں نہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی............ (ایضاً ۷۳)

☆**رفع الیدین**......... حکیم صاحب نماز کے اندر رفع الیدین کی احادیث کو قوی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ.......... روایۂ رفع یدین کرنا قوی ہے۔ اسکے مقابل کے دلائل میرے نزدیک وہ قوت نہیں رکھتے جو رفع یدین کے دلائل بالمقابل شوکت رکھتے ہیں............ (ایضاً...ص ۹۹)

☆**ہاتھ سینہ پر باندھنا**......... حکیم صاحب دیگر غیر مقلدین کی طرح نماز میں ہاتھ سینہ پر باندھنے کی روایات کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ.......... نماز میں ہاتھ سینہ پر باندھنے کی روایت صحیح ہے۔ اور تحت سینہ کی روایت ضعیف ہے............ (ایضاً...ص ۱۰۰)

☆**ننگے سر نماز جائز ہے**......... اکثر غیر مقلدین کو ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت ہو گئی ہے۔ جبکہ حکیم نورالدین بھی انکی تائید میں فتوی دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ.......... سر پر ٹوپی یا پگڑی نہ ہو تب بھی نماز جائز ہے............ (ایضاً...ص ۱۰۳)

☆**تہجد وتراویح ایک ہی نماز**......... دیگر غیر مقلدین کی طرح حکیم نورالدین بھی تہجد وتراویح کو ایک ہی نماز قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ.......... جو شخص تہجد ہمیشہ بارہ رکعت پڑھتا ہے۔ وہ ماہ رمضان مبارک میں آخر حصہ رات بدستور بارہ رکعت تہجد پڑھے۔ اسکو تراویح کی ضرورت نہیں۔ تہجد کا ثواب زیادہ ہے۔ تہجد کی فضیلت زیادہ ہے............ (ایضاً ص ۱۴۹)

☆**شرائط جمعہ**......... احناف کے خلاف غیر مقلدین کی تائید میں فتوی دیتے ہوئے حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ.......... نماز جمعہ کیلئے تعداد مقتدیوں کے متعلق اور مصر وغیرہ کی شرائط احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں............ (ایضاً...ص ۱۵۷)

☆**تکبیرات عیدین**......... اس مسئلہ میں بھی حکیم صاحب غیر مقلدین کے مؤقف کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ.......... عید کی نماز میں جو تکبیریں آئی ہیں ان میں علماء کا اختلاف ہے۔ مگر میں اس روایت کو ترجیح دیتا ہوں جس میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں آئی ہیں............ (ایضاً...ص ۱۶۱)

☆ **جمع بین الصلوتین** .... اس مسئلہ میں بھی حکیم صاحب مذہب غیر مقلدین کے مؤید ہیں ۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ...... جمع بین الصلوتین ہر ایسے عذر سے جو واقعی ہو، سُستی نہ ہو، مجبوری ہو جائز ہے .... (ایضاً ... ص ۱۹۷)

☆ **جمع کی صورت میں سنتیں معاف** .... حکیم صاحب جمع بین الصلوتین کے بارہ میں سنتوں کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ .... نمازیں جمع کی جائیں تو پہلی اور پچھلی دونوں سنتیں معاف ہوتی ہیں .... (ایضاً ... ص ۱۹۶)

☆ **نماز قصر کیلئے سفر کی مقدار** ...... اس بارہ میں حکیم صاحب کے دونوں فتوے منقول ہیں اور دونوں حنفی مذہب کے مخالف ہیں ۔ ...... ان کا پہلا فتوی یہ ہے کہ سات کوس سفر ہے ۔ .... (ایضاً ص ۲۰۵) ...... دوسرا فتوی یہ ہے کہ سفر وہی ہے جسے لغتاً و عرفاً سفر کہیں ..... (ایضاً ... ص ۲۰۷)

غور فرمایئے کہ قادیانیوں کے مرتبہ "فتاوی احمدیہ" کے فتاوی بھی غیر مقلدین کے مذہب کے مطابق ہیں جن سے مرزا صاحب کی غیر مقلدیت پوری طرح ظاہر ہے ۔

﴿دلیل نمبر 69﴾

قادیان کے غیر مقلد امام

قادیانیوں کی صرف فقہ اور فتاوی ہی غیر مقلدانہ نہیں ۔ بلکہ قادیان میں انکی امامتِ نماز بھی غیر مقلدین کے سپرد تھی ۔ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ حضرت اقدس نماز میں کبھی امام نہیں بنتے تھے ۔ مولوی عبدالکریم صاحب جب تک زندہ رہے ۔ مسجد مبارک میں وہی روزانہ نماز پڑھایا کرتے تھے ۔ مسجد جامع میں جمعہ مولوی نورالدین صاحب پڑھاتے تھے ۔ مولوی عبدالکریم کی وفات کے بعد مسجد مبارک میں روزانہ نماز کی امامت مولوی نورالدین صاحب ہی کرتے تھے ۔ لیکن جمعہ کے دن چونکہ مولوی نورالدین صاحب مسجد جامع میں جمعہ پڑھاتے تھے اس لیے مسجد مبارک میں جمعہ مولانا محمد احسن صاحب امروہی پڑھاتے تھے ....
(مجدد اعظم جلد ۲ .... ص ۱۱۹۴)

مندرجہ بالا حوالہ میں قادیان کے اندر مسجد مبارک اور مسجد جامع میں جمعہ اور نماز پنجگانہ کی امامت کے لئے تین نام ذکر کیے گئے ہیں۔ پہلا مولوی عبدالکریم کا۔ دوسرا مولوی نورالدین کا اور تیسرا مولوی محمد احسن امروہی کا۔ اور مرزا بشیر احمد نے بھی سیرت المہدی جلد ا ص ۱۶۲، ۱۶۳..... جلد ۲ ص ۱۴۷..... جلد ۳ ص ۴۲، ۱۶۷، ۲۶۵ وغیرہ میں انکی امامت کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ان تینوں حضرات کی غیر مقلدیت کا تذکرہ، ہم گذشتہ اوراق میں ٹھوس ثبوت کے ساتھ کر چکے ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت پوری طرح ثابت ہے۔ کیونکہ اگر وہ حنفی ہوتے، غیر مقلد نہ ہوتے تو اپنی مساجد میں جمعہ اور نمازوں کیلئے غیر مقلد امام وخطیب مقرر نہ کرتے۔

دلیل نمبر 70

قادیان کے غیر مقلد مفتی

مرزا صاحب نے قادیان کے اندر صرف اپنی مساجد میں امامت وخطابت کیلئے ہی غیر مقلد مقرر نہیں کیے۔ بلکہ فقہی فتوؤں کیلئے مفتی اور قاضی بھی وہاں غیر مقلد متعین تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ اکثر مولوی محمد احسن صاحب امروہی فقہی مسائل میں فتوے دیا کرتے تھے۔ کبھی مولوی نورالدین صاحب اور کبھی مولوی عبدالکریم صاحب بھی....... (مجدد اعظم جلد ۲..... ص ۱۳۳۵)

☆ حضرت اقدس کو ان (مولوی محمد احسن امروہی) کے علم وفضل پر اتنا اعتبار تھا کہ انہیں مفتی قرار دیدیا یعنی جس کسی کو جس مسئلہ میں فتوے کی ضرورت ہو انکی طرف رجوع کرنے کا حکم تھا۔ اور کئی بار مناظروں میں ان کے ساختہ پرداختہ کو اپنا ساختہ پرداختہ قرار دیتے رہے.................. (ایضاً جلد ا....... ص ۲۵۱)

غور فرمایئے مرزا صاحب کی طرف سے فتوے کیلئے مقرر کیے گئے تینوں مفتی غیر مقلد تھے۔ جو کہ مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے۔ حنفی المذہب ہو کر غیر مقلد مفتی مقرر کرنا کیونکر ممکن ہے؟

﴿دلیل نمبر 71﴾

غیر مقلد خلیفہ بلا فصل

مرزا صاحب کی وفات کے بعد انکی جگہ ان کا جو نائب و خلیفہ بنا وہ حکیم نور الدین بھیروی ہیں. اور پوری جماعت نے حکیم صاحب کو ہی خلیفہ بلا فصل تسلیم کیا. اور حکیم صاحب کی غیر مقلدیت پر ہم بالتفصیل بحث کر چکے ہیں. یاد رہے کہ حکیم نور الدین پر پوری قادیانی جماعت متفق تھی۔ اور ان کی وفات تک جماعت ایک ہی تھی. اس کے بعد خلافت کا جھگڑا پیدا ہوا. اور جماعت دو گروہوں (قادیانی ولاہوری) میں تقسیم ہوگئی حکیم نور الدین غیر مقلد کا مرزا صاحب کا خلیفہ و جانشین بننا بھی مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی ٹھوس دلیل ہے۔

﴿دلیل نمبر 72﴾

مرزا صاحب کی نماز جنازہ کا غیر مقلد امام

مرزا صاحب کی وفات کے بعد انکی نمازِ جنازہ حکیم نور الدین نے پڑھائی جیسا کہ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ جنازہ باغ میں رکھا گیا. اسی جگہ حضرت اقدس کو دفن کرنے سے پہلے تمام جماعت نے حضرت مولانا نور الدین صاحب کو اپنا امیر تسلیم کیا. اور مولانا نور الدین صاحب کی امامت میں تمام جماعت نے قبل از نماز عصر نماز جنازہ پڑھی...... (مجدد اعظم جلد ۲...ص ۱۲۱۲)

گویا غیر مقلدیت نے مرنے کے بعد بھی مرزا صاحب کا پیچھا نہیں چھوڑا. اور انکی نماز جنازہ کا امام حکیم نور الدین بھیروی جیسا غیر مقلد بنا۔

محترم قارئین کرام! ہم پانچویں فصل میں " فقہ وفتاویٰ احمدیہ کے آئینہ میں " بھی مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کو واضح و آشکارا کر چکے ہیں. اس کے باوجود اگر کوئی غیر مقلد مرزا صاحب کو حنفی قرار دیتا ہے تو یہ اسکی جہالت و ہٹ دھرمی ہے۔

فصل ششم

مرزا قادیانی کا فقہی مذہب

کردارِ غیر مقلدین کے آئینہ میں

وہ کتنا ہوشمند تھا جو میرے نام سے
مشہور خود ہوا مجھے رسوائی دے گیا

مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت

کردارِ غیر مقلدین..........کے آئینہ میں

خاندانی پس منظر، افکار و اعمال، کفریہ دعاوی، اکابرین جماعت اور فقہ و فتاوٰی احمدیہ کے آئینہ میں آپ مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت ملاحظہ فرما چکے ہیں. اب آیئے ہم اس فصل میں کردار غیر مقلدین کے آئینہ میں مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کا جائزہ لینا چاہیں گے۔ ہمارا یہ دعوٰی ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریک قادیانیت کو برصغیر میں ترقی و فروغ اور تقویت و استحکام غیر مقلدین نے دیا ہے. اور ہم اپنے اس دعوٰی کو انشا اللہ العزیز بدلائل قاہرہ ثابت کریں گے. یہ بات تو ہم گذشتہ فصل میں واضح کر چکے ہیں کہ تحریکِ قادیانیت کی ترقی و ترویج میں بنیادی کردار ادا کرنے والی جملہ شخصیات غیر مقلد تھیں۔ اب ہم اسی مسئلہ کے دوسرے پہلو قادیانیت کی وکالت اور قبولیت پر بحث کریں گے. تاکہ قارئین کرام ہمارے دعوٰی کی صداقت و سچائی کو پوری طرح جان سکیں.

ہم اس فصل کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے. پہلے حصہ میں ہم بٹالوی صاحب کی خدمات کے آئینہ میں مرزا صاحب کی غیر مقلدیت واضح کریں گے. اور دوسرے حصہ میں دیگر غیر مقلدین کے کردار کے آئینہ میں مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کو زیر بحث لائیں گے۔

دلیل نمبر 73

مولانا بٹالویؒ۔۔۔اور۔۔۔مرزا قادیانی.

یہ حقیقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریک کو ابتدائی مراحل میں جو تقویت مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے ذریعہ حاصل ہوئی، وہ کسی اور ذریعہ سے نہیں ملی. اس لیے پہلے ہم اسی حوالہ سے بحث کرنا چاہیں گے. کیونکہ قادیانی، بٹالوی مراسم، اور بٹالوی خدمات کے حوالہ سے ہمارے دعوٰی کو سمجھنا قارئین کیلئے آسان ہوگا۔

☆ بچپن کے ہم مکتب دوست!

مولانا بٹالوی مرحوم اور مرزا صاحب کے درمیان بچپن سے مراسم قائم تھے۔ اور وہ دونوں ہم مکتب بھی تھے۔ چنانچہ مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ میں پہلے لکھ آیا ہوں کہ قادیانی صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی کے بچپن کے دوست اور ہم سبق تھے۔ کیونکہ جس زمانہ میں مرزا صاحب کے والد حکیم مرتضیٰ صاحب بٹالہ میں مطب کرتے تھے انہی دنوں مرزا غلام احمد بھی کئی سال بٹالہ میں باپ کے ساتھ رہ کر مولوی محمد حسین کی رفاقت میں تحصیل علم میں مصروف رہے.......... (رئیس قادیان جلد ا ...ص ۱۷۷)

اور ڈاکٹر بشارت احمد اسکی تفصیل اس طرح بیان کرتے ہیں کہ

☆ جب مولوی گل علی شاہ صاحب کسی وجہ سے بٹالہ چلے گئے تو حضرت مرزا صاحب کو بھی تعلیم کیلئے بٹالہ جانا پڑا۔ آپ کا بٹالہ میں بہت بڑا عالی شان مکان تھا۔ اس مکان میں ہی آپ کا قیام ہوتا تھا۔ اور تعلیم مولوی گل علی شاہ صاحب سے حاصل کرتے تھے۔ اس زمانہ میں آپکے ہم مکتبوں میں دو طالب علموں کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک تو لالہ بھیم سین صاحب جو بعد میں سیالکوٹ میں وکالت کرتے تھے.......... دوسرے طالب علم مولوی محمد حسین صاحب ہیں۔ انہوں نے بھی حضرت مرزا صاحب کی طرز زندگی اور پاکیزہ اخلاق کا خوب مطالعہ کیا تھا.......... (مجدد اعظم جلد ا.......ص ۲۱)

اور ''اشاعۃ السنۃ'' جلد ۷ کے حوالہ سے مولانا بٹالوی مرحوم کے یہ تاثرات بھی نقل کرتے ہیں کہ

☆ مؤلف ''براہین احمدیہ'' کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین میں سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی وشرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب تھے۔ اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط وکتابت وملاقات ومراسلات برابر جاری ہے۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم انکے حالات وخیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق ہیں.......... (ایضاً.......ص ۲۱)

مذکورہ حوالہ جات اور مولانا بٹالوی مرحوم کے اعتراف سے یہ حقیقت واضح ہے کہ بٹالوی صاحب اور مرزا قادیانی دونوں بچپن کے ہم مکتب دوست تھے۔

☆ جوانی کا بے تکلف یارانہ!

مکتب کی دوستیاں عام طور پر مکتب سے علیحدگی کے بعد قصہ پارینہ بن جاتی ہیں. لیکن مولانا بٹالوی مرحوم اور مرزا قادیانی کی مکتب کی دوستی بہت پروان چڑھی. جو مرزا صاحب کے دعوی مسیحیت و نبوت تک برقرار رہی۔ چنانچہ مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ براہین کی اشاعت کے زمانہ میں اور اس کے کئی سال بعد تک مولوی محمد حسین مرحوم بٹالوی، مرزا صاحب کے ہم نوالہ وہم پیالہ تھے .... (رئیس قادیان جلد ا.....ص ۷۰)

اور گذشتہ حوالہ میں ہم مولانا بٹالوی مرحوم کی تحریر سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب کے ساتھ انکی دوستی، تعلق، اور خط و کتابت وآمد ورفت براہین احمدیہ کی اشاعت تک بھی بدستور قائم و جاری رہی. اور اسی تعلق و دوستی کی بناء پر بٹالوی صاحب کا یہ دعوی ہے کہ مرزا صاحب کے حالات وواقعات سے جتنا میں واقف ہوں اور کوئی نہیں. مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے درمیان مراسم وتعلق کی مدت کا بھی جائزہ لے لیا جائے۔

مرزا صاحب کتاب البریہ میں اپنا سن ولادت ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء تحریر کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر بشارت احمد کو اس سے اختلاف ہے۔ انکے نزدیک مرزا صاحب کا سن ولادت ۱۸۳۵ء ہے. (ملاحظہ فرمایئے مجدد اعظم جلد ا ص ۱۶) اور ڈاکٹر صاحب مرزا صاحب کی طفولیت و تعلیم پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

☆ اس کے بعد جب آپ سترہ یا اٹھارہ سال کے ہوئے تو ایک اور مولوی صاحب جن کا نام سید گل علی شاہ صاحب تھا. آپکی تعلیم کیلئے قادیان بلوائے گئے. یہ مولوی صاحب مذہب کے شیعہ تھے. اور بٹالہ کے رہنے والے تھے۔ ان سے آپ نے علم نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو حاصل کیا۔ یہ مولوی صاحب پہلے تو قادیان ہی میں پڑھایا کرتے تھے: بعد میں بٹالہ چلے گئے۔ اور حضرت صاحب کو بھی تعلیم کے لئے وہیں جانا پڑا .... (ایضا جلد ا.......ص ۲۰)

اس اعتبار سے مولانا بٹالوی مرحوم اور مرزا صاحب کے ہم مکتب ہونے کا زمانہ تقریباً ۱۸۵۵ء اور ۱۸۶۰ء کے درمیان کا بنتا ہے۔ اور ہم گذشتہ اوراق میں واضح کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب کی براہین احمدیہ ۱۸۸۴ء میں منظر عام پر آئی۔ گویا مکتب کی تعلیم سے براہین احمدیہ کی اشاعت تک مولانا بٹالوی مرحوم اور مرزا صاحب کی دوستی کا زمانہ ۲۵، سال سے متجاوز ہے۔

☆ پر تکلف میزبانی!

دونوں دوستوں کے درمیان اس پچیس سال سے زائد عرصہ کے مراسم و تعلق کی نوعیت کیا تھی؟ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ اس سے پیشتر (یعنی مرزا صاحب سے بٹالوی صاحب کے تعلق قطع کرنے سے قبل) سالہا سال سے مرزا صاحب کی عادت تھی کہ جب اور جہاں کہیں بٹالہ کی راہ سے جاتے مولوی محمد حسین صاحب کے پاس ایک آدھ دن ٹھہر کر منزل مقصود کا راستہ لیتے.........
.........(رئیس قادیان جلد ا.........ص ۱۷۸)

چنانچہ مرزا بشیر احمد اپنے ماموں ڈاکٹر محمد اسماعیل کے حوالہ سے یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ

☆ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے حضرت مسیح موعود کے بڑے گہرے تعلقات تھے۔ مجھے یاد ہے کہ قادیان سے انبالہ چھاؤنی جاتے ہوئے آپ مع اہل و عیال کے مولوی محمد حسین صاحب کے مکان پر بٹالہ میں ایک رات ٹھہرے تھے۔ اور مولوی صاحب نے بڑے اہتمام سے حضرت (مرزا) صاحب کی دعوت کی تھی........ (سیرت المہدی جلد ۲......ص ۹۴)

مؤلف تاریخ احمدیت نے یہ واقعہ جون ۱۸۸۷ء کے ضمن میں لکھا ہے... (ملاحظہ فرمایئے جلد ۲ ص ۱۳۷)....گویا ۱۸۸۷ء (براہین احمدیہ کی اشاعت کے تین سال بعد) تک بٹالوی صاحب اور مرزا صاحب کے درمیان پر تکلف قیام و طعام کی بے تکلف دوستی موجود تھی۔

☆ ابتدائی مشاورت!

مختاری کے امتحان میں فیل ہونے اور خاندانی زوال کے بعد مرزا صاحب احساس محرومی کا شکار ہوتے چلے گئے۔ اسی بناء پر انہوں نے حصول دولت و شہرت کے پروگرام بنانے شروع کر دیئے۔

اور اپنے لئے ایک میدان منتخب کر لیا. چنانچہ مذاہب باطلہ کے خلاف قلمی دنگل کے خیالات نے ان کے دل و دماغ کو روشن کر دیا اور وہ اس کیلئے باقاعدہ منصوبہ سازی کرنے لگے. چنانچہ مولانا دلاوری مرحوم ایک غیر مقلد کی مرتبہ کتاب ''چودھویں صدی کا مسیح'' کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ

☆ قادیانی صاحب اسی ادھیڑ بن میں تھے کہ اتنے میں خبر آئی کہ ان کے بچپن کے رفیق و ہم مکتب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی لاہور سے بٹالہ آئے ہیں. انکی ملاقات کا قصد کیا. جن ایام میں مرزا صاحب سیالکوٹ میں ملازم تھے. ان دنوں مولوی محمد حسین دہلی میں شیخ الحدیث مولانا سید نظیر (نذیر) حسین صاحب کی شاگردی میں اکتساب علوم کر رہے تھے. اور دہلی سے فارغ التحصیل ہو کر لاہور چلے آئے تھے. ایک مرتبہ لاہور سے بٹالہ گئے تو مرزا صاحب نے بٹالہ آکر ملاقات کی۔ مدت کے بچھڑے ہوئے دوست ایک دوسرے سے مل کر محظوظ ہوئے. دورانِ گفتگو میں مولوی محمد سعید بولے کہو یار، اب تو تم اچھے خاصے شیخ چلی بن گئے. سنا ہے کہ بالا خانے سے بہت کم نیچے اترتے ہو. ہر وقت اوراد و وظائف اور کتب بینی کا مشغلہ ہے. بھائی صاحب! شغل تو خوب ہے، میں آپ کے حالات سُن سُن کر بہت خوش ہوا کرتا تھا. مرزا صاحب نے کہا کہ جب سیالکوٹ میں سلسلہ ملازمت ترک کیا تو ایک سال کا طویل عرصہ قانون یاد کرنے میں کھو دیا. اور عمر عزیز کو ناحق برباد کیا. اور پھر یاس و حرمان کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا لیکن نہیں نہیں! قانون تو میں نے ملازمت ہی کے زمانہ میں رخصت لیکر یاد کیا تھا. ملازمت سے علیحدہ ہونے کے بعد کچھ عرصہ مقدمات کی پیروی میں مشغول رہا. مدت سے آپکی ملاقات کا اشتیاق تھا۔ جب سنا کہ آپ بٹالہ آئے ہیں تو جی چاہتا تھا کہ پر لگا کر بٹالہ جاؤں اور آپ سے ملوں۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ میری آنکھیں بھی ہر وقت آپ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ اور دل ملاقات کیلئے بے قرار تھا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ اب میری بھی خواہش ہے کہ قادیان چھوڑ کر کسی شہر میں قیام کروں. مولوی صاحب نے کہا میری رائے میں یہی قرین مصلحت ہے. جب اور جہاں کا قصد ہو مجھے اطلاع دینا۔ اگر لاہور کا قیام پسند ہو تو وہاں میں ہر طرح سے آپکی مدد کر سکتا ہوں. مرزا صاحب نے کہا، بہت دنوں سے میرا ارادہ ہے کہ

غیر مسلم ادیان کے رد میں ایک کتاب لکھوں. مولوی محمد حسین نے کہا ہاں یہ بہت مبارک خیال ہے لیکن اس راہ میں ایک بڑی دقت یہ حائل ہے کہ غیر معروف مصنف کی کتاب بہت مشکل سے فروخت ہوتی ہے. قادیانی صاحب بولے کہ حصولِ شہرت تو کوئی مشکل کام نہیں, اصل مشکل کام یہ ہے کہ تالیف واشاعت کا کام سرمایہ کا محتاج ہے. اور اپنے پاس روپیہ نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ کام شروع کر کے اپنے اس عزم کو مشتہر کیجئے۔ میں بھی کوشش کروں گا. اور اپنے احباب کو بھی سعی بلیغ کی تائید کروں گا حق تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ لیکن یہ کام قادیان میں نہیں ہوسکتا. اس لئے مناسب ہے کہ آپ لاہور یا امرتسر چلے چلئے.................. (رئیس قادیان جلد ۱.....ص ۳۷)

اس طویل اقتباس سے یہ حقیقت پوری طرح آشکارا ہو رہی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی مہم اور تحریک کا آغاز مولانا بٹالوی مرحوم سے مشورہ کے بعد کیا. جس میں بٹالوی صاحب نے انہیں ہر قسم کے تعاون اور مدد کا یقین دلایا. اور پھر باہمی مشاورت کا یہ سلسلہ کب تک جاری رہا, اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ چنانچہ انہی دنوں جب ایک شخص نے انہیں (یعنی بٹالوی صاحب کو) بتایا کہ حضور (مرزا صاحب) ایک ایسی کتاب لکھ رہے ہیں۔ جسمیں وفاتِ مسیح کا ذکر ہے. تو وہ کہنے لگے کہ انہوں نے ہم سے تو کوئی ذکر نہیں کیا۔ بہرحال ''فتح اسلام'' میں آپ کا دعویٰ مسیحیت پڑھتے ہی انکی عقیدت کا گذشتہ رنگ اڑ گیا............... (جلد ۲.....ص ۱۹۱)

گویا یہ باہمی مشاورت مرزا قادیانی کے رسالہ ''فتح اسلام'' کی اشاعت تک جاری رہی. اور یہ رسالہ ۱۸۹۱ء میں طبع ہوا۔ اس رسالہ میں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا. اور یہ رسالہ مولانا بٹالوی مرحوم کی مشاورت کے بغیر طبع کرا دیا. ظاہر بات ہے مولانا بٹالوی مرحوم اتنی بڑی بدعقیدگی اور گمراہی کو کہاں گوارا کر سکتے تھے؟ لہٰذا انہوں نے سابقہ تمام دوستانہ مراسم وتعلقات کو پس پشت ڈالتے ہوئے مرزا صاحب کے خلاف اعلان جنگ کر دیا. اور پھر انکی دوستی دشمنی میں اور محبت، عداوت میں بدل گئی۔

﴿دلیل نمبر 74﴾

مسجد چینیاں میں قیام

لاہور میں مسجد چینیاں اہل حدیث کا بہت بڑا مرکز رہا ہے۔اور وہاں پہلے اور دوسرے درجے کے بڑے بڑے غیر مقلد خطیب وامام رہ چکے ہیں۔جب مولانا بٹالوی مرحوم نے مرزا صاحب کو لاہور آنے کی دعوت دی تو مرزا صاحب انکی دعوت قبول کرتے ہوئے لاہور پہنچ گئے۔اور وہاں انہوں نے مولانا بٹالوی مرحوم کے پاس مسجد میں قیام کیا۔چنانچہ دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ چونکہ اب لاہور کے مذہبی معرکوں میں علمی حربوں کے جوہر دکھانے کا وقت تھا۔اس لئے نہ صرف مولوی محمد حسین کی مشاورت کے بعد سے لاہور آنے تک، بلکہ مسجد چینیاں میں اقامت گزین ہونے کے بعد بھی مرزا صاحب نے ان کتابوں کا مطالعہ خاص طور پر زیادہ کر دیا تھا جو علمائے اسلام کی طرف سے ہنود اور نصاریٰ کی تردید میں لکھی جا چکی تھیں............................(رئیس قادیان جلد ا.....ص ۳۹)

گویا لاہور میں قیام کے دوران بھی مرزا صاحب کا قیام اہل حدیث مرکز میں ہی تھا۔اور وہیں سے انہوں نے اپنی علمی وفکری کاوشوں کا آغاز کیا۔

☆ لاہور میں سرگرمیاں!

لاہور میں مرزا صاحب کا قیام تو اہل حدیث کے مرکز مسجد چینیاں میں تھا۔اور اسی مرکز سے انہوں نے جب اپنی سرگرمیاں شروع کیں تو غیر مقلدین حضرات نے ہی انہیں سہارا دیا۔چنانچہ مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ اب مرزا صاحب کا لاہور میں قیام ہے۔اور مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی مشیر خاص ہیں۔مرزا صاحب کی قابلیت اور بزرگی کا شب وروز پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ حافظ محمد یوسف ضلعدار اور لاہور کے تمام دوسرے اہل حدیث اکابرو معززین، معاونین کے زمرہ میں ہیں۔عمایدِ شہر کی آمد ورفت شروع ہو چکی ہے۔مشورے ہوتے ہیں۔طرح طرح کی تدبیریں۔جن سے مرزا غلام احمد آسمانِ شہرت پر آفتاب بن

کر چک سکیں زیر غور ہیں. چند روز کے بعد آریوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی گئی. اور کبھی عیسائیوں کے مقابلہ میں ھل من مبارز کا نعرہ لگایا جاتا ہے. لاہور میں ہر طرف مرزا غلام احمد کا چرچا ہے. کہیں مناظرہ کا تذکرہ کہیں حمایت اسلام کا اظہار کہیں زہد و تقوٰی، عبادت و ریاضت کا افسانہ. غرض ہر جگہ مرزا صاحب کا ہی ذکر خیر ہے. مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، بابو عبدالحق اکاؤنٹنٹ، منشی الٰہی بخش وغیرہ جہاں جاتے ہیں انکی مدح و توصیف کے پھول برساتے ہیں.................(رئیس قادیان جلد ۱......ص ۳۹)

گویا مرزا صاحب کو ابتدائی سرگرمیوں کے لئے.....مشاورت ملی تو بٹالوی صاحب جیسے اہل حدیث سے.....مرکز ملا تو اہل حدیث سے.....معاونت ملی تو جماعت اہل حدیث سے......اس کے بعد بھی کوئی مرزا صاحب کو حنفی قرار دے تو اسے مخبوط الحواس کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

﴿دلیل نمبر 75﴾

پردۂ گمنامی اور محدود حلقہ

لاہور کی سرگرمیوں کے بعد ''فل تیاری'' کے ساتھ مرزا صاحب واپس قادیان لوٹ گئے. اور ''براہین احمدیہ'' کی ترتیب و تیاری شروع کر دی. کہا جاتا ہے کہ یہ ایام مرزا صاحب نے پردۂ گمنامی میں گزارے اور ان کے چند احباب کے سوا کسی کو ان کا اور انکی سرگرمیوں کا علم نہ تھا. چنانچہ مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ غرضیکہ اس وقت قادیان ایک ویرانے کا منظر پیش کر رہا تھا جس پر چاروں طرف غار کی سی تاریکی اور خاموشی مسلط تھی ۱۸۸۰ء تک خود حضرت اقدس حد درجہ پردۂ گمنامی میں تھے. اور آپ کا حلقۂ احباب نہایت محدود تھا. چند گنتی کے اصحاب کے سوا آپ کے نام سے بھی کوئی متعارف نہیں تھا.................(جلد ۲.....ص ۱۴)

اور مرزا صاحب کے محدود حلقہ کے چند گنتی کے جن اصحاب کا تذکرہ مؤلف تاریخ احمدیت نے کیا ہے. انکی تعداد سترہ ہے. جن میں آخری دو نام مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اور مولانا عبداللہ غزنوی مرحوم کے ہیں۔

دلیل نمبر 76

براہین احمدیہ پر بٹالوی تقریظ

پھر آخر وہ وقت آن پہنچا، جس کیلئے مرزا صاحب کو کافی عرصہ سے تیار کیا جا رہا تھا. جس کیلئے لاہور میں مناظروں کے دنگل مچائے گئے. اشتہار بازیاں ہوئیں. باہمی مشاورت سے منصوبے اور پروگرام طے پائے فنڈز اور چندے جمع کیے گئے. وہ کتاب ''براہین احمدیہ'' جس کے لاجواب و بے نظیر ہونے کے اشتہار شائع کیے گئے. وہ منظر عام پر آ گئی اس کتاب پر سب سے شاندار و جاندار تقریظ مولانا بٹالوی مرحوم کی تھی. چنانچہ بٹالوی صاحب نے اس کتاب کو جو خراج تحسین پیش کیا وہ مرزا بشیر احمد... بٹالوی صاحب کے رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' جلد ۶ کے حوالہ سے بایں الفاظ نقل کرتے ہیں کہ

☆ ہماری (یعنی بٹالوی صاحب کی) رائے میں یہ کتاب (براہین احمدیہ چہار جلد) اس زمانہ میں موجودہ حالات کی نظر میں ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں. اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی, قلمی ولسانی, حالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے..........(سیرت المہدی جلد ۱ ص ۲۶۵..........مجدد اعظم جلد ۱ ص ۷۹)

ہمیں فی الحال اس جگہ اس سے بحث نہیں کہ تقریظ کے الفاظ میں کس حد تک غیر ضروری اور غیر مناسب مبالغہ موجود ہے. ہم یہاں صرف یہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی اس پہلی کتاب پر مولانا بٹالوی مرحوم نے نہ صرف جاندار و شاندار بلکہ انتہائی مبالغہ آمیز تقریظ لکھی. یہی وجہ ہے کہ جب مرزا صاحب کی طرف سے دعویٰ مسیحیت کے بعد بٹالوی صاحب نے ان سے علیحدگی اختیار کر کے مخالفت کا بازار گرم کیا تو مرزا صاحب کو ان کے اس رویہ سے بہت صدمہ پہنچا۔ چنانچہ مرزا صاحب، بٹالوی صاحب کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ

☆ اے مجھ پر تیر چلانے والے، کوئی زمانہ تھا کہ تو میرے کلام کی تعریف کرتا تھا. اور محبت کے ساتھ میری ثنا کرتا تھا. اور میری عزت کرتا تھا. اور کیا ہی اچھا تھا حال تیرا جبکہ تو نے اخلاص کے ساتھ میری کتاب کا ریویو لکھا. اور تو گمراہیوں کو ہدایت کی پناہ میں

لانے والا تھا.........تیرے جیسا شخص جو میرے حالات کو خوب جانتا ہے، تعجب ہے کہ وہ ہدایت پر آ کر پھر راہ راست چھوڑ دے. تو نے محبت کے اس درخت کو کاٹ دیا. جو ہم نے نوجوانی میں لگایا تھا مگر میرے دل نے محبت میں کوئی کوتاہی نہیں کی...........

.........(براہین احمدیہ جلد ۵.............بحوالہ سیرت المہدی جلد ۱.....ص ۲۶۷)

مولانا بٹالوی مرحوم کا مرزا صاحب کی کتاب پر اتنے جاندار انداز سے تقریظ لکھنا مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے. کیونکہ بٹالوی صاحب جیسے حنفیت دشمن اور متشدد اہلحدیث سے کسی حنفی کی کتاب پر ایسی شاندار تقریظ لکھنا ناممکن نظر آتا ہے. ممکن ہے بٹالوی صاحب نے یہ تقریظ بطور صلہ لکھی ہو. کیونکہ مرزا صاحب بھی بٹالوی صاحب کو ایک مناظرہ میں ان کے حق میں فیصلہ دے کر سرخرو کر چکے تھے جسکی تفصیلات گذشتہ اوراق میں گزر چکی ہیں. مرزا صاحب اور بٹالوی صاحب کے مذکورہ مراسم و تعلقات اور انکی نظریاتی ہم خیالی کے پیش نظر اس شخص کی سادگی یا جہالت واقعی قابل رحم نظر آتی ہے جو مرزا صاحب کو بٹالوی صاحب کے مقابلہ میں حنفی سمجھ کر لے گیا تھا. اور مرزا صاحب نے بٹالوی صاحب کے حق میں فیصلہ دیکر اپنی حقیقت و غیر مقلدیت بے نقاب کر دی۔

﴿دلیل نمبر 77﴾

علماءِ لدھیانہ کے خلاف قادیانی، بٹالوی محاذ

ہم گذشتہ اوراق میں بالتفصیل بیان کر چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کی جس کتاب ''براہین احمدیہ'' پر مولانا بٹالوی مرحوم نے شاندار تقریظ لکھی. اس کتاب کے حوالہ سے مرزا قادیانی پر سب سے پہلا ''فتوی کفر'' علماء لدھیانہ نے جاری کیا. جب علماء لدھیانہ کی طرف سے مرزا صاحب کے خلاف محاذ گرم ہوا تو مرزا صاحب کے دفاع میں سب سے پہلے جو قلم اٹھا وہ بٹالوی صاحب کا تھا. چنانچہ مولانا محمد لدھیانوی ؒ فرماتے ہیں کہ

☆ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو اہل حدیث کے مشہور مقتداء ہیں. قادیانی کی تائید و حمایت کا بیڑا اٹھایا. اور اپنے ماہوار رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں ہماری مخالفت اور قادیانی کی

☆ تائید کرتے رہے. یعنی مولوی محمد حسین صاحب نے مرزائی کلماتِ کفریہ کو معاذ اللہ اشاعۃ السنۃ قرار دیا. ؏ برعکس نہند نام زنگی کافور..........

.............(فتاوٰی قادریہ ص ۱۷..........رئیس قادیان جلد ۲...ص ۱۰)

جب ہم نے ۱۳۰۱ھ میں قادیانی صاحب کے کافرو مرتد ہونے کا فتوی دیا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ یہ مولوی ضدی ہیں. لیکن خدائے قدوس نے ہمارے فتوے کی صداقت خود مولوی محمد حسین کی تحریروں سے ظاہر کردی. جو ان ایام میں قادیانی کے سب سے بڑے معاون تھے.......(فتاوٰی قادریہ...ص ۲۰ ......رئیس قادیان جلد ۲...ص ۳۰)

یعنی بٹالوی صاحب مرزا صاحب کی حمایت و تائید میں علماء لدھیانہ کی مخالفت کرتے رہے. اور جب مرزا صاحب نے کھل کر دعوی مسیحیت کر دیا تو بٹالوی صاحب بھی فتوی کفر میں علماء لدھیانہ کے ہم نوا ہو گئے.

☆ حق دوستی!

مولانا بٹالوی مرحوم نے صرف علماء لدھیانہ کی مخالفت میں ہی حق دوستی ادا نہیں کیا. بلکہ مرزا صاحب کی شہرت و ترقی کیلئے بھی دوستی کا حق ادا کر دیا. چنانچہ مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ یہ ایک مسلم امر ہے کہ تقدس فروشی کی دوکان کھولنے میں مولوی (بٹالوی) صاحب نے مرزا صاحب کی بڑی مدد کی تھی. گو مرزائیت کو فروغ دینے میں حکیم نورالدین کا اقتدار بھی بہت کچھ بروئے کار آیا لیکن اصل یہ ہے کہ اگر مولوی محمد حسین کا دستِ اعانت مرزا صاحب کی یاوری نہ کرتا تو تقدس کا کاروبار حکیم نورالدین کی عون و نصرت کے باوجود مشکل سے چل سکتا تھا. اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ان ایام میں اہل حدیث کی جماعت نے ہندوستان کے اندر نیا نیا جنم لیا تھا. یہ حضرات بعض اختلافی مسائل کی بناء پر حنفیوں سے بالکل منقطع ہو گئے تھے. اور اس جماعت میں نیا نیا جوش اور ولولہ تھا. ان دنوں مولوی محمد حسین نے جو پنجاب کے علمائے اہل حدیث میں اعلم العلماء مانے جاتے تھے. اور حکومت کی طرف سے بھی ''شمس العلماء'' کا خطاب ملا تھا. ''اشاعۃ السنۃ'' کے نام سے ایک ماہوار رسالہ جاری کر رکھا تھا. جسمیں مسلک اہل حدیث کی تائید کی جاتی تھی. اور

پرجوش واولعزم اہل حدیث اس رسالہ کی سرپرستی کو اپنا فرض ایمانی سمجھتے تھے۔اور ہندوستان بھر میں بمشکل کوئی ایسا لکھا پڑا اہل حدیث ہوگا جو اس رسالہ کا خریدار نہ ہو۔چونکہ مرزا صاحب مولوی محمد حسین ہی کے ساختہ پرداختہ تھے اس لئے مولوی صاحب نے تہیہ کرلیا تھا کہ قادیانی صاحب کو سمک سے سماک تک پہنچا کے دم لیں گے۔چنانچہ انہوں نے اپنے کثیر الاشاعت رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں مرزا صاحب کے حق میں وہ بے پناہ پروپیگنڈہ کیا کہ تھوڑے ہی دنوں میں قادیانی صاحب کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر بٹھادیا۔۔۔۔۔۔۔

(رئیس قادیان جلد ۱۔۔۔۔۔ص ۱۷۷،۱۷۸)

گویا مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے اس رسالہ کے ذریعہ مرزا صاحب کی شہرت کو پروان چڑھایا جو انہوں نے حنفیت کے خلاف جاری کیا۔پھر مرزا قادیانی حنفی کیسے ہوسکتا ہے؟

﴿دلیل نمبر 78﴾

دوست سے مناظرہ کا فیصلہ

جب علماء لدھیانہ نے مرزا صاحب کا ناطقہ بند کردیا،اور انہیں چیلنج دیدیا کہ وہ مہدی و مسیح ہونا تو دور کی بات ہے اپنا مسلمان ہونا پہلے ثابت کریں تو مرزا صاحب گھبرا گئے۔انہوں نے اپنی مدد کیلئے حکیم نورالدین بھیروی کو طلب کیا تاکہ ان سے مشاورت کے بعد کوئی لائحہ عمل طے کیا جائے۔حکیم صاحب بڑے گھاگ اور دور اندیش تھے۔انہوں نے مرزا صاحب کو مشورہ دیا کہ علماء لدھیانہ سے مناظرہ کرنے میں سوائے ذلت ورسوائی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔اور بالکل مناظرہ سے روگردانی بھی پسپائی متصور ہوگی۔لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ اپنے کسی قابل اعتماد آدمی کو سامنے مقابل کھڑا کر کے مناظرہ کا ڈرامہ رچایا جائے۔اس طرح علماء لدھیانہ سے جان بھی چھوٹ جائے گی اور ہماری کامیابی بھی یقینی ہوگی۔گویا جو ڈرامہ پہلے بٹالوی صاحب مرزا صاحب کو مقابل لاکر کھیل چکے تھے۔وہی ڈرامہ اب مرزا صاحب کھیلنا چاہتے تھے۔چنانچہ اس ڈرامہ کیلئے باہمی مشاورت سے کونسا قابلِ اعتماد آدمی مقابلہ کیلئے ڈھونڈا گیا؟اس کے بارہ میں مولانا محمد لدھیانوی فرماتے ہیں کہ

☆ (حکیم نور الدین نے کہا) ان مولویوں (یعنی علماء لدھیانہ) کو مخاطب بنانے میں آپ (مرزا صاحب) سے فروگزاشت ہوگئی. ان مولویوں سے ہم کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتے. کیونکہ جب ثالث کی موجودگی میں آپکے ایمان اور اسلام پر مباحثہ ہوگا اور مخالفوں کی طرف سے علمائے حرمین کا فتوی تکفیر بھی پیش ہوگا تو ثالث ہمارے فریق پر کفر وارتداد کا حکم لگا کر فریق ثانی کو فتح یاب قرار دے گا اور اس طرح ہمارے سب کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا. پھر کوئی شخص ہم سے مسئلہ حیات وممات مسیح اور دعوی مسیح موعود کے متعلق بھی گفتگو نہیں کرے گا. کیونکہ بے ایمان کا مسیح ہونا دائرہ امکان سے خارج ہے. البتہ ان مولویوں سے گفتگو کرنے میں مضائقہ نہیں جو ہم کو مسلمان جانتے ہیں. کیونکہ ہم ان سے بلا تکلف حیات وممات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر بحث کر سکتے ہیں. اور بہترین صورت یہ ہے کہ آپ کسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی سے مباحثہ کریں. کیونکہ وہ آپکے اسلام کا اقرار کر چکے ہیں..... (فتاوی قادریہ ص ۲۴...... رئیس قادیان جلد ۲..ص ۳۰)

اگر چہ حکیم نور الدین کی یہ چال کامیاب نہ ہو سکی. کیونکہ مسئلہ حیاتِ مسیح اور مرزا قادیانی کے دعوی مسیحیت پر مولانا بٹالوی مرحوم بھی مرزا صاحب کے خلاف میدان میں اترنے کا فیصلہ کر چکے تھے. لیکن مرزا قادیانی اور حکیم نور الدین کی مولانا بٹالوی مرحوم کے بارہ میں یہ خود اعتمادی بہت سے مخفی راز فاش کر رہی ہے.

﴿دلیل نمبر 79﴾

مرزا قادیانی کو زمین پر پٹخنے کا فیصلہ

مرزا قادیانی کے واضح اور اعلانیہ دعوی مسیحیت کے بعد مولانا بٹالوی مرحوم کی بھی آنکھیں کھل گئیں. غلط فہمی اور بہروپ کے تمام پردے ہٹ گئے. اور مرزا صاحب کی اصلی صورت بے حجاب ہوگئی اس وقت مولانا بٹالوی مرحوم نے بھی مرزا صاحب کے خلاف جنگ کا بگل بجا دیا اور مرزا صاحب کے خلاف فتوی مرتب کر کے شائع کر دیا. چنانچہ اس وقت کی مولانا بٹالوی مرحوم کی ذہنی کیفیت پر تبصرہ کرتے ہوئے خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ

☆ انہی ایام میں مولوی محمد حسین نے بعض احباب کے سامنے عالم برافروختگی میں کہا کہ میں نے ہی اس شخص کو بلند کیا تھا، اور اب میں ہی اسے گراؤں گا...........

(تحفہ گولڑویہ ... ص ۹ ..... بحوالہ رئیس قادیان جلد ۲ ..... ص ۳۱)

تاریخ احمدیت میں اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ کے حوالہ سے مولانا بٹالوی مرحوم کا یہ بیان منقول ہے کہ

☆ اشاعۃ السنۃ کا فرض اور اس کے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اس (مرزا صاحب) کو دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا تھا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اس کو زمین پر گرادے .... (جلد ۲ ..... ص ۱۹۱)

مولانا بٹالوی مرحوم کا یہ قول مرزا بشیر احمد نے بھی سیرت المہدی جلد ۳ ص ۷۷ پر نقل کیا ہے۔ بہر حال اس سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم مرزا صاحب کی بلندی و عروج کے کافی حد تک ذمہ دار تھے۔

☆ مخالفت کا نیا روپ!

مولانا بٹالوی مرحوم نے جب مرزا صاحب کو زمین پر گرانے کا فیصلہ کیا تو بہت تاخیر ہو چکی تھی۔ مرزا قادیانی کی تحریک کافی حد تک اپنی جڑیں مضبوط کر چکی تھی۔ مولانا بٹالوی مرحوم کی امداد واعانت کی وجہ سے بے شمار غیر مقلدین مرزا صاحب کے دامن مکر وفریب میں پھنس چکے تھے۔ اب مولانا بٹالوی مرحوم کی طرف سے "فتوی تکفیر" کی مہم نئے لوگوں کے قادیانی فریب میں مبتلا ہونے کی راہ میں تو رکاوٹ بن سکتی تھی لیکن مرزا صاحب کے دامن میں الجھے اور پھنسے ہوئے لوگوں کی واپسی کا ذریعہ نہ بن سکتی تھی۔ بہر حال مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنی مہم کا آغاز کر دیا وہ مرزا قادیانی کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ

☆ اے میرے سیدھے سادھے بھائیو! اسلام کے نادان دوستو! قادیانی نے آج تک کس کس مخالف اسلام سے مباحثہ کر کے اس پر فتح حاصل کی؟ مخالفین اسلام کے کس اصول پر بحث کر کے اسکی تردید کی۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ کتاب "براہین احمدیہ" میں حقیقت اسلام کے تین سو دلائل پیش کروں گا مسلمانوں کا دس ہزار روپیہ کھا گیا، مگر اس

کتاب میں ایک دلیل کی بھی تکمیل نہ کی ....

.... (اشاعۃ السنۃ جلد ۱۶ .... بحوالہ رئیس قادیان جلد ۲... ص ۱۵۶)

اگر مرزا صاحب نے مخالفین اسلام کے کسی اصول پر بحث کر کے اسکی تردید ہی نہیں کی۔ اور براہین احمدیہ میں ایک بھی دلیل پایۂ تکمیل تک نہ پہنچائی تو مولانا بٹالوی مرحوم نے اس پر جاندار تقریظ لکھتے ہوئے کیسے اس کتاب کو لاجواب اور بے نظیر قرار دیدیا؟ اور اسی جلد میں دوسرے مقام پر مولانا بٹالوی مرحوم لکھتے ہیں کہ

☆ بدزبانی اور دشنام دہی تو قادیانی کی طینت کا ایک جزء ہے۔ براہین احمدیہ میں اس نے اس طینت کا اظہار کیا تو ہم نے براہین احمدیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اس کو اس بدگوئی سے روکا مگر چونکہ کوئی شخص اپنی طینت نہیں بدل سکتا۔ ہمارے منع کرنے کا یہ الٹا اثر ہوا کہ رسالہ ''شحنۂ حق'' کے ص ۱۹ میں اس نے اپنے مخالفوں کو ایسی گالیاں دیں جیسے بازاری لوگ آپس میں دیا کرتے ہیں .... (بحوالہ ایضاً...... ص ۲۰۴)

کاش مرزا قادیانی کی یہ فطرت بد مولانا بٹالوی مرحوم کو ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت سے قبل پچیس سالہ رفاقت کے دوران معلوم ہو جاتی، تو یقیناً مرزا قادیانی کی ترقی کے تمام راستے مسدود ہو جاتے۔

غیر مقلدین۔۔۔اور۔۔۔مرزا قادیانی۔

اس فصل کے پہلے حصہ میں ہم مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کو انکی بٹالوی صاحب سے محبت و تعلق کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں۔ اب دوسرے حصہ میں ہم دیگر غیر مقلدین کے کردار اور مرزا قادیانی سے ان کے تعلق کے حوالہ سے مرزا صاحب کی غیر مقلدیت پر بحث کریں گے۔

﴿دلیل نمبر 80﴾

مولانا عبداللہ غزنویؒ کے پاس حاضری

مولانا بٹالوی مرحوم کے علاوہ دیگر غیر مقلدین سے مرزا صاحب کے مراسم اور غیر مقلدین کا گروہ در گروہ قادیانیت میں شامل ہونا بھی مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی دلیل ہے۔ حضرت

مولانا محمد عبداللہ غزنوی رحمتہ اللہ علیہ اہل حدیث کے طبقہ میں انتہائی نمایاں اور منفرد حیثیت رکھتے ہیں اکثر اہل حدیث کا بیعتِ طریقت کا سلسلہ انہیں سے متعلق ہے۔ مرزا صاحب کو بھی ان سے بڑی گہری عقیدت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے کاروبارِ شہرت کیلئے جہاں انہوں نے مشاورت مولانا بٹالوی مرحوم جیسے اہل حدیث سے کی، وہاں اس کاروبار کی دعا کیلئے وہ مولانا عبداللہ غزنوی مرحوم جیسے اہل حدیث راہنما کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ چنانچہ مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ مولوی محمد حسین بٹالوی کی ملاقات کے چندروز بعد مرزا صاحب امرتسر گئے اور مولوی عبداللہ مرحوم غزنوی سے ملاقات کی۔ یہ ایک مشہور صوفی المشرب عالم تھے (رئیس قادیان جلد اص ۳۷)

اس ملاقات میں مرزا صاحب نے مذاہب باطلہ کیخلاف اپنے پروگرام سے مولانا غزنوی مرحوم کو آگاہ کر کے ان سے دعاء کی درخواست کی، اور کام کے سلسلہ میں مالی مشکلات کا رونا رویا۔ اور مولانا مرحوم نے انہیں تقوی اور توکل اختیار کرنے کی نصیحت کی۔ اس ملاقات اور دعاء کا تذکرہ مرزا صاحب نے بھی.... حقیقۃ الوحی ص ۲۳۹.... میں کیا ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد نے...... مجدد اعظم جلد اص ۶۲..... میں حافظ محمد یوسف ضلعدار غیر مقلد کے حوالہ سے مرزا صاحب کے حق میں مولانا غزنوی مرحوم کے کشف والہام بھی نقل کیے ہیں۔ جنکی حیثیت وحقیقت انتہائی مشتبہ معلوم ہوتی ہے۔ البتہ قبل از دعوی مجددیت مولانا غزنوی مرحوم سے مرزا صاحب کا تعلق بالکل ظاہر ہے۔ جو انکی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے۔

﴿دلیل نمبر 81﴾

عبدالحق غزنویؒ کے بارہ میں بددعاء سے گریز

مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم اہل حدیث مکتب فکر کے بہت بڑے عالم تھے۔ اور مرزا قادیانی کے خلاف سرگرم عمل بھی تھے۔ مرزا صاحب کے ساتھ انہوں نے مباہلہ بھی کیا تھا جس کے بعد مرزا صاحب لگاتار ذلت ورسوائی میں مبتلا رہے۔ اور وہ مرزا صاحب کی وفات کے نو سال بعد ۱۹۱۷ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مرزا صاحب نے انکے لئے بددعاء کی تھی۔ جو پوری نہ

ہو سکی مرزا صاحب کیلئے یہ بہت بڑا رسوائی کا سامان تھا.بجائے اس کے کہ وہ اس ذلت آمیز شکست کے بعد اپنے کفر سے تائب ہوتے ،وہ اپنے دعویٰ ہی سے منحرف ہو گئے.اور اعلان کر دیا کہ میں نے مولانا عبدالحق غزنوی کیلئے بد دعاء کی ہی نہیں. چنانچہ لکھتے ہیں کہ

☆ باونواں نشان وہ مباہلہ ہے جو عبدالحق غزنوی کیساتھ بمقام امرتسر کیا گیا تھا.جسکو آج گیارہ سال گزر گئے ہیں.وہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے.عبدالحق نے مباہلہ کیلئے بہت اصرار کیا تھا.اور مجھے اس کے ساتھ مباہلہ کرنے میں تامل تھا.کیونکہ جس شخص کی شاگردی کی طرف وہ اپنے تئیں منسوب کرتا ہے،وہ میرے خیال میں ایک صالح آدمی تھا.یعنی مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی ، اور اگر میرے زمانہ کو وہ پاتا تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے دعوے کے ساتھ قبول کرتا.اور رد نہ کرتا.مگر وہ مرد صالح میری دعوت سے پہلے ہی وفات پا گیا.......... (حقیقۃ الوحی......ص ۲۳۹)

اور چونکہ مجھے مولوی عبداللہ صاحب مرحوم سے دلی محبت تھی اس لئے میرے دل نے عبدالحق کیلئے کسی بد دعاء کو پسند نہیں کیا.بلکہ میری نظر میں وہ قابل رحم تھا....... (ایضاً...ص ۲۴۰)

مرزا صاحب کی لن ترانیوں سے ہمیں قطعاً کوئی غرض نہیں.وہ انکی فطرت ثانیہ ہے.ہمیں اس مقام پر صرف یہی عرض کرنا ہے کہ مولانا عبداللہ غزنوی مرحوم سے ان کا دعویٰ محبت انکی غیر مقلدیت کی واضح دلیل ہے۔

دلیل نمبر 82

غیر مقلد علماء پر اعتماد

مرزا صاحب دعویٰ مسیحیت کے بعد علماء احناف کے ساتھ مباحثہ و مناظرہ کرنے سے گریز کرتے تھے.اور انکی سر توڑ کوشش یہی ہوتی تھی کہ وہ غیر مقلد علماء سے مباحثہ و مناظرہ کریں.ممکن ہے ان میں علماء احناف کے علم و فہم کا سامنا کرنے کی تاب نہ ہو.اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ غیر مقلد علماء سے (ہم مسلک ہونیکی بناء پر) کچھ نرمی اور رعایت کی توقع رکھتے ہوں.اگرچہ انکی یہ توقع زندگی بھر کبھی پوری نہ ہوئی لیکن بہر حال امید کے سہارے دنیا قائم ہے.اسی سلسلہ میں جب حضرت

سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے مرزا صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا تو مرزا صاحب نے اپنے ۲۰، جولائی ۱۹۰۰ء کے مطبوعہ اشتہار میں ان کا چیلنج قبول کرتے ہوئے مناظرہ کے لئے ثالث غیر مقلد علماء کے نام تجویز کر دیئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

☆ اور مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اس شہادت کیلئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور مولوی عبد اللہ پروفیسر لاہوری کو یا کوئی تین اور مولوی منتخب کریں، جو ان کے مرید اور پیرو نہ ہوں .... (مجدد اعظم جلد۲.....ص ۷۴۲)

ثالثی کیلئے مرزا صاحب کا انتخاب بڑا معنی خیز ہے۔ اور اس سے انکی ذہنی کیفیت کافی حد تک عیاں ہو رہی ہے۔ یہ ذہنی کیفیت مرزا صاحب کی غیر مقلدیت پر واضح دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ غیر مقلد نہ ہوتے تو گواہی، شہادت اور ثالثی جیسے اہم کام کیلئے وہ غیر مقلد علماء پر کبھی اعتماد نہ کرتے۔

دلیل نمبر 83

غیر مقلد علماء کا ناصحانہ مشورہ

نومبر ۱۸۸۸ء میں مرزا صاحب کا وہ بیٹا جس کے بارہ میں انہوں نے مصلح موعود ہونے کی پیشن گوئی کی تھی فوت ہو گیا تو مرزا صاحب کے خلاف ایک شدید عوامی طوفان اٹھا، جس نے مرزا صاحب کی فکری بنیادیں ہلا کے رکھ دیں۔ چونکہ اس وقت تک مولانا بٹالوی مرحوم اور بعض دیگر غیر مقلدین مرزا صاحب سے ابھی تک حسن ظن رکھتے تھے اس لئے انہوں نے مرزا صاحب کو ایسی پیشین گوئیاں کرنے سے منع کیا۔ چنانچہ مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ جب پسر موعود کی پیش گوئی نے مرزا صاحب کی عزت دو کوڑی کی کر دی تو مولوی محمد حسین بٹالوی اور بعض دوسرے اہل حدیث علماء نے کمال دل سوزی کے ساتھ مرزا صاحب کو مشورہ دیا کہ آئندہ اس قسم کی بعید از کار پیش گوئیاں کر کے خواہ مخواہ ذلت و رسوائی کو دعوت نہ دیا کرو .... (رئیس قادیان جلد۱.....ص ۱۳۴)

علماء اہل حدیث کی طرف سے مرزا صاحب کو یہ ناصحانہ مشورہ ان کے ساتھ مرزا صاحب کے

تعلق کو بہت حد تک نمایاں کر رہا ہے۔

﴿دلیل نمبر 84﴾

وزیر آباد کے غیر مقلد میزبان

مرزا صاحب جب حکیم نور الدین سے ملاقات کیلئے ریاست جموں کشمیر کی طرف سفر کیلئے نکلے تو راستہ میں انہوں نے وزیر آباد میں قیام کیا۔اس قیام کے بارہ میں مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ میاں عزیز الدین مرحوم نے بتایا کہ مرزا غلام احمد جموں جاتے ہوئے تین چار دن تک ہمارے محلہ شیخ لال کے قریب پیر حیدر شاہ کے مکان پر قیام فرما رہے۔جو باوجود اہلحدیث ہونے کے پیری مریدی کرتے تھے۔مرزا غلام احمد ان دنوں اہلحدیث کی جماعت میں صوفی صفا کیش کی حیثیت سے یاد کئے جاتے تھے۔ہم بھی انہیں دیکھنے گئے۔اس وقت تک ان کا دامن بظاہر ہر قسم کے الحاد و زندقہ کے داغ سے پاک تھا۔۔۔۔۔(رئیس قادیان جلد۱۔ص۸۲)

مرزا صاحب کا غیر مقلد پیر کے ہاں قیام اور انکی جماعت اہل حدیث کے اندر صوفی صفا کیش کی حیثیت سے شہرت کس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے۔خود اندازہ فرما لیجئے۔

﴿دلیل نمبر 85﴾

سیالکوٹ کی جماعت اہل حدیث، قادیانیت کے نرغہ میں

مرزا قادیانی نے جب دعوی مسیحیت کے بعد بیعت لینے کا سلسلہ شروع کیا تو اسلاف امت اور تحقیقات اہل سنت پر عدمِ اعتماد کا اظہار کرنے والی جماعت اہل حدیث کے اکثر و بیشتر افراد کا ذہنی جھکاؤ اور فکری میلان مرزا صاحب کی طرف ہونے لگا۔ایسی ہی کچھ خوفناک صورتحال سیالکوٹ میں پیش آئی۔چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد (جو خود غیر مقلد تھے) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

☆ مولوی عبدالکریم صاحب اہل حدیث کے امام (مرزا صاحب سے) بیعت کر چکے تھے۔ ۔۔۔۔۔سیالکوٹ کے اہل حدیث کی مجلس برہم ہو چکی تھی۔وہابیوں کی مسجد ویران ہو چکی تھی۔ اہلحدیث کا ایک بڑا حصہ احمدی ہو کر حکیم حسام الدین مرحوم کی مسجد میں منتقل ہو چکا تھا۔

اور چند آدمی جو باقی رہ گئے تھے وہ میانہ پورہ میں ایک پرانی شاہی زمانہ کی مسجد میں نماز پڑھنے لگے ....(بشارات احمدیہ جلدا.....ص ۹)

☆ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ہمارے امام ہوا کرتے تھے. یکا یک سنا کہ مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرلی ہے.اور وہ کہتے ہیں کہ یہی شخص مسیح موعود ہے.دوسری خبر یہ سنی گئی کہ صدر بازار کی جامع مسجد کے امام مولوی مبارک علی صاحب نے بھی حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرلی ہے. یہ مولوی صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب کے استاد مولوی فضل احمد مرحوم کے بیٹے تھے.اور نہایت فاضل اور عالم تھے.پھر تو بیعت کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا.اہل حدیث کے ٹولہ میں سے حکیم حسام الدین صاحب، شیخ مولا بخش صاحب سوداگر بوٹ وغیرہ کئی اشخاص نے بیعت کرلی.اب تو شہر اور صدر میں ایک ہلچل مچ گئی..............................(مجدد اعظم جلدا.....ص ۳۳۱)

یہ تو ظاہر ہے کہ جب دو ذمہ دار اہل حدیث علماء نے مرزا صاحب کی بیعت کرلی تو انکے اہل حدیث مقتدی کیونکر پیچھے رہ سکتے تھے؟ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مقتدی تو اپنے اماموں کے پیچھے قادیانی ہوئے.اماموں کو آخر کیا سوجھی کہ وہ ابوحنیفہؒ کی امامت وفقاہت تو نہ مان سکے۔ ابوحنیفہؒ کے مقلد کی نبوت ورسالت تسلیم کرلی؟ یہ غیر یقینی سی صورتِ حال واضح کر رہی ہے کہ مرزا صاحب حنفی نہ تھے پکے غیر مقلد تھے۔

دلیل نمبر 86

لاہور کی جماعت اہل حدیث پر قادیانی کا شب خون

ہم گذشتہ اوراق میں بیان کر چکے ہیں کہ ابتدائی مراحل میں مرزا صاحب کو شہرت کا میدان مولانا بٹالوی مرحوم نے فراہم کیا.اور انہی کی دعوت پر مرزا صاحب لاہور پہنچے.جہاں مولانا بٹالوی مرحوم نے اہل حدیث نوجوانوں کی ایک ٹیم مرزا صاحب کے ہمراہ کردی. جو مرزا صاحب کی مدح سرائی کرکے ان کے لئے شہرت کا راستہ ہموار کر رہی تھی.وہ ٹیم پھر مرزا صاحب کے ساتھ ایسی جڑی کہ مولانا بٹالوی مرحوم اس کی خدمات سے محروم ہوگئے.اس ٹیم میں حافظ محمد یوسف،

بابو الٰہی بخش اور منشی عبدالحق کے نام بہت نمایاں ہیں۔ انکے بارہ میں مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ منشی عبدالحق اکاؤنٹنٹ لاہور، منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہور، اور حافظ محمد یوسف ضلعدار محکمہ نہر تینوں اہل حدیث تھے۔ جو کچھ دنوں سے مرزائی ہو گئے تھے۔ چونکہ یہ تینوں حضرات نہایت مستعد و سرگرم قومی کارکن تھے۔ اور لاہور کی اسلامی تحریکوں میں سب سے پیش پیش رہتے تھے۔ اس لئے مولوی محمد حسین بٹالوی کو جو ان دنوں لاہور ہی میں قیام فرماتے تھے۔ انکے مرزائی ہو جانے کا بڑا قلق تھا مولوی صاحب نے ان کو راہ راست پر لانے کی بہتیری کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی............................ (رئیس قادیان جلد ۲..... ص ۲۴)

☆ منشی یعقوب علی ایڈیٹر الحکم (قادیان) و مؤلف مکتوبات احمدیہ نے حکیم نور الدین کے فرار پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا..... مرزا امان اللہ صاحب، منشی امیر الدین صاحب، منشی عبدالحق صاحب، بابو الٰہی بخش صاحب، حافظ محمد یوسف صاحب، منشی محمد یعقوب صاحب وغیرھم کا مجمع احباب تھا، یہ پہلے سب کے سب اہلحدیث تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کے ساتھ انہیں قبل از دعوی مسیحیت بہت ارادت تھی۔ آپکی خدمات دین کے بدل معترف تھے۔ اور مالی خدمت اور اشاعت میں حصہ لیتے تھے۔ دعوی مسیحیت پر بھی انکے حسن ظن میں فرق نہیں آیا۔ لاہور میں مخالفت کا زور تھا۔ اور مولوی محمد حسین صاحب کو اپنی اس باا ثر جماعت کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا صدمہ تھا............................ (ایضاً..... ص ۲۶)

گویا لاہور کے اہل حدیث کی باا ثر جماعت بھی مرزا صاحب کے شبخون سے نہ بچ سکی اگرچہ حافظ محمد یوسف اور منشی الٰہی بخش وغیرہ بعد میں قادیانیت سے تائب ہو گئے۔ اور پھر پوری دلجمعی کے ساتھ قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن ابتداء مرزا قادیانی کے مشن کو فروغ دینے میں ان کا کردار نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

دلیل نمبر 87

مرزا قادیانی کے غیر مقلد دلال

لاہور کے اہل حدیث کی مذکورہ پارٹی مرزا صاحب کے ہاں اس قدر اہمیت حاصل کر چکی تھی کہ

مرزا صاحب نے اپنے کاروبار شہرت کیلئے لوگوں سے پیسے بٹورنے کی دلالی کا کام انہی سے لینا شروع کردیا. چنانچہ مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ (مولانا محمد حسین بٹالوی اشاعۃ السنۃ جلد ۱۸ ص ۱۴۶ میں لکھتے ہیں کہ) الہامی (یعنی مرزا) صاحب نے سردار بہادر سید امیر علی پنشنر کیلئے تولد فرزند کی دعاء کی. اور اس کے عوض میں اپنے لاہوری دلالوں منشی عبدالحق پنشنر اکاؤنٹنٹ اور منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ مصنف عصائے موسیٰ کے توسط سے جو اس وقت تک مرزائیت کے جال میں پھنسے ہوئے تھے پانچ سو روپے کی رقم پیشگی وصول کرلی. لیکن سید امیر علی کی مراد پوری نہ ہوئی, فرزند نرینہ تولد نہ ہوا.......... (رئیس قادیان جلد ۲......ص ۴۴)

مولانا محمد حسین مرحوم بٹالوی (اشاعۃ السنۃ جلد ۱۴ ص ۹،۱۳ میں) لکھتے ہیں کہ

☆ الہامی صاحب نے ایک معزز رئیس اور ہمارے دوست جو سردار بہادر اور رسالدار پنشنر ہیں. انکے گھر بیٹا متولد ہونیکی دعاء کیلئے پانچ سو روپے یک مشت اور کئی متفرق رقمیں اپنے ایک دلال کے ذریعہ جو اہل حدیث کہلاتے، آمین بالجہر اور رفع یدین کرتے ہیں وصول کی ہیں, لیکن لڑکا پیدا نہ ہوا.......... (ایضاً.....ص ۶)

گویا لاہور کی اہل حدیث جماعت مرزا صاحب کے لئے دلالی کا فریضہ بھی سرانجام دیتی رہی. جو اہل حدیث جماعت کسی حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی روادار نہ ہو وہ کسی حنفی کی دلالی کیونکر کرسکتی ہے؟

دلیل نمبر 88

جہلم کی جماعتِ اہل حدیث بھی مسجد سمیت گئی

نیا محلہ جہلم شہر میں جماعت اہلحدیث کی مسجد تھی. جس کے امام نے اپنے جملہ مقتدیوں سمیت قادیانیت اختیار کرلی. اور وہ مسجد قادیانیوں کے قبضہ میں چلی گئی. غالباً یہ اس دور کی بات ہے جب جہلم میں مرزا قادیانی اور علمائے احناف کے درمیان عدالتی معرکہ اپنے عروج پر تھا مناظر اسلام حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ (والد محترم قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے عدالت کے اندر مرزا قادیانی کو رسوا کر کے رکھدیا. اور

اسے قید و جرمانہ کی سزا سنائی گئی. جماعت اہل حدیث کا امام اپنے نمازیوں اور مسجد سمیت امتِ قادیانیہ میں شامل ہوگیا اور وہ مسجد آج تک قادیانیوں کے قبضہ میں ہے۔

﴿دلیل نمبر 89﴾

چند دیگر غیر مقلدین کی قادیانیت

ہم مقدمہ میں واضح کر چکے ہیں کہ کوئی مقلد اپنے امام کی تقلید کے دائرہ میں رہتے ہوئے گمراہ نہیں ہوسکتا. جب وہ کوئی گمراہی اختیار کرتا ہے تو اسی وقت اپنے امام کی تقلید کے دائرہ سے نکل جاتا ہے. اس اعتبار سے کسی حنفی کے قادیانیت یا اور کوئی گمراہی اختیار کرنے سے اسکی حنفیت باقی ہی نہیں رہتی. اور ویسے بھی کسی فقہی مذہب پر شدت سے قائم کوئی شخص گمراہی اختیار ہی نہیں کر سکتا. البتہ ترک تقلید سے چونکہ اجماعی تحقیقات اور اسلاف پر عدم اعتماد کی ذہن سازی پہلے سے ہو چکی ہوتی ہے. اس لئے کسی گمراہی کو قبول کرنا غیر مقلد کیلئے دشوار نہیں ہوتا. یہی وجہ ہے کہ قادیانیت اختیار کرنیوالے عام طور پر دو ہی قسم کے لوگ ہیں. اپنے مذہب و مسلک کی حقیقت سے ناواقف و جاہل مقلد اور شدت پسند و متعصب غیر مقلد. گذشتہ اوراق میں ہم جن غیر مقلدین کا تذکرہ کر چکے ہیں وہ سب انتہائی شدت پسند حنفیت مخالف غیر مقلد تھے. ان کے علاوہ قادیانی گروہ کے اندر متعدد ذمہ دار حضرات بھی اہل حدیث مسلک چھوڑ کر قادیانی ہوئے. مثلاً مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل میں میں سخت غیر مقلد تھا. اور رفع یدین اور آمین بالجہر کا بہت پابند تھا. اور حضرت (مرزا) صاحب کی ملاقات کے بعد بھی میں نے یہ طریق مدت تک جاری رکھا...... (سیرت المہدی جلد ۱... ص ۱۶۲)

میاں عبد اللہ سنوری تحریک قادیانیت کے سرگرم رکن اور مرزا صاحب کے انتہائی قابل اعتماد تھے. اور بقلم خود قادیانیت قبول کرنے سے قبل شدت پسند غیر مقلد تھے. اگرچہ انکا دعوی یہ ہے کہ قادیانیت اختیار کرنے کے بہت مدت بعد مرزا صاحب نے ان سے رفع یدین اور آمین بالجہر

ترک کرادی تھی لیکن اس سے مرزا صاحب کی غیر مقلدیت پر اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ انکی غیر مقلدیت پر ہم ٹھوس شہادتیں فراہم کر چکے ہیں۔ اور انشاء اللہ العزیز آئندہ اوراق میں مزید شہادتیں فراہم کریں گے۔ اسی طرح مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

☆ خواجہ عبد الرحمن صاحب متوطن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ میرے والد میاں حبیب اللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے نماز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کھڑے ہونے کا موقعہ ملا۔ اور چونکہ میں احمدی ہونے سے قبل وہابی (اہل حدیث) تھا۔ میں نے اپنا پاؤں حضرت مسیح علیہ السلام کے پاؤں کیساتھ ملانا چاہا مگر جب میں نے اپنا پاؤں آپ کے پاؤں کے ساتھ رکھا تو آپ نے اپنا پاؤں کچھ اپنی طرف سرکا لیا۔ جس پر میں بہت شرمندہ ہوا۔ اور آئندہ کیلئے اس طریق سے باز آ گیا.....

(ایضاً جلد ۲ ص ۲۹)

ممکن ہے مرزا صاحب نے اپنے پاؤں کے ساتھ دوسرے کے پاؤں لگنے کو اپنی توہین سمجھا ہو۔ بہر حال میاں حبیب اللہ قادیانی کی غیر مقلدیت واضح ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ ادھر مخالفت کا طوفان بپا تھا ادھر اللہ تعالیٰ سعید روحوں کو جمع کر رہا تھا۔ جو حضرت (مرزا) صاحب کی خدمت میں آتے اور بیعت کرتے جاتے تھے انہی میں میاں کریم بخش صاحب مرحوم بھی تھے۔ جو موحد اہل حدیث تھے۔ اور بہت متقی اور ثقہ آدمی تھے.... (مجدد اعظم جلد ۱۔ ص ۲۶۹)

یہ چند غیر مقلدین افراد کا تذکرہ ہم نے صرف حقیقت حال سمجھنے کیلئے کیا ہے۔ ورنہ ایسے افراد سے قادیانی کتب بھری پڑی ہیں۔ غیر مقلدین کا اس کثرت سے مرزا صاحب کی طرف میلان و رجحان مرزا صاحب کے غیر مقلد ہونے کی مستقل دلیل ہے۔ گویا غیر مقلدین کے کردار کے حوالہ سے بھی مرزا صاحب کی غیر مقلدیت ناقابل تردید ہے۔

سا چوروں کو تو سب کوس رہے ہیں پر کوئی
گھر والوں کو غفلت پہ ملامت نہیں کرتا

فصل ہفتم

مرزا قادیانی کا فقہی مذہب

نکاح..... دہلی کے آئینہ میں

خدا گواہ خوشامد نہیں ہے اے ساقی
تری نگاہ سے آباد ہے یہ مے خانہ

﴿مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت﴾

نکاح دہلی.........کے آئینہ میں

گذشتہ اوراق میں خاندانی پس منظر، اذکار و تعامل، کفریہ دعاوی، اکابرین جماعت، فقہ فتاویٰ اور کردار غیر مقلدین کے آئینہ میں ہم مرزا صاحب کی غیر مقلدیت واضح کر چکے ہیں۔ اب اس فصل میں ہم ان کے نکاح ثانی (جو دہلی میں ہوا) کے آئینہ میں ان کی غیر مقلدیت کا جائزہ لیں گے۔

﴿دلیل نمبر 90﴾

بٹالوی صاحب سے مشاورت

مرزا صاحب نے جب اپنی پہلی بیوی (پھجے دی ماں) سے عملاً علیحدگی اختیار کر لی تو نکاح ثانی کیلئے سرگرم عمل ہو گئے۔ چونکہ بنیادی مشاورت میں انکی رسائی صرف مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم تک تھی۔ اس لئے وہ حسب سابق مشورہ کیلئے مولانا بٹالوی مرحوم کے پاس پہنچے۔ چنانچہ مولانا دلاوری مرحوم اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

☆ ان ایام میں ترک تقلید کا مسلک ہندوستان میں نیا نیا رائج ہوا تھا۔ مقلدوں اور غیر مقلدوں کے تعلقات میں بہت کچھ کشیدگی پائی جاتی تھی۔ اس لئے حضرات اہل حدیث حنفیوں سے رشتہ ناطہ نہیں کرتے تھے۔ اور کفو ہو یا غیر کفو، لازماً اپنی لڑکی اہل حدیث ہی کو دیتے تھے۔ جب مرزا صاحب کے دل میں نئی شادی کا شوق سر سرایا تو اپنے یار غار مولوی محمد حسین بٹالوی سے اس کا ذکر کیا.......... (رئیس قادیان جلد ۱...ص ۸۶)

اس وقت کے حالات اور مشاورت کیلئے مرزا صاحب کی پہنچ سے بہت سی حقیقتیں بے نقاب ہو رہی ہیں۔ اگر مرزا صاحب حنفی ہوتے تو ایسے حالات میں مرزا صاحب بٹالوی صاحب جیسے غیر مقلد کی دہلیز پر رشتہ کی مشاورت کے لئے کبھی نہ جاتے لیکن مرزا صاحب تو اپنی شہرت و ترقی

کیلئے ماضی قریب میں بٹالوی صاحب کی خدمات حاصل کر چکے تھے. اس لئے رشتہ کے مسئلہ میں بھی وہ اپنے بچپن کے دوست سے مایوس نہیں تھے۔

﴿دلیل نمبر 91﴾

بٹالوی صاحب کی طرف سے راہنمائی

واقعی مولانا بٹالوی مرحوم نے مرزا صاحب کو مایوس نہیں کیا. اور رشتہ کے سلسلہ میں انکی پوری راہنمائی کی. چنانچہ مولانا دلاوری مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ مولوی محمد حسین صاحب کے پاس تمام اہل حدیث لڑکیوں کی فہرست رہتی تھی مولوی محمد حسین نے مرزا صاحب کو مشورہ دیا کہ میر ناصر نواب سے تمہاری پرانی ملاقات ہے. انکی لڑکی جوان ہے. اس کیلئے سلسلہ جنبانی کرو......... (رئیس قادیان جلد ۱......ص ۸۶)

گویا مولانا بٹالوی مرحوم نے رشتہ کے سلسلہ میں اپنے دوست کی پوری راہنمائی کی. اگر مرزا صاحب حنفی ہوتے تو بٹالوی صاحب جیسے متعصب ومتشدد اہل حدیث سے رشتہ کیلئے انکی راہنمائی کرنا محال تھا۔

﴿دلیل نمبر 92﴾

بٹالوی صاحب کی خصوصی سفارش

بٹالوی صاحبؒ نے مرزا صاحب کو رشتہ کا راستہ دکھادیا تو مرزا صاحب نے کوششیں شروع کر دیں. چنانچہ

☆ مرزا صاحب نے میر صاحب کو چٹھی لکھی کہ گو پہلے بھی میرے گھر میں بیوی موجود ہے. اور اولاد بھی ہے. مگر عملاً میں مجرد ہی ہوں.......... (سیرت المھدی جلد ۲.....ص ۱۱۰)

مرزا صاحب نے رشتہ کا خط لکھدیا. جس پر مرزا ناصر نواب تو راضی تھے. لیکن انکی اہلیہ راضی نہ تھی. اس موقع پر بھی مولانا بٹالوی مرحوم نے حق دوستی ادا کرتے ہوئے باقاعدہ اس رشتہ کیلئے مرزا صاحب کی سفارش کی. چنانچہ مرزا بشیر احمد اپنی نانی اماں کی زبانی یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ

☆ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ تمہارے نانا (میر ناصر نواب) کے بہت تعلقات

تھے۔انہوں نے کئی دفعہ تمہارے ابا (مرزا قادیانی) کیلئے سفارشی خط لکھا۔اور بہت زور دیا کہ مرزا صاحب بہت نیک اور شریف اور خاندانی آدمی ہیں۔مگر میری یہاں بھی تسلی نہ ہوئی۔کیونکہ ایک تو عمر کا بہت فرق تھا۔دوسرے ان دنوں میں دہلی والوں میں پنجابیوں کے خلاف بہت تعصب ہوتا تھا........(سیرت المہدی جلد۲...ص ۱۱۱)

مولانا بٹالوی مرحوم کی طرف سے اتنی شدید سفارش،مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کو بہت حد تک آشکارا کر رہی ہے۔اگر مرزا صاحب حنفی ہوتے تو انکے لئے بٹالوی صاحب کی یہ سفارش ممکن نہ تھی۔

﴿دلیل نمبر 93﴾

غیر مقلد سسرال

ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ بات آجائے کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے حق دوستی ادا کرتے ہوئے مرزا صاحب کی کسی حنفی گھرانہ میں اگر شادی کرادی تو اس میں تعصب اور مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی کیا بات ہے؟لیکن ہم قارئین سے درخواست کریں گے کہ وہ سابقہ حوالہ جات کو ایک بار پھر ملاحظہ فرمائیں۔بٹالوی صاحب کے پاس اہل حدیث لڑکیوں کی باقاعدہ فہرست ہوتی تھی۔اور انہوں نے اس فہرست میں سے مرزا صاحب کیلئے ایک رشتہ منتخب کیا اور اس کیلئے مرزا صاحب کی سفارش کی۔چنانچہ مرزا بشیر احمد اپنی والدہ (میر ناصر نواب کی بیٹی اور مرزا صاحب کی اہلیہ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

☆ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میری شادی سے پہلے حضرت صاحب کو معلوم ہوا تھا کہ آپکی دوسری شادی دہلی میں ہوگی۔چنانچہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس اس کا ذکر کیا تو چونکہ اس وقت اس کے پاس تمام اہل حدیث لڑکیوں کی فہرست رہتی تھی۔اور میر ناصر نواب صاحب بھی اہل حدیث تھے........(سیرت المہدی جلد۱...ص ۵۷)

گویا یہ مرزا صاحب کے اپنے گھر کی شہادت ہے۔انکی اہلیہ دو چیزوں کا برملا اعتراف کر رہی ہے۔ایک اپنے گھرانہ کے غیر مقلد ہونے کا اور دوسرا اپنے نکاح کیلئے مولانا بٹالوی مرحوم کی کاوشوں کا۔انکے بعد اور کس کی شہادت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ

مرزا صاحب غیر مقلد تھے۔ ورنہ میر ناصر نواب اور انکے اہل خانہ کو مرزا صاحب کی عمر اور پنجابی ہونے پر اعتراض کرنے کی بجائے انکی حنفیت پر اعتراض کرنا چاہیے تھا۔

﴿دلیل نمبر 94﴾

غیر مقلد نکاح خوان

مرزا صاحب جب نکاح ثانی کیلئے دہلی بارات لے کر گئے تو ان کا نکاح بھی ممتاز غیر مقلد عالم بلکہ مذہب اہل حدیث کے بانی نے پڑھایا۔ چنانچہ مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ

☆ اور آپ (یعنی مرزا صاحب) دو خدام کی مختصر سی بارات لیکر دہلی پہنچے۔ خواجہ میر درد کی مسجد میں عصر و مغرب کے درمیان مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ سو روپے مہر پر نکاح پڑھا۔ جو ضعف اور بڑھاپے کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے تھے اور ڈولی پر بیٹھ کر آئے تھے .... (جلد ۲ ....ص ۵۶، ۵۷)

اہل حدیث کی مشاورت ..... اہل حدیث کی راہنمائی ..... اہل حدیث گھرانہ میں شادی .... اہل حدیث عالم کے نکاح پڑھانے سے .... غور فرمایئے کہ مرزا صاحب کی غیر مقلدیت ثابت ہوتی ہے یا حنفیت؟ فیصلہ آپ فرمالیجئے .... میاں نذیر حسین صاحب دہلوی مرحوم کے مرزا صاحب کا نکاح پڑھانے کا تذکرہ مجدد اعظم جلد ا ..... ص ۱۴۲ میں بھی موجود ہے۔

﴿دلیل نمبر 95﴾

نکاح دہلی بچانے کی بٹالوی فکر

مولانا بٹالوی مرحوم نے بڑی سفارشوں کے ساتھ مرزا صاحب کا نکاح کرایا لیکن نکاح کے بعد مرزا صاحب کی قوت مردی جواب دے گئی تو انہیں نکاح ٹوٹنے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ چنانچہ خود مرزا صاحب اپنے اس وقت کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

☆ مختلف بیماریوں کی وجہ سے میری مردی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری

زندگی تھی۔اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا اور ایک خط مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنۃ نے بھی ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی تو کی ہے لیکن مجھے حکیم محمد شریف کلانوری کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔اگر یہ امر آپکی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کرسکتا۔ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے۔ایسا نہ ہو کوئی ابتلا پیش آجائے.................. (تریاق القلوب......ص ۳۵)

ابتلاء سے اس مقام پر یقیناً طلاق ہی مراد ہو سکتی ہے۔گویا مولانا بٹالوی مرحوم کو مرزا صاحب کے نکاح کے ختم ہونے کا بھی افسوس تھا۔اور وہ اس کو بچانے کیلئے فکر مند تھے۔مولانا بٹالوی مرحوم کی اس نکاح کو بچانے کی فکرمندی مرزا صاحب کے ان کے ساتھ فکری تعلق کی واضح نشاندہی کرتی ہے۔

☆ نکاح دہلی کب ہوا؟......... مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر یہ وضاحت بھی کر دی جائے کہ مرزا صاحب کا یہ نکاح دہلی کب ہوا؟ ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں کہ

☆ نومبر ۱۸۸۴ء میں آپ نے میر ناصر نواب کی صاحبزادی نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے شادی کر لی.................. (مجدد اعظم جلد ۱.........ص ۱۴۰)

اور مؤلف تاریخ احمدیت نے اسکی تاریخ ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ بروز سوموار (مطابق ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء) لکھی ہے (جلد ۲ ص ۵۶) ہم گذشتہ اوراق میں پیش لفظ کے اندر یہ واضح کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب نے تاریخ احمدیت ۱۸۸۴ء کی پہلی سہ ماہی میں مکمل کر کے شائع کی۔اور مرزا صاحب نے پہلی سہ ماہی میں ہی لدھیانہ کا سفر اختیار کیا۔جسمیں علماء لدھیانہ نے ''براہین احمدیہ'' کی وجہ سے مرزا صاحب پر کفر کا فتوی دیا۔اس صورت حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا یہ نکاح علماء لدھیانہ کے فتوی کفر کے تقریباً آٹھ ماہ بعد ہوا۔کیونکہ پہلی سہ ماہی کو نکال کر نومبر تک آٹھ ماہ ہی بنتے ہیں۔اس مقام پر اس پہلو سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک طرف لدھیانہ کے حنفی علماء مرزا صاحب پر کفر کا فتوی جاری کر رہے تھے۔اور دوسری طرف مولانا بٹالوی مرحوم مرزا صاحب کی شادی کیلئے سفارشوں کے چکر میں تھے۔اتنی کاوشیں وہ کسی حنفی کیلئے کیونکر کر سکتے تھے۔

فصل ہشتم

مرزا قادیانی کا فقہی مذہب

احناف وغیر مقلدین کے حوالہ جات کے آئینہ میں

وہ خود نظر آتے ہیں جفاؤں پہ پشیماں
کیا چاہیے اب تم کو شکیل اس کے سوا اور

﴿مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت﴾

احناف وغیر مقلدین کے......حوالہ جات کے آئینہ میں

اب اس آخری فصل میں ہم مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کو علماء احناف اور علماء غیر مقلدین کے حوالہ جات کی روشنی میں واضح کرنا چاہیں گے۔

﴿دلیل نمبر 96﴾

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی الحنفیؒ

علماء لدھیانہ نے جب مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات اوران کے زبانی دعوے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچائے توانہوں نے حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا وہ ہمارے بڑے ہیں.وہ جو فیصلہ فرمائیں گے وہی ہمارا فیصلہ ہوگا. چنانچہ مولانا محمد یعقوبؒ نے لکھا کہ

☆ یہ شخص میری دانست میں غیر مقلد معلوم ہوتا ہے.اوراس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے.اور نیز اس شخص نے کسی اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا.........(فتاوی قادریہ.....ص ۱۷)

گویا حضرت نانوتویؒ نے مرزا صاحب کے دعاوی کو دیکھ کر ہی اندازہ کرلیا کہ وہ غیر مقلد ہیں۔

﴿دلیل نمبر 97﴾

حضرت مولانا محمد رفیق دلاوری الحنفیؒ

مؤرخ اسلام حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری مرحوم کا نام برصغیر کے مذہبی لٹریچر میں ایک نامور محقق کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا ہے.وہ فرماتے ہیں کہ

☆ ارتداد سے پہلے مرزا صاحب اور حکیم صاحب دونوں اہل حدیث تھے.اور چونکہ

اس وقت تک انکے مذہبی رویہ میں اسلام کی کچھ نہ کچھ رمق باقی تھی ۔ اس لئے یہ خود بھی اب تک اہل حدیث ہی کہلاتے تھے .... (رئیس قادیان جلد ۱ ...... ص ۱۵۷)

یعنی مرزا صاحب اور حکیم نوردین دونوں غیر مقلد تھے ۔ اور اعلانیہ طور پر خود کو اہلحدیث کہلاتے تھے۔

﴿دلیل نمبر 98﴾

مولانا قاضی عبدالاحد خانپوریؒ غیر مقلد

اہل حدیث جماعت کے غزنوی خاندان میں حضرت مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری مرحوم کا نام نمایاں حیثیت رکھتا ہے ۔ قاضی صاحب مرحوم مطلق ترکِ تقلید کو ہی گمراہی کی بنیاد قرار دیتے ہیں ۔ اور مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

☆ پھر ملاحدہ مرزائیہ، قادیانیہ نکلے تو انہوں نے بھی ان (اہل حدیث) ہی کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہونا اختیار کیا ۔ اور جماعت کثیرہ کو ان میں سے مرتد اور منافق بنادیا .... (کتاب التوحید والسنۃ جلد ۱ ...... ص ۲۶۲)

قاضی صاحب مرحوم صاف لفظوں میں اس حقیقت کا اعتراف فرمارہے ہیں کہ فرقہ قادیانیہ جماعت اہل حدیث میں سے نکلا ہے ۔ اور اہل حدیث کی ایک جماعت کثیرہ قادیانی مذہب اختیار کر کے مرتد اور منافق ہو چکی ہے۔

﴿دلیل نمبر 99﴾

مولانا عنایت اللہ اثری غیر مقلد

مولانا عنایت اللہ اثری جماعت اہل حدیث کے وہ سرگرم رکن تھے ۔ جو حنفیت دشمنی میں تو دیگر اہل حدیث سے کم نہ تھے ۔ البتہ غیر مقلدیت کی منازل طے کرنے میں ان کی رفتار عام غیر مقلدین سے بہت تیز تھی ۔ وہ غیر مقلدیت کی ترقی یافتہ صورتوں میں سے ایک نمایاں صورت تھے ۔ وہ فکری اعتبار سے نیچری ذہن رکھتے تھے ۔ جملہ معجزات کے منکر تھے ۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ ثابت کرنے کیلئے تقریباً پندرہ کتابیں شائع کر چکے تھے ۔ جس کی وجہ سے وہ ترکِ تقلید

اور حنفیت دشمنی کے باوجود ہم جماعت اہل حدیث سے کٹ کر رہ گئے تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

☆ ۱۹، اگست ۱۹۶۲ء کو میں ظہر پڑھ کر مسٹر بدر الاسلام صاحب سٹوڈنٹ، بی، ایس، سی سال سوم کو بلوغ المرام پڑھا رہا تھا کہ دو مسافر تشریف لائے۔ اور ظہر و عصر دونوں کو بصورت جمع پڑھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ احمدی ہونگے۔ چنانچہ فارغ ہو کر ایک صاحب نے فرمایا کہ میں ربوہ سے آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ''کیل الموفی لمن یکتال علیہ معنی التوفی'' جو شائع ہوا ہے۔ اسکی حدیث کو محولہ کتاب ترغیب ترہیب میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس کا جواب میرے پر دھوا ہے۔ دوسرے کو دیکھ کر میں نے دریافت کیا کہ مجھے خیال پڑھتا ہے کہ آپ پہلے بھی تشریف لائے تھے اور ازالہ اوہام کو آگ لگائی تھی۔ جیسے کہ ۱۹۶۱ء (کے حالات) میں گزر چکا ہے۔ فرمایا کہ ہاں میں وہی ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ اس وقت دھوپ کی وجہ سے لائبریری میں شدت کی گرمی ہے۔ عصر کے بعد کتاب دکھائی جا سکے گی فرمایا کہ بہت اچھا ہم عصر کے بعد حاضر ہوں گے۔ میں نے کہا کہ آپ اپنا نام و پتہ تحریر کر دیں کہ مجھے یاد رہے۔ چنانچہ انہوں نے مندرجہ ذیل پتے تحریر کر دیئے......

(۱) قاضی محمد نذیر لائل پور، ربوہ...... (۲) حکیم عبد اللطیف شاہد مکان نمبر ۱۴ مین بازار گوال منڈی لاہور...... انہوں نے باتوں باتوں میں یوں بھی فرمایا تھا کہ اکثر اہلحدیث احمدی ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ مرزا صاحب تو حنفی تھے۔ فرمایا کہ نہیں وہ بھی اہلحدیث ہی تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ لوگوں نے انکی خدمت میں عرض کی کہ مولوی محمد حسین سے بحث کیلئے تیار ہوں۔ جب وہ تیار ہو کر بحث کیلئے تشریف لے گئے تو مولوی صاحب وعظ فرما رہے تھے جسے آپ نے سن کر بحث کا خیال چھوڑ دیا............ (العطر البلیغ جلد۲...ص ۱۵۶)

مندرجہ بالا پورے مضمون پر بار بار نظر ڈالئے جس کا ایک ایک جملہ مرزا صاحب کی غیر مقلدیت کی شہادت دے رہا ہے۔ اجنبی مسافروں کو جمع بین الصلوتین کرتے دیکھ کر اثری صاحب کا یہ اندازہ لگالینا کہ وہ قادیانی ہیں...... اور ان کا اندازہ سو فیصد درست نکلنا...... پھر ان قادیانیوں کا برملا طور پر یہ اعتراف کرنا کہ اکثر اہل حدیث قادیانی ہوئے ہیں...... اثری صاحب کے اس خدشہ کے جواب میں کہ مرزا صاحب حنفی تھے، انکا یہ کہنا کہ مرزا صاحب بھی اہلحدیث

تھے۔۔۔۔۔۔اور انکے اہل حدیث ہونے کی شہادت کے طور پر بٹالوی صاحب سے مرزا صاحب کے مباحثہ کو پیش کرنا۔ یہ ساری چیزیں ہمارے مؤقف کی تائید کررہی ہے اور یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس مقام پر اکثر اہل حدیث کے قادیانی ہونے اور مرزا صاحب کے غیر مقلد ہونے کی خبر دینے والا کوئی عام قادیانی نہیں۔ بلکہ قادیانی جماعت کا مشہور و معروف مناظر قاضی محمد نذیر لائل پوری ہے۔ اور قادیانیوں کے اتنے بڑے مناظر کی شہادت کیونکر نظر انداز کی جاسکتی ہے؟

﴿دلیل نمبر 100﴾

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ غیر مقلد

جماعت اہل حدیث میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ متعدد کتب کے مصنف اور اہل حدیث کے نامور خطیب تھے۔ سیاسی اور مذہبی دونوں میدانوں میں اہل حدیث کے نمائندہ راہنما تھے۔ جمیعۃ اہل حدیث پاکستان کے صدر بھی رہ چکے ہیں۔ موصوف علمی اور سیاسی حوالوں سے بے شمار اوصاف کے حامل تھے لیکن حنفیت دشمنی میں وہ دیگر غیر مقلدین سے کسی صورت پیچھے نہ تھے۔ بلکہ جمیعت اہل حدیث پاکستان کی صدارت سنبھالنے کے بعد تو انکی حنفیت دشمنی میں مزید شدت پیدا ہوگئی۔ اس شدت کے باوجود وہ مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت کا برملا اعتراف فرماتے تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب کی حنفیت کی نفی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

> مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بریلوی حنفی ظاہر کرتے تھے۔ لیکن حقیقت میں وہ حنفی بھی نہ تھے۔ اہل حدیث تو کیا ہوتے۔ البتہ غیر مقلد ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ نہ وہ فقہ حنفی کے پابند تھے نہ وہ صحابہ اور تابعین اور ائمہ سلف کی روش پر چلنا پسند کرتے تھے۔ تنقید حدیث کے متعلق وہ ائمہ حدیث کی بجائے اپنی ذات کو معیار سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ ترکِ تقلید کے باوجود اہل حدیث نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ (تحریکِ آزادی فکر۔۔۔ص ۱۸۸)

غور فرمایئے! مولانا سلفی مرحوم اعلانیہ طور پر مرزا قادیانی کی حنفیت کی نفی اور ان کی غیر مقلدیت کا اعتراف فرمارہے ہیں۔ اور جہاں تک مرزا صاحب کی طرف سے دعویٰ حنفیت کی بات ہے تو

مولانا سلفی مرحوم اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب خود کو بریلوی حنفی ظاہر کرتے تھے اور بریلوی حضرات کی حنفیت کی حقیقت سے ہر ہوش مند مسلمان پوری طرح آگاہ ہے. کیونکہ بریلوی حضرات کا ایک طبقہ نہ تو (علم غیب، حاضر وناظر، مختار کل، حاجت روا، مشکل کشاء وغیرہ) عقائد میں اہل سنت والجماعت ہے. اور نہ (قل، تیجہ، دسواں، چالیسواں، عرس، میلاد وغیرہ) رسوم کے اعتبار سے حنفی ہے. اور اس بات کا اعتراف حقیقت پسند غیر مقلد علماء بھی کرتے ہیں جیسا کہ مشہور اہل حدیث عالم اور جمیعت اہل حدیث پنجاب کے سابق امیر مولانا عبدالغفور اثری جہلمی مرحوم بریلویوں کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ

☆ اما بعد! ان چند سطور میں میں اہل البدع بدعتی گروہ کے بہتان، افتراء، اور کذب بیانی سے پردہ اٹھانا چاہتا ہوں. جو وہ اولیاء اللہ کی محبت کا دعوٰی کر کے ان کے بارہ میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں. آج وہ اپنے عجمی نام (بریلوی) کے ساتھ ہندوپاک میں معروف ہیں. اور باوجود یہ کہ وہ دین میں غلو اور الحاد کے مرتکب ہیں (دعوٰی کرتے ہیں) اور وہ اپنا نام اہل السنت والجماعت گروہ احناف رکھتے ہیں. حالانکہ وہ یقیناً اہل سنت سے خارج اور بیشک حنفیہ کے دشمن ہیں. جبکہ وہ ہر قسم کے شرک وبدعت میں پوری طرح ملوث ہیں .... (پاکستان میں امامین حرمین کی آمد... ص ۱۷)

مولانا اثری مرحوم برملا طور پر بریلوی حضرات کے حنفی ہونے کی نفی فرما رہے ہیں. اور ان کے دعوٰی اہل سنت اور دعوٰی حنفیت کو کذب وافتراء پر مبنی قرار دیتے ہیں. اس کے برعکس وہ علماء دیوبند کے نقش قدم کو صراط مستقیم قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

☆ وہ (یعنی بریلوی حضرات) کہتے ہیں کہ شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلویؒ، مولانا نانوتویؒ، فاضل گنگوہیؒ، علامہ عثمانیؒ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا تھانویؒ، مولانا محمد شریف گھڑیالویؒ، لکھوی بزرگ، روپڑی اور غزنوی اکابر جیسی یگانہ روزگار ہستیوں کے ساتھ میل جول جائز نہیں ہے. ہم کہتے ہیں کہ پھر بتایا جائے کہ اور کون لوگ ہیں جن کے نقش قدم پر چل کر صراط مستقیم تلاش کی جا سکتی ہے .... (ایضاً... ص ۲۳)

اس اقتباس میں علماء دیوبند کے نقش قدم کو صراط مستقیم تسلیم کیا گیا ہے. اور مولانا میر محمد ابراہیم

سیالکوٹی مرحوم فرماتے ہیں کہ

☆ حنفیوں اور اہل حدیث میں اختلاف صرف فروع میں ہے اصول میں نہیں..........

..............(تاریخ اہل حدیث........ص ۱۴۱)

ہمیں فی الحال اس سے بحث نہیں کہ حنفی، اہل حدیث اختلاف اصولی ہے یا فروعی؟ ان مذکورہ حوالہ جات سے یہ ظاہر ہے کہ اہل حدیث علماء بھی بریلوی حضرات کو حنفی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں. یہی وجہ ہے کہ مولانا ثناءاللہ امرتسری مرحوم نے بریلوی مکتبہ فکر کے ممتاز عالم دین مولوی محمد شریف صاحب (کوٹلی لوہاراں) کے عقائد ونظریات (مثلاً یا رسول اللہ کہنا، مجلس میلاد منعقد کرنا، یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھنا، اور گیارہویں دینا وغیرہ) کا جواب فقہ حنفی کی مستند ومعتمد کتب فتاوی قاضی خان، فتاوی رشیدیہ، شرح فقہ اکبر از علامہ ملا علی قاریؒ، اور درمختار وغیرہ کے حوالہ جات سے دیا ہے. جو اس بات کا بیّن و واضح ثبوت ہے کہ مولانا امرتسری مرحوم بھی بریلوی حضرات کو حنفی تسلیم نہیں کرتے اب اگر مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم کی تحقیق کے مطابق مرزا قادیانی کا بریلوی حنفی ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی اس کا غیر مقلد ہونا روز روشن کی طرح آشکارا ہے۔

دلیل نمبر 101

مولانا محمد حسین بٹالویؒ غیر مقلد

جماعت اہل حدیث میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا نام بھی کسی تعارف کا محتاج نہیں. بلکہ ان کا شمار جماعت اہل حدیث کے محسنین میں ہوتا ہے. کیونکہ جماعت اہل حدیث کیلئے اہلحدیث کا نام گورنمنٹ برطانیہ سے بٹالوی صاحب مرحوم نے ہی الاٹ کرایا تھا اسکی تفصیلات ہماری زیر ترتیب کتاب ''**جماعت اہل حدیث کا عہد تاسیس**'' میں آپ انشاءاللہ ملاحظہ فرمائیں گے۔

غیر مقلدین کے محسن اعظم مولانا بٹالوی مرحوم بھی اس حقیقت کو برملا تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی خود کو اہل حدیث کہلاتا تھا. اور لوگ اسے اہل حدیث ہی سمجھتے تھے. چنانچہ مولانا بٹالوی مرحوم مرزا صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ

☆ ......صرف ایک آپ (یعنی مرزا صاحب) مسلمان ہیں، پھر اہل سنت، پھر اہل حدیث کہلا کر بعض احادیث صحیحین کی صحت سے انکاری ہیں۔ اس انکار کی وجہ سے آپکو کافر نہیں کہا گیا۔ ہاں اس کا چھوٹا بھائی فاسق اور مبتدع تو ضرور کہا جائے گا......

(مباحثہ لدھیانہ، مندرجہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۸، جلد ۱۳...ص ۲۳۴)

☆ ......کہاں ہیں وہ اہل حدیث جو قادیانی کو اہل حدیث سمجھتے ہیں...... (ایضاً...ص ۲۳۱)......

☆ ......اہل حدیث جو آپ (یعنی مرزا صاحب) کو اہل حدیث سمجھ کر آپکے پنجہ میں پھنسے ہوئے ہیں...... (ایضاً...ص ۲۲۹)......

☆ ......اور عوام اہل حدیث پر جو اس (مرزا قادیانی) کو اہل حدیث اور قائل صحت صحیحین سمجھ کر اسکے پنجہ میں پھنسے ہوئے ہیں...... (ایضاً ص ۲۵۳)

مذکورہ اقتباسات کو بار بار ملاحظہ فرمایئے اور اندازہ کیجئے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کس قدر واضح اور دوٹوک الفاظ میں اس حقیقت کو تسلیم کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی خود کو اہل حدیث کہلاتے تھے۔ اور اہلحدیث حضرات انہیں اہل حدیث ہی تسلیم کرتے تھے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کی اشاعۃ السنۃ کی مذکورہ جلد ۱۳ مرزا صاحب کی طرف سے براہین احمدیہ کی اشاعت اور اسکی روشنی میں مرزا صاحب پر علماء لدھیانہ کے فتویٰ کفر کے تقریباً آٹھ سال بعد ۱۸۹۲ء میں طبع ہوئی۔ گویا اس وقت تک بھی مرزا صاحب (بقول مولانا بٹالوی مرحوم) خود کو اہل حدیث ہی قرار دیتے تھے اور اہل حدیث حضرات انہیں اہل حدیث ہی تسلیم کرتے تھے۔

حرفِ آخر

قارئین کرام! ہم مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈال چکے۔ اور آپ دلائل و براہین کے ساتھ اسکی بحث ملاحظہ فرما چکے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی غیر مقلد مرزا قادیانی کو حنفی قرار دیتا ہے تو اسے اسکی جہالت اور کور چشمی کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے؟ ہم حسب وعدہ مرزا قادیانی کے غیر مقلد ہونے کے ایک سو سے زائد دلائل بحمد اللہ تعالیٰ پیش کر چکے ہیں جن کے ذریعے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ

☆ مرزا صاحب اپنے مکتوب میں بقلم خود حنفی تقلید پر قائم نہ رہنے کا دعوٰی کرتے تھے........
☆ حنفی تقلید کو ناپسند کرتے تھے...... ☆ تقلید کو ذہنی ترقی کی بندش کا ذریعہ قرار دیتے تھے....
☆ فاتحہ خلف الامام کو ضروری سمجھتے تھے...... ☆ رفع یدین کبھی کرتے اور کبھی ترک کرتے تھے....... ☆ مسح علی الجوربین مسلسل کرتے تھے....... ☆ تہجد وتراویح کو ہمیشہ ایک ہی نماز قرار دیتے تھے...... ☆ تراویح ہمیشہ آٹھ رکعت پڑھتے تھے....... ☆ جمع بین الصلوٰتین پر مسلسل عمل پیرا تھے....... ☆ نماز کے اندر ہاتھ ہمیشہ سینے پر باندھتے تھے...... ☆ نماز قصر کیلئے مقدار سفر میں غیر مقلدین کے فتوی پر عمل کرتے تھے ☆ گوہ کو حلال قرار دیتے تھے.......
☆ تین وتر غیر مقلدانہ طریقہ سے ادا کرتے تھے..... ☆ اپنے حنفی استاد کو نوکر استاد قرار دیتے تھے....... ☆ ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد کے نزدیک ان کے عقائد وتعامل اہلحدیث سے ملتے جلتے تھے....... ☆ خود اہل حدیث سے اقرب ہونے کے مدعی تھے...... ☆ امام اعظم ابوحنیفہؒ کو حدیث کی طرف کم توجہ دینے اور احادیث کو ردی کی طرح پھینکنے والا قرار دیتے تھے.....
☆ ان کی طرف سے نماز کیلئے امام غیر مقلد مقرر تھے...... ☆ ان کی طرف سے فتوی دینے کیلئے مفتی غیر مقلد مقرر تھے............ ☆ ان کی خلافت بلافصل حکیم نوردین بھیروی جیسے غیر مقلد کو ملی.......... ☆ ان کی جماعت نے اپنے لئے علیحدہ "فقہ احمدی، اور، فتاوٰی احمدیہ" مدون کیں. جو مذہب اہل حدیث کے عین مطابق ہیں.......... ☆ نبوت کیلئے ان کی ابتدائی معاونت غیر مقلدین نے ہی کی.......... ☆ ان کا نکاح مولانا بٹالوی مرحوم کی کوششوں سے غیر مقلد گھرانہ میں ہوا. جو میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم نے پڑھایا. وغیرہ۔

ہر ذی شعور شخص جانتا ہے کہ برصغیر پاک وہند میں مذکورہ تمام افکار واعمال طبقہ غیر مقلدین کے ہیں. ان افکار واعمال کے حامل کسی شخص کو حنفی قرار دینا صریح ناانصافی ہے. خدا تعالی غیر مقلدین کو...... فکر صحیح..... فہم سلیم..... اور حقیقت پسندی کا ذوق لطیف....... عطا فرمائے.......
آمین یارب العالمین. بجاہ النبی الکریم. صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

حافظ عبدالحق خان بشیر نقشبندی

مولانا عبدالحق خان بشیر کی دیگر تالیفات

میثاق انبیاء سے
امام انبیاءؑ تک
(زیر ترتیب)

گنبد خضریٰ سے
مقام محمود تک
(زیر ترتیب)

حرمِ نبویؐ سے
کربلائے معلیٰ تک
(زیر ترتیب)

عقیدہ حیات النبیؐ اور
مولانا عطاء اللہ بندیالوی
قیمت 70 روپے

مرزا غلام احمد قادیانی کا
فقہی مذہب
حنفیت یا غیر مقلدیت
قیمت 80 روپے

قادیانی نبوت کے
نشیب و فراز
قیمت 25 روپے

نماز تراویح اور
مذاہب اہل حدیث

مولانا عبید اللہ سندھیؒ
اور
تنظیم فکر ولی اللّٰہی
قیمت 150 روپے

کیا زندے بھی نہیں سنتے؟
بجواب
کیا مردے سنتے ہیں؟
(زیر ترتیب)

ترک تقلید کی خوفناک تحریک
عبرتناک انجام
(زیر ترتیب)

مجدد الف ثانیؒ سے
غلام غوث ہزارویؒ تک
(زیر ترتیب)

حیات
قاضی مظہر حسینؒ
(زیر ترتیب)

تاریخ و مسلک
علماء دیوبند
(زیر ترتیب)

حق چار یار اکیڈمی گجرات